۸۔ ادارہ تعقیب۔
۹۔ خصوصی انقلابی ادارہ۔

اس کے علاوہ ہر ضلع میں اس ضلع سے متعلقہ امور کو ایک ادارے کے سپرد کیا گیا ہے۔ ان صوبائی اداروں میں تعقیب۔ پکڑنے۔ تحقیق اور کشف کی شعبے بنائے گئے ہیں۔ جن کی وساطت سے تمام ملک کی معلومات و اطلاعات مرکزی حکومت کو پہنچا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی تحصیل پر مجاہدین کا قبضہ ہو جائے تو خاد کی تنظیم وہاں سے اپنے دفاتر دوسرے ضلع میں منتقل کر دیتے ہیں۔

خاد کی سرگرمیاں

خاد کا سیاسی ادارہ وہ تمام سیاسی مسائل جو روس اور کابل کٹھ پتلی حکومت کے خلاف ہوں ان کا مطالعہ اور جانچ پڑتال کرتا ہے۔ افغانستان کے ہر ضلع میں روس کے خلاف نبرد آزما تنظیموں اور محاذوں پر تحقیق کرنے کے لئے خاد اور (K G B) کے جی بی نے الگ الگ ادارے قائم کئے ہوئے ہیں تاکہ انکے اندر سے معلومات فراہم کرکے فوجی اداروں کے حوالے کر دیں اور اس ٹائم ٹیبل کے مطابق مجاہدین پر حملہ کریں۔ یہ بات اب سامنے آ چکی ہے کہ خاد اور کے جی بی نے ایک کثیر تعداد ایجنٹوں کو مجاہدین کی صفوں میں متعین کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ محاذوں پر بھی مجاہدین کے روپ میں کام کرتے ہیں۔ خاد کے تمام ایجنٹ روس کے خلاف سرگرمیوں۔ مصنفین اور ان لوگوں کے متعلق اپنے سیاسی دفتر کو معلومات فراہم کرتے ہیں اسی طرح لوگوں کو اغواء کرنے اور قتل کرنے کے منصوبے بھی خاد کا سیاسی دفتر بناتا ہے۔

۲- پانچ نمبر کا جاسوسی ادارہ

اس ادارے کو لوگوں کی گرفتاری۔ کشف اور علاقہ میں مختلف قسم کی روابط کا کام سونپا گیا ہے تاکہ لوگوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کرکے مرکزی دفتر کے حوالے کردیں۔ اس ادارے سے وابستہ تمام عناصر ہروقت مختلف قسم کے لباس اور لبادہ اوڑھ کر پھرتے ہیں۔ جو لوگ ان کی نظر میں مشکوک پائے جاتے ہیں اُن کو گرفتار کرکے جیل پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ ادارہ دارالامان میں نور شفاخانے کے سامنے واقع ہے۔

۳- خاد کا فوجی ادارہ

خاد کا یہ بدنام ادارہ محاذ ملی اسلامی افغانستان کے سربراہ جناب پیر سید احمد گیلانی افندی صاحب کے کابل والے گھر میں سفارت ہندوستان کے قریب واقع ہے یہ ادارہ بھی دوسرے اداروں کی طرح تعقیب اور تحقیق و تفتیش کے شعبوں میں منقسم ہے۔ اس ادارے کو خاد کی طرف سے فوجی مراکز میں فوجی افسروں کے متعلق معلومات فراہم کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔ فوجی بیرکوں اور اہم فوجی اداروں میں اگر کسی شخص پر شک پڑ جائے تو اس کو گرفتار کرکے فوجی جاسوسی ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کر دیتے ہیں۔

۴- خاد کا داخلی ادارہ

انٹیلی جنس خاد کا یہ ادارہ ششدرک میں واقع ہے اس ادارے کو بھی تحقیق و تفتیش کا کام سونپا گیا ہے۔ اس ادارے میں خصوصی طور پر بڑے بڑے افسر کام کرتے ہیں۔ مثلاً ڈائریکٹر۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر وغیرہ .... جو لوگ اس ادارے سے وابستہ ہیں اُن کو کابل کے قریب شہروں میں مثلاً تحصیل۔ ضلع۔ بستی

وغیرہ میں متعین کیا گیا ہے ۔جن سے ان علاقوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔

۵۔ شعبہ تحقیق و تفتیش

اس ادارے کو انٹیلی جنس تنظیم خاد کی طرف سے تحقیق و تفتیش کا کام سپرد کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ ان لوگوں کا محاسبہ کرتا ہے جو سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں یا ذہنی طور پر مسلمان ہیں۔ اس ادارے کے ارکان نے پچھلے چند سالوں میں لاکھوں بے گناہ افراد کو شہید کیا ہے ۔جن کا گناہ صرف اُن لوگوں کو جو سیاسی سرگرمیوں میں معروف تھے قتل کیا بلکہ اسلام سے تعلق رکھنے والے افراد کو بھی معاف نہیں کیا۔

تحقیق و تفتیش کا یہ ادارہ سات شعبوں میں منقسم ہے جو کہ پہلا۔ دوسرا، تیسرا چوتھا وغیرہ شعبوں کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔جو لوگ اس ادارے کی طرف سے گرفتار ہو جاتے ہیں اُن کو مندرجہ بالا ذکر شدہ شعبوں میں سے کسی ایک کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

۱۔ ڈیپارٹمنٹ :۔ سیاسی تنظیموں سے منسلک افراد پر نظر رکھتے ہیں۔

۲۔ ڈیپارٹمنٹ :۔ میانہ رو اور غیر متعصب اشخاص پہ نظر رکھتے ہیں۔

۳۔ یہ شعبہ خاص طور پہ لوگوں کو سزا دینے کے لئے مختص کیا گیا ہے جس کا سربراہ لطیف خان شریفی ہے۔

۴۔ اس ادارے کو بھی مختلف قسم کے اشخاص کو گرفتار کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔

خاد کی جیلیں

کابل شہر اور اس کے نواح میں خاد کی مندرجہ ذیل جیلوں میں مسلمانوں پہ تشدد کیا جا رہا ہے۔

۱۔ پانچ نمبر ادارے کی جیل۔
۲۔ فوجی ادارے کی جیل۔
۳۔ فوجی قطعات کی جیل۔
۴۔ خصوصی جیل۔
۵۔ صدارتی جیل۔
۶۔ پلچرخی جیل۔
۷۔ زیر زمینی جیل۔

پانچ نمبر جیل

یہ جیل دارالامان میں سید کیان کے گھر میں واقع ہے۔ اس کا دروازہ جو کہ روزمرہ استعمال کے لئے کھلا رہتا ہے۔ دارالامان کی عام سڑک پر واقع ہے۔ دوسرا دروازہ جو کہ ہر وقت بند رہتا ہے مغرب کی طرف ہے۔ یہ جیل زیر زمین چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا اور دوسرا حصہ جیل کے محافظین کی رہائش کے لئے ہے۔ تحقیق و تفتیش کے ادارے زیر زمین واقع ہیں۔ اور باتھ روم اس کی جنوبی دیوار کے ساتھ متصل ہے۔

۲۔ فوجی جیل

لوگوں کو سزا دینے کا کوئی بھی ادارہ ہو وہ کسی نہ کسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ نہ لگے کہ حکومت نے محاسبے کے لئے جیلیں قائم کی ہوئی ہیں۔ اس جیل میں لوگوں کے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ لوگوں پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں۔ جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

۳۔ ششدرک جیل

یہ جیل زیر زمین میں بنا ہوا ہے۔ جب کوئی بلاک

کے دروازے سے داخل ہو جائے تو سامنے ایک زینہ ہے جو تہہ خانے کو جاتی ہے۔ بائیں طرف دو زینے اوپر کی طرف جاتے ہیں۔ جہاں باتھ روم بنا ہوا نظر آتا ہے۔ جب آدمی تہہ خانے میں داخل ہو جاتا ہے تو دروازے کے ساتھ مسلح پولیس والے انتظار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ دروازے کے پیچھے ہال کا ایک پنجرہ بھی ہے جہاں سے جیل کے کمرے نظر آتے ہیں۔ ان کمروں میں کچھ کمرے ایسے بھی ہیں جو ہر وقت بند ہی رہتے ہیں۔ ان کمروں کی دیوار میں اور دروازے مشرقی جرمنی کے بنے ہوئے ہیں جو اسٹیرنگ۔ گھمانے سے کھلتے ہیں۔ قیدیوں کو بنوبت باتھ روم لے جایا جاتا ہے۔

۴۔ صدارتی نظارت خانے کی جیل

اس جیل کے تین حصے ہیں! ۱۔ پہلا بلاک ۲۔ دوسرا بلاک ۳۔ بند باتھ روم
پہلا بلاک :۔ یہ حویلی لوہے والے دروازے کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ جب اس دروازے سے داخل ہو جائے تو بائیں طرف چائے خانہ ہے اور دائیں طرف محافظوں کے کمرے ہیں اور اس کے ارد گرد قیدیوں کے کمرے ہیں۔ اس جیل میں دروازے اور محافظوں کے کمروں کے بغیر کوئی روشنی نہیں ہے۔ سب قیدی اندھیرے میں ہی رہتے ہیں۔ اس بدنام جیل میں کوئی بستر اور سرہانہ موجود نہیں ہے۔ ایسے ایسے خونخوار موجود ہیں جب ہی انسان کمرے میں داخل ہو جاتا ہے وہ لڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اور چند منٹ کے بعد انسان کی حالت اور ہو جاتی ہے۔ قیدی اپنے اپنے کمروں میں پیشاب وغیرہ کرتے ہیں ان کے لئے باہر جانا ممنوع قرار دیا ہے۔ قیدیوں کو نہایت فرسودہ کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسی دوائیں بھی ملا دی جاتی ہیں جس سے معدے کی تکلیف لاحق ہو جاتی ہے۔

۲۔ دوسرا بلاک :۔ اس بلاک میں چھوٹے چھوٹے کمرے ہیں جہاں رہتا

بھی خاصا مشکل ہے۔ ان کمروں میں بھی بستر موجود نہیں ہیں۔ یہ بلاک ۱۳۶۰ ش
میں تعمیر ہوا تھا۔ اس بلاک میں ان لوگوں کو رکھتے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا
اعتراف نہ کیا ہو۔

۳۔ ورلستہ باتھ روم :۔ اس میں دس کمرے اور ایک اندھیری ہیلیز بنی
ہوتی ہے اور ہر کمرے میں ایک آدمی کو رکھا جاتا ہے۔ یہ کمرہ جس میں باتھ روم
بھی ہے ہر وقت بند رہتے ہیں۔ صرف کھانا کھانے کے دوران قیدی کو روٹی
دینے کے وقت ایک منٹ کے لئے کھلتا ہے۔ اُن کمروں میں ان لوگوں کو رکھتے ہیں
جنہوں نے خاد کے پیش نظر عظیم جرم کیا ہو۔

قیدی بے چارہ اس وقت آزاد ہوا میں سانس لیتا ہے جب اُسے تحقیق و
تفتیش کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ مدام اس بند کمرے میں گزارہ
کرتا ہے۔ جن کمروں میں قیدیوں کو رکھا جاتا ہے وہ نہایت پُر نم اور مرطوب
ہوتے ہیں جس سے نہ صرف قیدی کو تکلیف ہوتی ہے بلکہ وہ کئی امراض کا شکار
ہو جاتا ہے۔ صدارتی محل کی جیل نہایت محفوظ مقام پر واقع ہے
جہاں قیدیوں سے تفتیش ہوتی ہے۔

پل چرخی جیل

یہ جیل حکومت افغانستان کی سب سے بڑی جیل ہے۔ جاسوسی تنظیم خاد کے
وجود میں آنے کے بعد اس جیل کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں حصوں کو
جاسوسی تنظیم خاد اور وزارتِ داخلہ سے منسلک کر دیئے۔ پل چرخی جیل جنوب
مشرق کی طرف کابل جلال آباد روڈ پر دور دراز میدانوں میں واقع ہے جس کی
ساختمان کچھ اس طرح کی ہے!

الف :۔ بلاک اول اور دوئم۔

ب :۔ احاطہ مضلع ۔

ج :۔ چوتھا بلاک یا صفائی جیل ۔

الف ! بلاک اول و دوئم ! پہلا بلاک شمال کی طرف اور دوسرا بلاک جنوب کی طرف واقع ہے۔ یہ دونوں بلاک ایک دیوار کے ذریعے باہم جدا ہوتے ہیں جس میں جاسوسی تنظیم خاد کے فوجی متعین ہیں ۔

بلاک اول :۔ اس بلاک کی ساخت کچھ اس طرح ہے کہ درمیان میں بہت بڑا دروازہ ہے۔ صرف ایک منزلہ عمارت ہے جس میں خاد کے فوجی اور سیاسی دفاتر ہیں ۔ جیل کے دروازے ہر وقت بند ہی رہتے ہیں۔ ہر طرف اندھیرا اندھیر ظلم وجبر کے بادل اور خون وقتل کی ہوائیں چل رہی ہیں ۔ توحید و رسالت کے ماننے والوں، خدا اور رسولؐ پہ ایمان رکھنے والوں اور وطن عزیز سے محبت رکھنے والوں کو یہاں اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں ۔ اس خونخوار جیل کے عقبی دروازے سے قیدی استفادہ کرتے ہیں ۔ ہر وینگ میں بارہ کمرے ہیں اور ہر کمرے میں پانچ افراد کو رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اوپر والے کمروں میں کمیونسٹوں (خلق و پرچم دھڑوں) کو رکھا گیا ہے جن سے توحید کے ماننے والوں پر ظلم و تشدد کرنے کے لئے کام لیا جاتا ہے۔ جیل میں ٹیلیویژن اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ قیدیوں کے ذہنوں کو گمراہ کن پراپیگنڈے کے ذریعے سے تبدیل کیا جائے مشرقی بلاک میں جو کمرے بنے ہوئے ہیں ۔ اس میں دو دو پنجرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ بلاک دو حصوں میں تقسیم ہوا ہے۔ اور ہر حصے میں آٹھ کمرے ہیں ۔ یہاں پر اُن لوگوں کو رکھا جاتا ہے جن پر حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کا الزام ہو۔ مشرقی بلاک کے دوسرے حصے میں اُن لوگوں کو رکھا جاتا ہے جو پھانسی کی انتظار میں ہوں یا عدالت نے ان کے بارے میں پھانسی دینے یا نہ دینے کا فیصلہ ابھی تک نہ سنایا ہو ۔

جیلوں میں خاد کی فعالیت

افغانستان کی جاسوسی تنظیم (خاد) اسلام دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہے روس اور افغان کٹھ پتلی حکومت کی یہ ظالم تنظیم افغانستان کے بے گناہ مسلمانوں پر برابر ظلم کرتی رہی ہے۔ اس خونخوار تنظیم (خاد) نے افغانستان کے بہادر اور زندہ مسلمانوں پر وہ مظالم کئے ہیں جس کی مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی وہ لوگ جو اپنی سرزمین سے محبت رکھتے ہیں اسلام کے شیدائی ہیں اور پیغام خدا اور رسولؐ کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے والے ہوں۔ وہ تاریخ ساز لوگ جنہوں نے سومنات جیسے جھوٹے خداؤں کو مات کرکے جنوبی مشرقی ایشیا میں پرچم اسلام لہرادیا۔ ان کا کیا جرم تھا! جن کو ملک بدر کردیا گیا اور ان پہ طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں۔ کیا انہیں اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے آواز بلند کرنے کا حق نہیں پہنچتا ہے؟

افغان جاسوسی (خاد) جیلوں میں دو مقاصد حاصل کرنے کے لئے جاسوسی کرتی ہے!

(۱) سیاسی قیدیوں کے بارے میں اطلاعات کی جمع آوری (۲) قیدیوں کو اس بات پہ مجبور کرنا کہ اگر انہیں رہا کیا جائے تو وہ خاد کے لئے اندرون ملک یا بیرون ملک کام کریں گے۔

جیل میں جاسوس دو قسم کے ہوتے ہیں! ایک وہ جو اصل خاد کے جاسوس ہیں لیکن قیدیوں سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قیدیوں کے ساتھ یا ان کے سامنے حکومت کے خلاف باتیں کریں اور اس بارے میں مختلف لوگوں کے نظریات معلوم کریں۔ دوسرا جاسوس وہ ہے جو جیل میں نہایت پریشانی سے رہتا ہے اور لوگوں کی اطلاعات حکومت کو باہم پہنچاتا رہتا ہے۔

(جاسوسی تنظیم (خاد) کے تفتیش ۔ ظلم اور پھانسی کے طریقے)

تحقیق اور گرفتاری

افغانستان کی جاسوسی تنظیمیں (خاد ۔ کام ۔ اگسا) مخالفین کو دام فریب میں پھنسانے کے لئے معاشرے کے فاسد ترین اشخاص کو استعمال میں لاتے ہیں ۔ نور محمد ترہ کی اور حفیظ اللہ امین کے دور حکومت میں کام اور اگسا کے جاسوسوں نے اہم کردار ادا کیا تھا ۔ ان دونوں خفیہ تنظیموں نے ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کی غلط اطلاعات دہی پر قتل عام کیا ۔ کسی کو پتہ بھی نہ تھا کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے ۔ ایک تو افغان عوام جاسوسی تنظیموں کے حربوں اور منصوبوں سے واقف ہی نہ تھے دوسرا یہ کہ کام اور اگسا جیسے بدنام جاسوسی تنظیموں کے نام سے افغانستان کی تقریباً ۹۵٪ فیصد لوگ واقف ہی نہ تھے ۔ لوگوں کو بلاوجہ جیلوں میں دھکیل دیتا ۔ غلط معلومات فراہم کرنا اور بلاوجہ بے گناہ افراد کو سی آئی اے (C I A) سے منسوب کرتے ہوئے تشدد کرنا ان دونوں تنظیموں کا کام تھا ۔ نور محمد ترہ کی کے برسر اقتدار آتے ہی کام اور اگسا نے علماء ۔ دانشوروں اور وہ لوگ جو اسلام سے محبت رکھتے تھے ۔ پکڑ کر جیلوں میں بند کر دیئے گئے ۔ اور ان کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا انہیں شہید کر دیا گیا ہے ۔ افغان عوام جو کہ ۷۵٪ فیصد پشتو بولنے والے ہیں آپس میں جھگڑوں سر شوخی اور پدری دشمنی کی قدیم تاریخ رکھتے ہیں ۔ اس سلسلے میں کام اور خاد نے ان باہمی رقابت سے فائدہ اٹھایا ۔ کچھ لوگ پاکستان آگئے اور کچھ کو اپنے پاس بلا کر آباد کیا ۔ اس طرح ان دونوں تنظیموں نے کچھ لوگوں پر اپنے دوستوں اور اقارب کی طرف سے غلط الزامات لگا کر انہیں خلقی یا پرچمی کے نام سے پکارا گیا جس پر وہ مجبور ہو کر روس نواز بن گئے ۔ اسی طرح اور بھی بہت سے مثالیں ہیں ۔ جس کا ذکر کرنا ضروری نہیں ۔

جاسوسی تنظیموں (خاد ۔ اگسا ۔ کام) کے منصبوں میں سے ایک خطرناک منصوبہ یہ بھی تھا جس کے تحت وہ عناصر جو خاد ۔ اگسا اور کام کے لئے کام کر رہے تھے ۔

اور ساتھ ہی سکول کالج یا یونیورسٹی میں بھی پڑھتے تھے۔ اُن کو بغیر محنت ایک کلاس سے پاس کر دیا جاتا اور آخر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے ماسکو بھیجا جاتا تھا۔ وہ طلبہ جو خاد کی طرف سے روس جاتے تھے اُن کو روسی جاسوسی تنظیم (کے جی بی) والے خوش آمدید کہتے تھے اور اُن کو تربیتی کورسوں میں بھیجا جاتا تھا۔

تفتیش کے مراحل

افغان جاسوسی تنظیم (خاد) کے یہ اصول کافی وقت سے چلا آرہا ہے کہ وہ مخالفین سے تفتیش کرنے کے دوران مختلف ہتھکنڈوں سے کام لیتی ہے۔
جب قیدی سے تفتیش کی جاتی ہے تو اس کو تحقیق کے دوران یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کے تمام کارروائی کی فلم خاد کے پاس ہے وہ کسی بھی صورت میں انکار نہیں کر سکتا۔ اس کو اس بات پہ مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ اعتراف کر لے۔ اسکے بعد اس کے سامنے کچھ جعلی فوٹو لائے جاتے ہیں اور اُس کو یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں معلوم ہے یہ سب آپکے دوست ہیں۔ آپ کسی بھی بات کا انکار نہیں کر سکتے اگر کوئی مجاہد گرفتار ہو جائے تو وہ مجاہدین کے کارڈ سمیت تمام اسناد اس کے سامنے لائی جاتی ہیں اور اس کو کہتا ہے کہ حکومت کو مجاہدین کی ہر بات کا پتہ ہے۔ اس طرح اور بھی بہت سی مثالیں ہیں . . .

خاد کے مظالم

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ خاد افغانستان کی مظلوم عوام پر طرح طرح کے مظالم کر رہے ہیں اور مختلف طریقوں سے لوگوں سے تفتیش میں کام لیا جاتا ہے یہ بدنام زمانہ تنظیم افغانستان کی مظلوم عوام پر تفتیش کے دوران مندرجہ ذیل طریقوں سے کام لیتی ہے! کیبل سے مارنا۔ ناخن نکالنا۔ ناخن کے نیچے پن لگانا مرطوب

ہوتے اُن میں لودھی، سادات وغیرہ ہیں جو کہ صرف نام سے پٹھان یا افغان ہیں کیونکہ انہیں پشتو یا دری (فارسی) بالکل نہیں آتی۔ کچھ وہ بھی یہاں برسوں سے رہ رہے ہیں جو کہ اصلاً خانہ بدوش یا کوچی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس قسم کے لوگوں نے پاکستان اور ہندوستان میں بیشتر غیر قانونی کام شروع کر رکھے ہیں اور افغانستان، ایران میں بھی سمگلنگ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ یہ لوگ عیب سے مہاجرین کی پاکستان آمد شروع ہوتی ہے خود کو افغان کہنے شروع ہوتے اور درحقیقت وہ افغان مہاجرین نہیں ہیں اور ہمیں شرم آتی ہے جو کام وہ کرتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان میں کپڑے اور دیگر غیر ملکی اشیاء کی خرید و فروخت ہندوستان میں سود کا کام، افغانستان اور ایران کے درمیان سمگلنگ البتہ غیر ملکی اشیاء کی اور ساتھ ہی منشیات وغیرہ جو کہ آزاد علاقوں کے بعض اشخاص کی ہمدستی سے انجام پاتے ہیں جیسے کہ صوبہ بلوچستان اور سرحد میں غیر ملکی اشیاء کا اڈہ انہی لوگوں کے واسطے بنا ہے اور آج روسی الیکٹرونیکی وسائل بھی یہی لوگ لاتے ہیں اور نام افغان مہاجر کا بدنام ہو رہا ہے۔ ہم آج سے نو سال پہلے پر نظر ڈالیں تو اس وقت باڑہ مارکیٹوں میں مال کون لاتا تھا واضح ہے جو لوگ اُس وقت کام میں سرگرم تھے وہی آج بھی سرگرم ہیں۔

ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھوں گا کہ وہ اشخاص جو کچھ عرصہ قبل افغانستان کے نام اور افغان کہلوانے سے شرم محسوس کرتے تھے آج اکثر خود کو افغان مہاجر کے نام سے یاد کرتے ہیں اور بعض اب بھی افغان ہونے اور کہلوانے پر شرم محسوس کرتے ہیں۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ افغان عوام اُنہیں جانتی ہے اور تاریخ بھی اُنہیں معاف نہیں کرے گی اس لیے وہ قصداً انکار پر ہی سہارا کئے ہوتے ہیں اور بعض لوگ جو خانہ بدوش (کوچی) اور ایک صدی کے عرصہ سے اِدھر اُدھر مقیم ہیں آج اُن کی جیبوں میں افغان مہاجرین کا کارڈ پڑا نظر آتا ہے اور راشن پاس افغان کمشنری سے حاصل کیا ہوا ہے اور اُس کے

کمروں میں ڈالنا اور کھانے میں زہر آلود دوائیاں ڈالنا ہیں۔ اسی طرح قیدی کو بجلی دینا۔ قیدی کو بالکل ننگا کر کے اس کے جسم پر بھاری اڑیھ کے بوٹوں کے ساتھ سوار ہو کر چلنا۔ پاؤں کے تلوؤں کو نشانہ بنانا۔ رائفل کے بٹ سے قیدی کے جسم پر ضربیں لگانا۔ قیدی کے دونوں گھٹنوں میں سے بانس گزارنا۔ دونوں کانوں پر زور سے گھونسہ لگانا۔ مسلمان قیدی کو لگاتار برف کی سیلوں پر ننگے بدن لیٹنے پر مجبور کیا جانا۔ مسلمان قیدی کے جسم کے نازک حصوں پر بجلی سے جھٹکے لگانا۔ جلتے سگریٹوں اور موم بتیوں سے قیدی کے جسم داغنا۔ سونے سے باز رکھنا۔ کھانے پینے سے محروم کرنا۔ قیدی کو پیشاب پینے پر مجبور کرنا۔ قیدی کی کلائیوں سے رسی باندھ کر اسے لٹکانا۔ دست بر پشت بستہ ہوا میں معلق کرنا۔ یخ بستہ رات کو ننگے بدن کھڑا ہونے پر مجبور کرنا وغیرہ وغیرہ۔

جاسوسی تنظیم خاد کی جیلوں میں جن مقامات میں لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے وہاں پہ ایسی وحشتناک میوزک بجایا جاتا ہے جس سے قیدی کے اعصاب پر زبردست اثر کرتا ہے۔ ان کمروں میں جہاں مظلوم انسانوں کی چیخ و پکار اٹھتی ہے وہ مقامات جہاں سے یا اللہ مدد کی آوازیں اٹھتی ہیں وہ آوازیں اس وحشت ناک میوزک سے مل کر ایسا لگتا ہے جیسا کہ قیامت برپا ہونے والی ہے۔ قیدی اپنی نوبت کے منتظر ہوتے ہیں۔ خاد کی طرف سے لوگوں پر ظلم و ستم کے بعد خاد کا ایک اور ایجنٹ کمرے میں داخل ہوتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو گالی دے کر کہتا ہے کہ یہ کیا حماقت ہے جو مظلوم انسانوں پر ظلم ہو رہا ہے: خبردار ظلم بند کرو۔ آخر انسانوں کے ساتھ ایسا ظلم و ستم کسی بھی قانون میں ہے؟ وہ طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے کام لیتے ہوئے قیدیوں کو دوسرے کمرے میں لے جاتے ہیں ان کو چائے اور مٹھائی وغیرہ کھلاتے ہیں اور بعد میں ان کو کہتا ہے کہ! میرے بھائیو! آپ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے ضرور بتا ہے تاکہ اس ظلم و جبر سے آپ کو نجات مل سکے۔ اور ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کی جان و مال محفوظ ہو سکے۔ جیسے جیسے قیدی اعتراف کرتے ہیں۔

ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

ایک اور طریقہ جو لوگوں پر آزمایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ! جب قیدی کو مارنے پیٹنے کے بعد کمرے میں اکیلا چھوڑا جاتا ہے تو چند منٹوں کے بعد ایک خوبصورت لڑکی کمرے میں داخل ہو جاتی ہے اور ناز و ادا کے ساتھ قیدی کے پاس بیٹھ جاتی ہے۔ اور قیدی کو کہتی ہے کہ آپ نوجوان آدمی ہیں آپ کو شادی کی ضرورت ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کو شریک حیات بناؤں۔ اگر آپ میرے شریک حیات بننا چاہتے ہیں تو آپ اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں اور میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں آپ کی ضمانت کراؤں گی۔ قیدی بے چارے کو تو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ کیا وہ لڑکی واقعی میرا ساتھی بننا چاہتی ہے یا مجھے فریب دے رہی ہے؟

قیدی کے لئے افغانستان کی جیلوں میں روسی مشاورین اور کے جی بی کے ایجنٹوں کی طرف سے سزا تعین ہوتی ہے نام نہاد افغان قاضی صرف اس کا اعلان کرتا ہے

پھانسی کے طریقے

مسلمانوں کو عام طریقوں یا اجتماعی پھانسی لگانا کے جی بی اور خاد کے ایجنٹوں کا کام ہے۔ یہ طریقے سب سے پہلے وسطی ایشیا کے مظلوم مسلمانوں اور بعد میں مشرقی یورپ کے مظلوم عوام پر آزمائے گئے ہیں۔ ایسے ہزاروں واقعات سے روس کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

قارئین کرام کو ایک رلانے والی داستان اور ایک ایسا واقعہ جس کے سننے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے جس کے وجود میں آنے کے بعد سرزمین افغانستان مسلمانوں کے خون سے سیراب ہوا۔ یہی وہ واقعہ ہے جس کے وجود میں آنے سے افغانستان پر خون کے بادل چھا گئے تھے یہی وہ واقعہ تھا جس کے وجود میں آنے سے ہزاروں مائیں اور بہنیں اپنے بچوں اور بھائیوں کے دیدار سے محروم ہو گئیں۔ اور یہ وہی واقعہ تھا جس کے واقع ہونے سے زمین د

آسمان لرز رہا تھا۔ اور تاریخ آہستہ آہستہ اپنے خون کے قطروں سے ان کے الفاظ اپنے صفحات پر رقم کر رہی تھی۔

روس کے کٹھ پتلی حفیظ اللہ امین کا دور تھا۔ جب بارہ ہزار سیاسی شعور رکھنے والے بہادر اور خدا سے محبت رکھنے والے مسلمان خاد کی جیلوں میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ وہ بارہ ہزار مسلمان لحظہ بہ لحظہ اپنی موت کے منتظر تھے اور بارگاہ خداوندی میں اپنی خیریت و عافیت کی دعائیں کر رہے تھے۔ اور یہ کہہ رہے تھے کہ یا خدا ہمارا انجام کیا ہوگا۔؟

جب وہ بارہ ہزار مظلوم مسلمان مر رہے تھے تو روزانہ رات کو خاد کے ایجنٹ بہ نوبت چند افراد کی موت کا پیغام سنا رہے تھے اور جب ان کو جیل سے نکالے تھے تو ان کی پیشانی پہ سیاہ داغ (اسکو پھانسی دی جا رہی ہے) لگا دیا جاتا تھا۔ ان افراد کو مشین کے ذریعے یا براہ راست گولی سے مار دیا جاتا تھا مارنے کے بعد ان کو اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا جاتا تھا۔ اسی طرح نوبت بہ نوبت بارہ ہزار افراد کے خون ندیوں میں بہہ رہے تھے۔ اور جیل میں باقی قیدی ان کے لئے دعائے مغفرت مانگ رہے تھے۔

انٹیلی جنس (خاد) کی فریب کارانہ سیاست

کے جی بی اور خاد کے ایجنٹس قریباً دس سال سے مسلسل مظالم اور وحشیانہ قتل عام کے بعد بھی افغانستان کی غیور اور بہادر عوام کا مقابلہ نہ کر سکے۔ روس اور اس کے کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کو اپنے ماڈرن وسائل رکھنے کے باوجود مسلسل شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

کے جی بی اور افغان جاسوسی تنظیم (خاد) نے مسلسل شکست کے بعد مجاہدین کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے، نام نہاد قبائلی جرگہ تشکیل دینے اور کئی اور

منصوبوں پر عملدرآمد کرنے کا پروگرام بنالیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ریڈیو کابل ریڈیو ماسکو اور ریڈیو تاجکستان روزانہ سات گھنٹے فارسی اور پشتو زبانوں میں پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کے جی بی اور خاد ہر علاقے کے جغرافیائی ساخت اور وہاں پر رہنے والوں کی نفسیات کے مطابق پروگراموں میں ردوبدل کرتے ہیں۔ وہ علاقے جو روس کے لئے سٹرٹیجیکی اہمیت نہیں رکھتے وہاں جاسوس بھیج دیتے ہیں اور اس علاقے کے متعلق جاسوس کے ذریعے معلومات حاصل کرتا ہے۔ روس اور کٹھ پتلی کابل انتظامیہ قصداً اشیاء کے نرخ بڑھا دیتے ہیں تاکہ افغان عوام تنگ ہو کر کابل فوج یا خاد میں مجبوراً شامل ہو جائیں۔

روسی سامراج نے آٹھ سال مسلسل ناکامی کے بعد ایک منصوبے پر عملدرآمد شروع کیا جس کے تحت کم از کم (۳۰،۰۰۰) تیس ہزار افغان بچوں کو برین واشنگ کرنے کے لئے روس روانہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں کئی ہزار نوجوانوں کو روس اور مشرقی یورپ کے ممالک روانہ کیا گیا ہے تاکہ وہاں سے تعلیم حاصل کر کے واپس افغانستان آکر روس کے لئے کام کریں۔

افغانستان میں کے جی بی اور خاد دونوں ایسے اشخاص کو تنظیم کا رکن بناتے ہیں جن کا ہر وقت لوگوں سے میل ملاپ ہوتا ہے۔ مثلاً۔ کھلاڑی اور فنکار وغیرہ۔ جاسوسی تنظیم (خاد) وزارت اقوام و قبائل کی طرف سے مختلف قبیلوں میں جاسوسی کرتا ہے مزید برآں مختلف قبائل کے سرکردہ اشخاص سے ان کا تعلق ہوتا ہے کے جی بی اور خاد کے ایجنٹ افغان مجاہدین کے کمانڈروں کے ساتھ خصوصی تعلقات قائم کرتے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ چونکہ آپ ہماری عزب (پارٹی) اور حکومت کے خلاف جنگ کر رہے ہیں لیکن پھر بھی چونکہ آپ افغان ہیں ہرگز آپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا۔ اس دوستانہ تعلقات سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک تو مجاہدین کے پروگراموں اور منصوبوں سے متعلق معلومات اپنے مرکزی دفتر کو فراہم کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ مجاہدین کے منصوبوں سے متعلق نقشے بناتے ہیں اور بروقت حکومت کو مطلع کرتے ہیں۔

کے جی بی اور خاد کے ایجنٹ کراچی میں آگ اور خون کی ہولی کھیل رہے ہیں

کراچی میں ہونے والے بدترین فسادات میں سامراجی روس اور افغان کٹھ پتلی حکومت کے خفیہ تنظیموں کے جی بی KGB اور خاد KHAD سے تعلق رکھنے والے تخریب کار پوری طرح ملوث ہیں ان ہنگاموں میں ان کے۔ جی۔ بی اور خاد نے براہِ راست کارروائی میں حصہ لیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس گروہ میں شامل منشیات فروشوں نے شہر کے ہر علاقہ میں اپنے تنخواہ دار ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ منشیات خصوصاً ہیروئن کو عادی افراد کو نشہ کے لیے ہیروئن نہ ملے تو وہ اپنی بیوی بچوں کو فروخت کر دینے سے بھی کر کسی فعل سے دریغ نہیں کرتے ہیں۔ منشیات فروشوں اور منشیات کے عادی افراد کی اس فوج کو باقاعدہ اسلحہ اور روپیہ تقسیم کر کے تخریب کاری اور بستیوں پر حملہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس طرح شہر کی ٹرانسپورٹ اور ٹرانسپورٹ ورکرز پوری طرح ان کے قبضے میں ہیں۔ جو کسی وقت بھی اپنے مالکان کے اشارے پر ہر کارروائی کر سکتے ہیں۔ اس طرح اس "مافیا" کے گروہ کو کنٹرول کرنے کے لیے روس اور بھارت سے بھاری رقم آ رہی ہے۔ کراچی کے حالیہ واقعات میں سہراب گوٹھ سے ملنے والی لاکھوں کی مالیت کی روسی اور بھارتی کرنسی سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

دوسری جانب نشتر بستی میں ۱۵ دسمبر ۱۹۸۶ء کو ایک کار سے کلاشنکوف کے ذریعے فائرنگ کر کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے دو افراد کو بھی پولیس گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ پولیس کے مطابق یہ دونوں افراد تربیت یافتہ تخریب کار ہیں ان دونوں تخریب کاروں نے پولیس کو بتایا کہ وہ ہر وقت علی الصبح نکلتے ہیں اور پروگرام کے مطابق لوگوں کو مارتے ہیں۔ اس کے علاوہ شہر کے ہنگامے والے علاقوں میں کئی پُراسرار کاریں بھی دیکھی گئی ہیں۔ جو

ہنگامے کے متاثرہ علاقوں میں اسلحہ تقسیم کرتی ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ کے جی بی KGB خاد۔ KHAD اور را۔ RAW کے ارکان کو آپریشن سے قبل اطلاع مل گئی جس کے نتیجے میں انہوں نے سارا اسلحہ باہر نکال دیا اور محفوظ مقامات پر پہنچا دیا تھا۔

صوبہ سرحد میں کے جی بی K.G.B اور خاد کی سرگرمیاں

افغانستان میں روسی فوجی جارحیت اور وہاں نہتے اور بے گناہ عوام کے قتل عام کا آٹھواں سال شروع ہو گیا ہے۔ اب تک تقریباً بارہ لاکھ افراد شہید ہو چکے ہیں اور لاکھوں افراد مقطوع الاعضاء اور زندگی کی لذتوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ روس نے کے جی بی اور افغان جاسوسی تنظیم (خاد) کی وساطت سے جو ظلم جاری رکھا ہے اس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ روسی فوج افغانستان میں ہلاکت خیز کیمیائی گیس استعمال کر رہی ہیں جس سے ہزاروں افراد متاثر ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف روس نے اپنے ایجنٹوں کو پاکستان میں تخریب کاری پر مامور کئے ہوئے ہیں تاکہ وہ دھماکوں اور تخریب کاریوں کی وساطت سے پاکستان کو اپنی پالیسی تبدیل کرنے پر مجبور کریں۔

گزشتہ کئی سالوں سے افغان جاسوسی تنظیم خاد پاکستان میں سرگرم عمل ہے جس کے نتیجے میں نہایت کامیاب دھماکے بھی کر چکی ہیں۔ (خاد) چونکہ ایک خفیہ تنظیم کا نام ہے لہٰذا اس میں حصہ لینے والے ہر کارکن عرصہ دراز تک نظروں سے اوجھل رہے۔ انہیں ماسکو میں لے جا کر باقاعدہ طور پر کے جی بی کے افسران کے زیر سایہ تربیت دی گئی جس کے بعد پاکستان میں بدامنی اور سیاسی انتشار پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ گزشتہ ایک سال سے پاکستان میں خاد اور کے جی بی کی سرگرمیاں عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ یہ بات کسی شک وشبہ سے خالی نہ ہوگی کہ کے جی بی اور خاد نے زیادہ تعداد میں اعلیٰ افسروں اور سیاسی لیڈروں کو

اپنے جال میں پھنسائے رکھا ہے۔ اگرچہ افغان مجاہدین اور پاکستان کے جاسوسی ادارے ایسے ایجنٹوں کی تلاش میں رات دن سرگرم عمل ہیں لیکن پھر بھی جدید وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی نشاندہی کرنے میں دقت ہو رہی ہے۔

پاکستان میں کے جی بی اور خاد کی سرگرمیاں

افغانستان میں روسی جارحیت کی مزاحمت کو آٹھواں سال رواں ہے۔ اس دوران میں بھاری مالی و جانی نقصان برداشت کرتے ہوئے پینتیس ۳۵ لاکھ سے زیادہ افراد پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو چکے ہیں کسی غیر ملکی جارحیت کے خلاف شدید اور طویل مزاحمت کی مثالیں تو ملتی ہیں مگر اتنی بڑی تعداد میں کسی ایک ملک میں مہاجرین کے آجانے کی کوئی مثال نہیں اس لئے ایسے ممالک کی آبادیاں ان مسائل سے دوچار نہیں جو آج کل پاکستان کے سامنے ہیں۔

مسلم تاریخ میں بیسیوں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ معاشی اور سیاسی اسباب کے تحت کسی خطے کے مسلمان ترک سکونت پر مجبور ہوئے اور ایک دوسرے مسلمان علاقے میں جا کر بس گئے۔ مقامی آبادی نے نہ صرف ان کے خلاف کسی غم و غصے کا اظہار نہ کیا بلکہ اُن کی آبادکاری میں ہمدردی سے حصہ لیا۔

اس کا سبب مسلم ملت کی وہ سوچ تھی کہ مسلمان خواہ کوئی زبان بولتا ہو کسی خطے کا رہنے والا ہو وہ ملت اسلامیہ کا جزو ہے اور اسے کسی بھی اسلامی خطے میں آباد ہونے کا حق حاصل ہے۔ مگر آج دنیا میں قومی و سیاسی فلسفوں نے ایک ہی نقطہ نظر اور ضابطۂ زندگی کو اپنانے والوں کے درمیان مصنوعی جغرافیائی دیواریں کھڑی کر دی ہیں جنہیں مصیبت زدہ انسانوں کا کوئی بھی گروہ عبور نہیں کر سکتا۔

کے جی بی۔ KGB اور خاد پاکستان میں دو انداز سے کام کر رہی ہیں۔ صوبہ سرحد سندھ اور بلوچستان میں ایجنٹوں کو سرمایہ فراہم کر کے سیاسی انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کابل اور ننگرہار یونیورسٹی کے علاوہ متعدد سکول اور کالج کے دروازے پختون

نوجوانوں کے لیے ۔۔ ہیں ۔ دوسرا بڑا افغان جاسوسی تنظیم (K H A D) نے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے طلبہ کے علاوہ بعض سیاسی پارٹیوں سے وابستہ افراد کو بھی کافی تعداد میں روس اور کابل بھیجا ہے ۔ کے جی بی KGB اور خاد پاکستان میں صوبائی تعصب کو فروغ دینے کے لیے بھرپور کام کر رہے ہیں ۔ مثلاً سندھیوں سے کہا جاتا ہے کہ مہاجروں نے آپ کے تمام وسائل پر قبضہ جما رکھا ہے اور صوبہ سرحد اور بلوچستان والوں کو کہا جاتا ہے کہ پنجابی تمہارے معدنی وسائل اور سرمایہ پر عیش کر رہا ہے اور اسی طرح کئی تعصبات پیدا کر رہی ہیں ۔ صوبہ سندھ میں کے جی بی اور خاد کی سرگرمیاں کچھ اس طرح کی ہیں !

۱۔ کراچی اور حیدرآباد میں کے جی بی KGB ۔ خاد اور را ۔ RAW نے ایک معاہدے کے تحت کئی منصوبے بنا رکھے ہیں اور کراچی کے شہریوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے !

۲ ۔ کے جی بی KGB اور خاد پٹھانوں کو بہاریوں کے خلاف اکسا رہے ہیں ۔

۳ ۔ را ۔ RAW بہاریوں کو پٹھانوں اور پنجابیوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں ۔

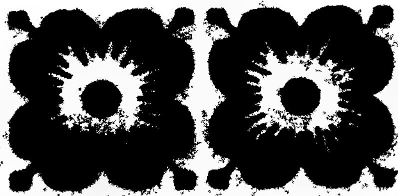
۔۔۔ اور اس طرح یہ تینوں متحد ہو کر سندھیوں کو سب کیخلاف کھڑے کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔

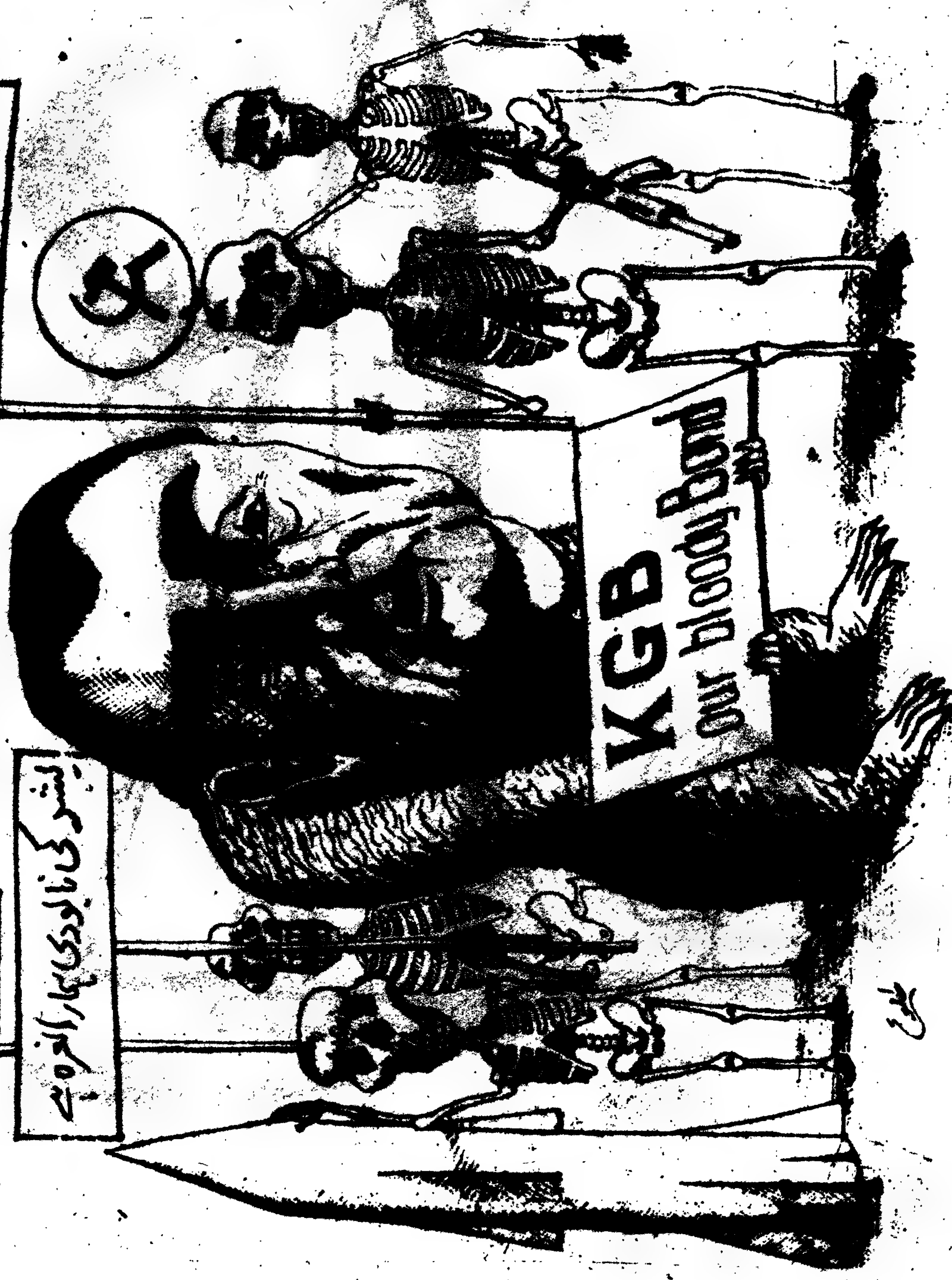
بطورِ مثال :۔ کے جی بی KGB اور خاد بہاریوں میں کسی کو قتل کر کے بہاریوں کو پٹھانوں کے خلاف آمادہ جنگ کرتے ہیں ۔ اور را ۔ RAW کے ایجنٹ پنجابیوں یا پٹھانوں میں سے کسی کو قتل کر کے بہاریوں کے خلاف مجبورِ جنگ کرتے ہیں ۔

کراچی میں ہونے والے فسادات میں کے جی بی ۔ خاد اور را ۔ RAW پوری طرح ملوث ہیں ۔ مزید برآں ابھی تک جتنی جانیں تلف ہوئی ہیں اس کی تمام ذمہ داری ان تینوں رسوائے زمانہ تنظیموں پر ہے ۔ بلوچستان میں بھی یہ تنظیمیں کالے دھندوں میں لگی ہوئی ہیں ۔ ملا دس سے وسیع پیمانہ پر لینن اور سٹالن کی کتابیں روسی زبان سے اُردو میں ترجمہ کرا کر مفت تقسیم کر رہی ہیں ۔ اُدھر کالا کنہ نیا کے ایک سابقہ دہشت گرد اور رسوائے زمانہ غنڈہ ڈاکٹر نجیب اللہ کی ہدایت پر سرحدی شہروں ۔ دیر ، سوات ۔ باجوڑ اور تیراہ میں بھی تخریب کاروں نے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔ گلبت خان کی قیادت میں ضلع تیراہ میں ایک فورس

قائم کی گئی ہے اور اس میں شامل ہونے والے ہر شخص کو ایک کلاشنکوف وائرلیس سیٹ اور دیگر جدید وسائل فراہم کئے گئے ہیں۔ تیراہ میں تخریب کاری کے مراکز میں جو کہ زیریں پہاڑوں میں واقع ہیں لوگوں کو وسیع پیمانہ پر تربیت دی جاتی ہے۔

باوثوق ذرائع کے مطابق کے جی بی۔ KGB اور خاد کے ایجنٹوں کا ایک گروہ جس میں خوبصورت لڑکیاں بھی شامل ہیں سوات، باجوڑ۔ دیرا اور تیراہ کے راستے صوبہ سرحد میں داخل ہوا ہے معلوم ہوا ہے کہ گروہ کے پاس جدید وسائل کے علاوہ کافی فنڈ بھی موجود ہے۔ گروہ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے ہم خیال لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کر لیتے ہیں گزشتہ ایک سال سے کئی جاسوس لڑکیاں پشاور کے ہوٹلوں میں دیکھی گئی ہیں۔ جن میں سے کافی گرفتار ہو چکی ہیں۔




ہم سرخ خونخوار انقلاب کے حامی ہیں
انسان کشی ہمارا نعرہ
بشر کی نابودی ہمارا نعرہ ہے
KGB
our bloody Bond

ذریعے خیمے گندم وغیرہ حاصل کرتے ہیں اور درحقیقت وہ مختلف شہروں قصبوں میں پکے مکانات بنا کر کئی سالوں سے مقیم ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کہ امدادی اشیاء کو حاصل کرکے بازاروں میں فروخت کرتے ہیں مقصد مہاجر اپنی حاصل کی ہوئی امداد کو بازار میں فروخت نہیں کرتا اور نہ ہی غیر قانونی کاموں میں ملوث ہے۔ یہ تو افغان کمشنری برائے مہاجرین افغان صوبہ سرحد اور بلوچستان کا فرض ہے کہ اس قسم کے اشخاص کی چھانٹی کرے اور حتیٰ انہیں سزائیں دیں جو کہ مہاجرین کی امداد بھی حاصل کر رہے ہیں اور پاکستان کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ بھی اپنے پاس رکھے ہوتے ہیں۔

اب افغانستان میں ظلم کے دور کا آغاز بتاتے چلیں۔ ظاہر شاہ کے دور میں روس نے اپنے پاؤں کافی گہرے جما لیتے تھے اور نام نہاد انقلاب کے ذریعے داؤد برسر اقتدار آیا اس کی حکومت کا آغاز بھی کافی ڈراؤنا اور سفاکانہ رہا اور جب اسے تھوڑی سی عقل آئی تو روس نے اپنے تربیت شدہ مہروں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک فوجی بغاوت رچادی جو کہ کافی خونی اور وحشتناک تھی بالآخر تر کی نے اقتدار لے لیا اور اپریل ۱۹۷۸ء سے ہی افغانستان کے طول و عرض میں قتل عام اور جبر و تشدد کا آغاز ہو گیا۔ دین اسلام کے علماء کی توہین کا بھی آغاز شروع ہو گیا حتیٰ کہ چادر اور چار دیواری بھی محفوظ نہ رہی۔ لاکھوں کی تعداد میں بوڑھے جوان اور بچے مرد و زن بڑی بے رحمی سے مارکس ازم لینن ازم کی خیالی جنت کے پیروکاروں کے ہاتھوں شہید ہوتے۔ سینکڑوں تاجر، افسران، اہل علم اور صاحب رسوخ اشخاص کو راتوں رات ابدی نیند سلا دیتے گئے۔ گھرانوں کے گھرانے زندہ بگور کر دیتے گئے۔ نوزائیدہ بچہ بھی اس بے رحم سرخ عناصر کے ہاتھوں بے دردی سے اللہ کو پیارے ہوتے۔ آشانہ میں ملک کے مختلف گاؤں اور لوگوں کو آپس میں زمین وغیرہ کے چکر میں لڑانے کا شیطانی کام بھی انجام دیا


СССР
Peace
انسان دوستی






روس کے ہوائی لیٹروں پر کاری ضرب
تو نے فولاد کی طاقت کا بھرم کھول دیا
مرد افغاں تری جرأت تری عظمت کو سلام

لیکن بروقت لوگ متوجہ ہو گئے۔ عورتوں کے ساتھ زیادتی کی۔ معصوم بچوں کو ماں باپ کے خلاف بھڑکایا، سکولوں میں استادوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ اختیار کیا۔ دوسرا دور امین کے آخری دنوں کے راج تک جو کچھ عقل و فکر سے بالا اور ناقابل قبول ناشائستہ اور ظالمانہ کام انسان گمان بھی نہیں کر سکتا ان دونوں کے دور میں عروج تک پہنچے جن کی داستانیں اخبارات، ریڈیو اور رسالوں وغیرہ میں دنیا کے ہر کونے میں شائع ہو چکی ہیں جن کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ان سخت حالات کے باوجود افغان عوام نے اپنا وطن نہ چھوڑا اور بڑے صبر و تحمل سے لیکن ایمان کی مضبوطی سے ان کافروں اور لادینوں کا مقابلہ کیا اور جہاد افغانستان طول و عرض میں آہستہ آہستہ شروع ہو گیا اور نورستان وہ واحد علاقہ ہے جو کہ ۱۹۷۸ء سے ہی افغانستان کے مسلمانوں کے پاس ہے اور ۱۹۷۹ء جون جولائی کے عرصے میں وادی پنجشیر کے غیور مسلمانوں نے جہاد کا آغاز کیا اور تمام علاقہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا جس کا ۸۵ فیصد علاقہ اب تک بھی اللہ کے فضل سے مجاہدین کے پاس ہے۔ بہر حال جہاد افغانستان ہر گوشہ و کنار میں نقطہ عروج پر پہنچ چکا تھا اور امین حکومت مجاہدین کے سامنے بے بس ہو چکی تھی اور دنوں کی بات تھی کہ روس نے سمجھ کئے بغیر اپنی فوج کو افغانستان میں داخل کر دیا اور جو کچھ اس نے سوچ رکھا تھا اس کا برعکس ہو گیا۔ مہاجرین کی تعداد امین کے دور تک بہت کم تھی اور اکثر وہ لوگ ہجرت کر کے آتے تھے جن کے گھروں کو جبراً خالی کروایا گیا عزیز و اقارب کو شہید کیا گیا اور کھیتوں کو آگ لگا دی گئی تھی اور وہ لوگ مجبوراً سرحد پار کر کے عارضی طور پر ایران اور پاکستان چلے آئے کہ مجاہدین امین کو مار بھگائیں گے اور بعد میں ہم واپس وطن چلے جائیں گے۔ جن کی دونوں ملکوں میں تعداد بمشکل چار ½ ۴ لاکھ تھی لیکن قسمت نے ہمیں مزید آزمائش میں ڈالا اور بجائے محدود تعداد کے ہم وطن واپس گھروں کو لوٹیں روسی فوج

کی یلغار نے انہیں اور بھی ملک سے دور رہنے کو کہا اور ظلم و تشدد کی اس قدر انتہا ہو گئی کہ وہی لوگ جو کہ ترہ کی اور امین کے ظلم کو قبول کئے بیٹھے ہوتے تھے مجبور ہو گئے کہ وطن کو وداع کہیں اور سرحدوں کے پار پاکستان اور ایران پہنچنے شروع ہو گئے جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں بیش از ۳۰ لاکھ اور ایران میں ۲۰ لاکھ مہاجر آچکے ہیں۔ یہ لوگ کون ہیں اور کیوں آتے ہیں کا سوال کیمونزم کے حواری ہی دے سکتے ہیں۔ ہماری داستان تو وہی تھی جو بیان کر ڈالی اور عرصہ نو سال سے تقریباً کبھی کبھار اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی پر دیکھنے اور سننے میں آتا ہے کہ سرخ سامراج اور مزدوروں کا حامی افغانستان میں امن اور تحفظ کے نام سے کیا کچھ نہیں کر رہا۔ روسیوں نے افغانستان میں دیہات کے دیہات زمین میں مسمار کر ڈالے ہیں اور سوائے مٹی اور پتھر کے حتیٰ درخت کا بھی نام و نشان نہ ملے گا۔ اس کے لیے صرف صوبہ پروان کے چند گاؤں کے نام پیش ہیں۔ جہاں پہلے انسان اور درخت ہوا کرتے تھے اب ہموار زمین بنے ہوتے ہیں تو نام یہ ہیں: سنگ آد، شیخو، بندی خانہ، جارو، بازاری، شوہر خیل، قلعہ باز، قلعہ نوروز، داؤزئی، قلعہ پہلوان، قلعہ نفر، قلعہ بی بی، شکر درہ، گل درہ، تنگر، چار توت الارام قلعہ، کوہستان، دہ سبز، زمہ، غوربند۔

اسی طرح صوبہ کنہر، کابل، ہرات میں قتل عام جو کہ تاریخ انسانی میں چنگیز اور ہلاکو کے دور کو بھی فراموش کر دیتی ہے۔ تاریخ کے جدید دور میں ویت نام کی مائی لائی کے خونی واقعہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جن علاقوں میں سرخ امن کے ٹھیکیدار نے کیمیاوی گیس، بیپام بم اور آتشین بم برسائے ہیں ان کے نام پنج شیر، پکتیا، وردک اور بدخشاں ہیں جن میں کئی قیمتی جانیں شہید اور متعدد کیمیاوی بموں کے زخمی پاکستان ایران، یورپ اور امریکہ کے بعض ہسپتالوں میں اب بھی داخل بستر ہیں۔ ایسے مرد، عورتیں اور

بچے بھی ہیں جن کے چہرے مسخ ہو چکے ہیں اور زخم ہیں تو بڑھی آہستگی سے تمام بدن انسانی میں پھیلتے جا رہے ہیں۔

روس نے اپنے اسلحہ کو آزمانے کے لیے اچھی جگہ کا چناؤ کیا تقریباً سات سال سے ماسکو نے افغانستان میں چھ قسم کے ٹینک، تین قسم کی بکتر بند گاڑیاں، چار قسم کی سٹین گنیں، انواع واقسام کے بم، راکٹ اور کارتوس استعمال کئے اور ان کے نتائج کا جائزہ لیتا رہا۔ اس کے علاوہ جنگی ہیلی کاپٹروں میں بھی چار قسمیں آزمائی گئیں، جنگی طیاروں میں تو مگ فیملی ساری کی ساری شامل رہی۔ روس نے افغانستان کے تمام علاقوں میں اور خاص کر وادی پنج شیر میں اپنے تمام وسائل، جنگی حربے اور وحشت کی انتہا کو آزما چکا ہے۔ وادی کے ایسے مقامات ابھی موجود ہیں جہاں روس کی وحشیانہ بمباری کی وجہ سے پہاڑوں کی چوٹی سے پانی نکل آیا ہے، پتھر پگل گئے ہیں، درخت راکھ بن چکے ہیں، زندہ جان کا نام تک نہیں ملتا ان تمام بربریت اور غیر انسانی سلوک کے باوجود افغان عوام اپنے عزم اور ارادے پر محکم ہے اور اللہ کے عظیم نام سے مقاومت کر رہے ہیں تو اس میں اللہ پاک کی رحمت کو ہی ہم اپنے پر سمجھتے ہیں۔

روس نے فوج میں جبری بھرتی کا جو سلسلہ شروع کیا ناکامی میں مبتلا ہو گیا تو گھروں، بازاروں اور سکولوں کالجوں اور دفتروں سے نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ بھی اُسکے حق میں نقصان دہ ثابت ہوا۔ اس طرح کہ جس کو فوجی لباس پہناتے اور جنگ کے لیے آمادہ کرتے وہ اسلحہ سمیت افغان مجاہدین سے جا ملتا۔ آخر کار روسیوں نے ۱۴ سے ۵۰ سال کے لوگوں کو فوج میں اس طرح بھرتی کرنا شروع کر دیا کہ ایک ہفتہ فوجی ٹریننگ اور روسی لباس اسے پہنا کر محاذ جنگ میں مجاہدین کے خلاف صفِ اوّل میں کھڑا کر دیتے اور صفِ دوم میں سرخ فوجی خود اسلحہ تانے کھڑے ہوتے ہیں اگر کوئی

شخص اتنک غفلت کرتا یا بھاگنے کی سوچتا تو پیچھے سے روسی فوجی فائرنگ کھول دیتے اور نئی بھرتی کے فوجیوں کا صفایا کر ڈالتے۔ روس نے بعض بستیوں اور گاؤں میں لوگوں کو اندھیرے میں محاصرہ کر کے تمام مردوں کو جبراً پہاڑوں اور دروں میں جانے کو کہتے اور پوچھتے کہ مجاہدین نے کس کس جگہ مائن گذاری کی ہے جب لوگ لاعلمی کا اظہار کرتے تو انہیں جبراً دروں اور پہاڑوں پر جہاں کہ مجاہدین نے روسیوں کے لیے مائن گذاری کی تمیں نہتے لوگوں کو آگے ڈالتے تو اس طرح بھی کئی سو جانیں شہید ہوتیں ہیں۔

روسیوں نے حتی کہ اپنے ٹینک اور توپیں کئی ایسے گاؤں اور قصبوں پر چڑھائیں کہ وہاں سے بمشکل کوئی آدمی زندہ بچ نکلا ہو جس کی صرف صوبہ ننگرہار کے چند گاؤں جن میں باری کو، مشوانی، بیلہ، خوازی، اگرد گی مثال ہیں۔ ان ظالموں نے اندھا دھند قصبوں پر بمباری اور گولہ باری کے ساتھ ساتھ چڑھائی بھی کی اور غریب لوگ تو نہ باہر نکل سکے اور نہ بھاگ سکے تو یہ بھی ایک اچھی مثال کمیونزم کی گنی جا سکتی ہے۔ آج کل کابل کٹھ پتلی حکومت روسی حکمرانوں کے اشاروں پر پچھلے تین سال سے قتل عام کو شدت بخشی ہے تو واضح ہے کہ جس گاؤں پر اتنی بمباری کی جاتے کہ وہاں زمین ہموار ہو جاتے تو کم از کم سو میں سے بیس تیس ضرور شہید بھی ہوتے ہونگے اور یہ سلسلہ ایک سال سے ملک کے طول و عرض میں جاری ہے۔ کابل شہر میں بھی کسی پر بھی شک ہو جاتے تو قید اور سزا کا دھندا ہی ختم ہو گیا ہے اور فی الفور آسے دنیا سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت ملک میں جو شاہراہیں موجود ہیں وہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں کیونکہ اکثر و بیشتر مجاہدین کے کنٹرول میں ہی رہتی ہیں تو جب کرملین والوں کو ہوائی حمل و نقل سے جو خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے تو سڑک کو ہی بمباری کرتا رہتا ہے۔ چاہے وہاں عام لوگوں کی آمد و رفت ہو یا روسی فوجی کاروان کی روسی بمبار طیاروں نے اندھا دھند بم برسانے شروع کر دیتے

ہیں اس طرح زمینی حمل و نقل تقریباً روس کے لئے نہ ہونے کے برابر سمجھا جاتے۔ اندرون افغانستان شمال سے جنوب اور مغرب سے مشرق تک روس کو نظامی دشواریاں ازحد زیادہ ہیں جس کا حل ناممکن ہی شمار کیا جانا چاہیئے۔ شہروں میں صرف دن کے وقت فضائی طاقت کے ذریعے اور رات کو صرف فوجی چھاؤنیوں تک محدود ہیں تو بھلا قبضہ کس قسم کا ہے اور کون کہتا ہے کہ قبضہ کر لیا ہے۔ اس کی بحث آگے ہوگی۔

روس نے تعلیم کے میدان میں اس قدر بے مثال خدمت انجام دی ہے کہ مثال کابل کے سکول اور کالج ہیں۔ جو طلباء اور طالبات پرچم پارٹی کے ممبر بن گئے ہیں وہ نو سال میں دو تین کلاسیں بغیر امتحان اور دانش کے آگے بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کم ہے۔ سکولوں میں بوائے سیکشن میں ہر جماعت میں دس اور پندرہ لڑکے دیکھنے میں آئیں گے۔ گیارہویں اور بارہویں جماعت میں تو اصلاً اکاؤ کا لڑکے رہ گئے ہیں۔ انجینئرنگ اور زراعت کے کالج تقریباً بند پڑے ہیں۔ میڈیکل کالج میں صرف گنتی کے چند شاگرد نظر آتے ہیں صرف لٹریچر اور سیاسی علوم کے کالج میں کافی تعداد ہے۔ جو کہ تمام کے تمام خلق اور پرچم کے ارکان نے تشکیل دی ہے۔ نوجوان طبقہ سارا مہاجر اور مجاہد بن چکا ہے۔ نصاب تعلیمی کاملاً روسی طرز کا بنا دیا گیا ہے اور علوم دینی کو بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔

فحاشی، شراب نوشی، استعمال چرس و ہیروئن اور بے آبرو لباس سوشلزم کی پہلی سیڑھی ہے۔ مثال پیش ہے۔ کابل شہر میں بجلی سے چلنے والی چیکوسلواکیہ کی بسیں چند روٹوں پر چل رہی ہیں جو آج کل اکثر کھڑی ہی رہتی ہیں کیونکہ بجلی ضرورت زندگی کے لیے نہیں ملتی تو بسیں کہاں سے چلیں گی مقصد بسوں کی ڈرائیور لڑکیاں اور عورتوں کو انتخاب کیا ہے جو کہ بیشتر بازارِ حسن سے

لاتیں گئیں ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیور بھی کسی حد تک عورتیں ہیں۔ جو کچھ لبسوں میں بے بچے اڑتے ہیں وہ نہ تو ایک مرد سن سکتا ہے اور نہ ہی شریف عورت قبول کر سکتی ہے لباس کی عریانی بہت زیادہ غلیظ جو کہ یورپ کے تفریحی اڈوں پر بھی نہ دیکھا گیا ہو۔ عورت کا استعمال صرف تفریح کے نام سے اور سرِعام فحش حرکات کا قصداً کرنا۔ ٹی وی پر بیشتر پروگراموں پر عریانی، رقص بالٹ روسی اور تخریب کاری اور سوانح حیات لینن دکھائی جاتی ہیں۔ شراب کا استعمال کوکا کولا اور پیپسی کی طرح ہو رہا ہے اور پلچرخی کی بنی ہوئی شراب پلاسٹک کے تھیلوں میں دستیاب ہے جو کہ ۲۰/ افغانی (۴) روپے میں روسی، ویتنامی اور کوریا کی شرابیں بھی بہت زیادہ ہیں۔ لوگ جو عادی ہیں یا جنہوں نے انسان دوست نظریہ مساوات و برادری کریملن سے تحفہ حاصل کیا ہے اب سڑکوں، باغوں، بازاروں اور حتیٰ کہ بسوں میں بھی پی جا رہی ہے جیسے کہ ماسکو اور دیگر کمیونسٹ ممالک میں مزدور طبقہ اور نوجوان شراب کی مرض میں مبتلا ہیں۔ چرس اور ہیروئن بھی آپ آزادانہ پارک زرنگار، شہر نو، باغ حضوری یا چمن یا ہر بھرے بازار میں اور خاص کر دریائے کابل کے کناروں کی دیواروں پر بیٹھے نوجوان چرس اور ہیروئن سگریٹ میں بھر کر پی رہے ہیں۔

اسی طرح شعبہ نشر و اشاعت میں اخبارات اور ریڈیو وغیرہ نے بھی روس کی زبان اختیار کر لی ہے تمام اخبارات میں خاص کر انگریزی کے پرچے میں نہ صرف روس سے بلکہ ایران کے تودہ، چکوسلواکیہ اور بھارت کے روس نواز بھی سرگرم عمل ہیں۔ باختر نیوز ایجنسی پہلے روس میں خبریں ماسکو اور تاشقند سے موصول کرتی ہے۔ پھر دری (فارسی) اور پشتو میں اخبارات کو دی جاتی ہیں۔ تمام خبریں ماسکو میں بنتیں ہیں اور وہیں سے خبروں پر باختر، تاس، تانیوگ، اے پی این، چٹیکا وغیرہ لکھ دیتے ہیں

جوکہ کابل بھیجی جاتی ہیں اور کابل کی خبر بھی پہلے روسی مشیروں یا ہیڈ کوارٹر ماسکو سے او۔ کے کے بعد نشر ہوتی ہیں۔ خبروں اور نشریات کا معیار یہ ہے کہ لوگ جو کچھ سنتے یا پڑھتے ہیں اس کا برعکس سمجھتے ہیں۔

داخلہ امور میں جاسوسی کو اہمیت دی گئی ہے اور ہر فرد دوسرے فرد سے خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں مخبری نہ ہو جاتی ٹیکسی والے تقریباً سو فیصد، ہوٹلوں، بسوں، گھروں، بازاروں مقصد جہاں بھی جائیں حکومت کا خوف سا رہتا ہے کہ کہیں اس کا پیچھا تو نہیں ہو رہا۔ میاں بیوی، بہن بھائی، ماں، بیٹا ہر ایک کو آپس میں شک و شبہ سے رہتا ہے۔ کٹھ پتلی حکومت پچاس فیصد بجٹ جاسوسی شعبہ میں خرچ کر رہی ہے۔ روسی مشیر اور افسران تمام داخلہ امور پر فائز ہیں اور حال ہی میں ایک ہزار نوجوانوں کو روس میں پولیس اور تخریب کاری اور جاسوسی کی تربیت دے کر کابل واپس بھیجا ہے جو کہ خاد، پلچرخی اور وزارت داخلہ کے جاسوسی اور تحقیقی شعبوں میں مصروف ہو گئے ہیں۔ بعض لاوارث بچوں اور کمیونسٹوں کے بچوں کو روس اور بعض کمیونسٹ ممالک بھیجا جا رہا ہے جو کہ وہاں روس، چیکوسلواکیہ، بلغاریہ، پولینڈ اور کیوبا مختلف شعبہ ہائے زندگی میں داخل کر دیئے گئے ہیں مثال کے طور پر ایک ہزار بچوں میں سے پچاس فیصد فوجی تربیت اور تیس فیصد جاسوسی تربیت اور بیس فیصد تخریب کاری کے لیے مامور ہوتے ہیں۔ آج کابل اور بعض علاقوں میں ہر ایک کلو میٹر کے فاصلے پر روسی فوجی چیکنگ کے لیے بیٹھے ہوتے ہیں اور روسیوں کا اعتبار پرچم اور خلق ارکان سے ختم ہو چکا ہے۔

شعبہ زراعت، بجلی و پانی، منصوبہ بندی، کام، تعلیم و تربیت، عدلیہ، دفاع وغیرہ برائے نام باقی رہ گئے ہیں کیونکہ نہ زمین رہی ہے نہ پہاڑ، نہ پانی ہے، نہ ترقیاتی

کام وغیرہ تو واضح ہے کہ ان شعبوں کا صرف نام ہی رہ گیا ہے۔ عدلیہ کی جگہ خاد نے لے رکھی ہے جو کہ روسی افسران نے فیصلہ کرتا ہے۔ دفاع کا تو سرخ فوج نے کام سنبھال رکھا ہے تعلیمی نصاب اور تعلیمی شخصیات نہ رہی ہے اگر نصاب ہے تو ماسکو میں بنتا ہے اور تربیت دینے والے روسی اور روس نواز بہرحال ملک (افغانستان) ایک کھنڈر بنا ہوا ہے اور افغان عوام روس کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ جس چیز نے انہیں مجبور کیا وہ تو واضح ہوگیا ہوگا۔ تفصیل کی مزید ضرورت شاید نہ ہی رہ گئی ہو۔ لوگوں نے مجبوراً اپنے گھر چھوڑے اور اگر ہجرت کی رفتار پر نظر ڈالیں تو کچھ یوں ہیں۔

ظاہر شاہ کے بعد کے دور ۱۹۷۳ء بڑی محدود تعداد جنکی تعداد دو ڈھائی سو سے زائد نہ تھی۔ وہ بھی علماء اور سیاسی چہرے تھے۔ (پاکستان)	ترہ کی اور امین کے آخری وقت تک عرصہ تقریباً ۱۲ ماہ میں ۱۰۰ و ۴۰۲ (پاکستان)	کارمل اور روسیوں کی آمد پر جنوری ۱۹۸۰ء تا دسمبر ۱۹۸۰ء ۱۰۱۵ و ۷۹۷ (پاکستان)
صرف دس پندرہ علماء (ایران)	۹۰ و ۱۲۰ (ایران)	۷۱۵ و ۶۹۰ (ایران)

قدیم آریانہ اور خراسان جو آج کے افغانستان سے مشہور رہے ہے۔ پاکستان، ایران چین اور روس کے درمیان واقع آگ کا ایک گولہ ہے۔ جس کا رقبہ ۲۵۱۹۳۴ مربع میل اور اقوام متحدہ کی ۱۹۷۵ء کی مردم شماری کے اعتبار سے اس کی آبادی ۱۴۲،۰۰۰،۰۰۰ جن کی اکثریت ۵۹ فیصد پشتونوں اور ۳۰ فیصد تاجک پر مشتمل ہے۔ جبکہ ۵ فیصد ازبک، ۳ فیصد ہزارہ اور ۳ فیصد مختلف اقوام کی جو وہاں رہ رہے ہیں، سرکاری اور قومی زبانیں پشتو اور دری (افغانی فارسی) ہیں، ایک اسلامی ملک اور اکثریت سنی، بعض جگہوں پر ایسی تحریر ملتی ہے کہ افغانستان میں لوگ حضرت خالد بن ولید رض کے دور میں مسلمان ہوئے ہیں اور افغانستان کا آخری علاقہ جو کافرستان کے نام سے تھا ۱۸۹۶ء میں امیر عبدالرحمن خان کے عہد میں نورستان میں تبدیل ہوا اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنایا گیا بصورت کل افغانستان میں تمام قومیں آپس میں متحد ہیں اور اپنے وطن سے پیار آتا ہے کہ اس پر جان کی بازی لگانے کے لیے بھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے۔ بہت غیرت مند اور بہادر لوگ ہیں اور پکے مسلمان ہونے کے ناطے بھی وہ اپنے ملک اور عزت کی حفاظت کو فرض سمجھتے ہیں۔ جس کی گواہی تاریخ کے اوراق بھی دیتے ہیں۔

تیسری افغان انگریز جنگ کے بعد جب امان اللہ خان نے افغانستان کی باگ ڈور سنبھالی تو روسیوں نے اپنے بزرگوں کی بات پر عمل کرتے ہوئے افغانستان کے ساتھ دوستی اور تعاون کے نام سے مذموم ارادوں کا پہلا قدم بڑھاتے ہوئے خیوہ، دہ قد اور مرمہ پر فوج کشی کی پھر وقت گزرتا گیا۔

معاہدوں اور دوستی کے ناطے نشیب و فراز کے طویل راستے طے کرتے ہوئے خوابوں کی تعبیر حقیقت میں تبدیل ہونے کے آثار پیدا ہونے لگے اور ماسکو ۱۹۵۳ء کو شاہ محمود خان کے عوض محمد داؤد خان کو وزیر اعظم کے عہدہ پر نامزد کروانے میں کامیاب ہو گیا۔ کریملن کے لئے افغانستان ۱۹۵۰ء تا ۱۹۶۰ء یعنی دس سال سنہری باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ ۱۹۵۵ء میں بلگانن وزیر دفاع اور خروشیچوف کمیونسٹ پارٹی کا جنرل سیکرٹری نے کابل کا دورہ کیا ۱۹۵۶ء میں چیکوسلواکیہ سے بھی اسلحہ کی فراہمی پر معاہدہ طے پایا ۱۹۵۶ء اور ۱۹۵۹ء

پہلے دو سال کا تناسب !

ایران میں مہاجرین کا تناسب :۔

بچے، ۳۵ فیصد	مرد، ۲۵ فیصد	عورتیں، ۴۰ فیصد

پاکستان میں مہاجرین کا تناسب :۔

بچے، ۵۰ فیصد	مرد - ۱۵ فیصد	عورتیں - ۳۵ فیصد

اس وقت پاکستان میں لگ بھگ ۳۴ لاکھ مہاجر ہیں جن میں ۴۵ فیصد عورتیں ۳۵ فیصد بچے، اور ۲۰ فیصد بوڑھے مردوں کی ہے۔

ایران میں بیش از ۲۰ لاکھ مہاجر ہیں جن میں بچے اور عورتوں کی تعداد ۷۰ فیصد اور ۳۰ فیصد مرد جو کہ بوڑھے ہیں۔

ہندوستان میں ٹوٹل ۲۰ - ۲۵ ہزار افغان ہیں جن کی اکثریت خلق، پرچم اور افغان ملت کے گماشتے تشکیل دیتے ہیں اور بطور واقعی مہاجر بمشکل ۲- ۳ ہزار ہونگے

امریکہ میں ۸۰ - ایک لاکھ افغان ہیں جن میں محب وطن اور اسلامی لگن رکھنے والے صرف چند ہزار ہیں۔ یورپ اور خاص کر مغربی جرمنی میں حد تین لاکھ افغان موجود ہیں ان میں بھی اکثریت سرمایہ دار، خلقی، پرچمی اور ساوباش عناصر کی ہے اور کم تعداد ہے جو کہ حقیقی محب وطن اور اسلام دوست عناصر ہیں دنیا کے دیگر مناطق میں بھی کم و بیش افغان مہاجرین مستحق اور غیر مستحق پہنچے ہوتے ہیں۔

مہاجرین کی آمد پاکستان اور ایران تو واضح ایک عظیم بربادی اور تباہی کا نشانہ ہیں
یہ لوگ جو ان دو ملکوں میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوتے ظلم وستم تباہی اور بربادی کے
علاوہ عزت بھی محفوظ نہ تھی اور پھر اشیائے خوردنی اور ضروریات زندگی کی کابل اور دوسرے
مناطق میں قلت اور کابل میں مہنگائی جس کی مختصر مثال پیش ہے۔ کابل شہر میں اس وقت
آبادی ۴۰-۴۵ لاکھ ہے جیسے آٹے، گھی، سبزی وغیرہ کی تو ضرورت ہے ہی لیکن آٹا فی
سات کلو ۲۵۰-۳۵۰ افغانی (۲۰-۵۰) روپے، گھی فی سات کلو (۳۵۰-۴۵۰ افغانی
۵۰-۶۵ روپے، پیاز فی کلو ۱۲۰ افغانی (۲۰ روپے) آلو فی کلو ۱۵۰ افغانی
(۲۲ روپے) گوشت فی کلو ۴۰۰ افغانی (۵۰ روپے) ملک کے دوسرے علاقوں میں
جہاں مجاہدین کا کنٹرول ہے وہاں اشیائے خوردنی کی قلت کے باوجود ریٹ بھی جائز
ہیں جو کہ اسلامی اصولوں پر مبنی ہیں۔ ایک کمرے کا کرایہ ۴۰۰ افغانی (۵۰ روپے)
بغیر بجلی، پانی اور غسل خانہ وغیرہ کے ایک گھر میں چار تا چھ فیملی رہ رہی ہیں۔ کابل
کٹھ پتلی حکومت نے اپنے آقا کے حکم پر کابل کا پرانا شہر بھی ہموار کر ڈالا ہے اور اس
کی جگہ سڑک بنائی ہے یہ اس لیے کہ اس شہر میں مجاہدین کے لئے پناہ گاہ کا اچھا اور
آسان طریقہ تھا۔ یہ علاقہ دروازہ لاہوری سے چند اول تک کا ہے جسے تباہ کر کے سڑک
بنائی گئی ہے۔ بہر حال لوگوں نے از حد تنگ آ کر ہجرت کو قبول کیا اور پھر بھی نوجوان طبقہ
سارا اندرون ملک مصروف جہاد ہے اور حتیٰ کہ بعض بوڑھے اور محسن بھی جہاد میں
سرگرم عمل ہیں۔ اگر نوجوان کچھ تعداد میں پاکستان یا ایران نظر آتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو
کہ ایک عرصہ اندرون ملک دشمن کے خلاف نبرد آزما رہا ہے اور واضح ہے ہماری
اس طویل جنگ میں ایک ہی آدمی ایک ہی مورچے میں بیٹھنا مشکل اور دشوار کام ہے۔
اس لیے نوبت کا مسئلہ ہے کیونکہ کچھ نوجوان اپنے گھر والوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔
اور باری آنے تک تازہ دم بھی ہو جاتے ہیں۔ ہمارے مہاجر کیمپوں میں ایسے گھرانے

نظر آئیں گے جن کے بچے اور عورتیں خیمہ بستی میں ہیں اور مرد نوجوان سرخ دشمن کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ایک بات یہاں کہنی بے جا نہ ہوگی کہ بعض عناصر سیاسی اور تخریب کاری کے مقاصد کی غاطر پاکستان اور ایران میں مہاجرین کے خلاف افواہیں پھیلاتے ہیں مثال کے طور پر "یہ مہاجراب واپس نہ جائیں گے اور انہیں روس نے پاکستان بھیجا ہے تاکہ اٹک تک قبضہ کر کے نام نہاد پشتونستان کو تشکیل دے سکیں"۔ بعض کہتے ہیں یہ سب افغانستان کی نسبت پاکستان یا ایران میں خوش ہیں یا ادھر ادھر کاروبار کر رہے ہیں اور یہ اگر افغانستان آزاد بھی ہو گیا تو واپس نہ جائیں گے کیونکہ ان کے کاروبار چل چکے ہوں گے۔ کچھ کہتے ہیں کہ جبراً زمینوں پر قبضہ کر لیتے ہیں اور لوگوں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں یا پاکستان کی سالمیت عزت اور جان و مال کو ان کے ہاتھوں خطرہ لاحق ہوتا جا رہا ہے۔ اسی طرح ایران میں تودہ پارٹی اور مجاہدین خلق نے افغان مہاجرین کے خلاف بعض افواہیں پھیلا دیں کہ وہ (افغانی) ایرانی حکومت کا رجسٹر کارڈ لینے سے انکار کر رہے ہیں، پاکستان کا رخ کر رہے ہیں یا ایرانی فوج کے ساتھ عراق کے خلاف نہ لڑنے والوں کو ایران حکومت نکال رہی ہے یا اندرون ایران تخریب کاری میں افغان مہاجرین کو بدنام کرنے کے لیے نام لیا جاتا ہے۔

افغان عوام نے جو بیرون ملک ہجرت کی زندگی گذار رہے ہیں انہیں ہی علم ہے کہ زندگی کے شب و روز کس قدر کٹھن گذر رہے ہیں اور اپنی سرزمین کے لیے کس قدر بے چین ہیں اور ان کے ضمیر کو پتہ ہے کہ جب قطار میں کھڑے ہو کر راشن وصول کرتے ہیں۔ وہی قوم جس نے بھوک اور غربت کو قبول کیا ہوا تھا لیکن دوسروں کے لیے کام کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے آج قطاروں میں کھڑے ہو کر بھیک کے لیے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور شب و روز کے لیے امدادی اشیاء وصول کرتے ہیں وہ لوگ جن کو اپنی جھونپڑی، محل یا خیمہ اپنی ہی سرزمین میں تعمیر کرنے یا لگانے میں کسی کی اجازت

درکار نہ تھی آج ایک ہی بستی میں سینکڑوں خیمے لگانے کی ایک حد میں قید ہو کر رہ گئے
ہیں اور اگر اُس خیمہ کو بھی اینٹ یا مٹی اور پتھر سے مہاجر ہم وطنوں نے ایک دوسرے کی مدد
سے استوار کر لیا تو بعض لوگوں نے چیخ پکار کے ساتھ کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ اب واپس
نہ جائیں گے کیونکہ گھر بنا رہے ہیں۔ اگر کاروبار بھی کر رہے ہیں تو چاہے کتنا بھی سرمایہ
بڑھ جائے لوگوں کی نظر میں ہم مہاجر ہیں دوسرا وسیع تر وسیع کام بھی ہو جاتے جب
پیارا وطن آزاد ہوگا تو راتوں رات کسی نے یہاں یا وہاں نہیں رہنا اور اپنے دیس کی
طرف ہر ایک بھاگتا نظر آئے گا، ہم کسی کی عزت گھر اور زمین پر نظر نہیں جماتے ہوتے
اور نہ ہی یہ ہمارا اصول زندگی ہے۔ اور اسلامی اخلاق بھی اجازت نہیں دیتا ہے۔
باقی جو کوئی جو کچھ کہتا ہے کہے ہم نے عزم محکم کیا ہے کہ اپنی آزادی کی جنگ لڑنی ہے
اور آخر کار ایک دن اپنے وطن واپس جانا ہے جو اللہ کو منظور ہے۔ ایک بات واضح
رہے کہ چاہے افغانستان کے اندر ہو یا بیرون افغانستان اس کے باشندے اپنی شان
اور عزت پر کسی کو جرأت نہ دیں گے کہ گستاخی کی جائے یا توہین آمیز الفاظ ان کے لیے
استعمال کئے جائیں ہم پانچ ملین مہاجر ایران اور پاکستان میں ہیں اتنی ہی تعداد
ہمارے اندرون ملک مہاجرت کی زندگی گذار رہے ہیں۔
پاکستان میں مہاجرین کا بوجھ تقریباً پچاس فیصد حکومت پاکستان برداشت کر رہی
ہے جبکہ باقی امداد UNHCR - WFP - FAO - امریکہ، یورپ اور آسٹریلیا اور
بعض عرب ممالک دے رہے ہیں اور کچھ مالی اور مادی امداد بعض بین الاقوامی رفاعی
ادارے اور چرچ بھی تعاون میں شریک ہیں۔ ایران میں کچھ عرصہ قبل تک بھی کسی
ملک نے مہاجرین کے لیے امداد نہیں دی اور تمام بوجھ ایران کی اسلامی حکومت نے
اٹھا رکھا تھا۔ تھوڑے عرصہ سے اقوام متحدہ کے دفتر برائے مہاجرین کو وہ دفتر
افغان مہاجرین کی دیکھ بھال کے لیے کھولنے کی اجازت دی ہے۔

افغان مہاجرین کا شہروں میں بسانا یا اجازت دینی آغاز سے ہی غلط اقدام تھا چاہے ایران ہو یا پاکستان۔ مہاجرین کو مہاجر بستیوں میں رکھا جاتا تو روس کی جرأت بھی نہ ہوتی کہ وہ اپنے گماشتے مہاجروں کے روپ میں پاکستان اور ایران بھیجتا۔ اب بھی تمام مہاجروں کو شہروں سے حکومات ایران و پاکستان خیمہ بستیوں میں منتقل کریں تو غلط عناصر کا بھانڈا جلد کھل جائے گا۔ مہاجرین میں غلط افراد بھی شامل ہیں جنہوں نے قصداً یا عادتاً سمگلنگ منشیات، اسلحہ وغیرہ کی ہے تو اس ضمن میں عرض کروں ہمارے پاس ثبوت ہیں کہ اکثر ایسے کام ان لوگوں نے انجام دیئے ہیں جو کہ روس کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ تاکہ مہاجرین کا نام بدنام کیا جاتے اور کسی حد تک سرخوں کی یہ چال کامیاب رہی۔ اس کی تفصیل بیان کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے :-

ویسے تو ہر بڑے چھوٹے ملک ایک دوسرے کے راز جانتے اور اپنے نظریئے ٹھونسنے کے لیے کسی نہ کسی حربے کو استعمال کرتے ہیں لیکن جاسوسی کا حربہ تو بہت قدیم سے چلا آرہا ہے اور یہ ایک انسانی عادت بن چکی ہے۔ تنہا افغانستان کی صورت حال بگڑنے سے وہاں کے باشندے دربدر نہیں ہوتے بلکہ لاطینی امریکہ کے بعض ممالک، افریقہ، جنوبی یمن، ویت نام، کمپوچیا، شمالی کوریا اور مشرقی یورپ سے بھی بے وطن ہونے والوں کے ساتھ روسی اور چینی ایجنٹ دوسرے ملکوں میں پہنچے ہیں اور ان گماشتوں نے مختلف ملکوں میں وہاں کے ملک دشمن یا سرخوں سے مل کر کچھ نہ کچھ تخریب کاریاں کرتے ہی رہتے ہیں تاکہ مہاجرین کا نام بدنام کیا جاتے اور ہر ملک کے عوام کو ان کے خلاف اکسایا جاتے۔ اسی طرح افغان مہاجرین کے ساتھ بھی ماسکو نواز عناصر روپ بدل کر پاکستان اور ایران آتے ہوتے ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ تو نہیں لیکن جو کام انہوں نے انجام دیتے ہیں۔ وہ باعث تشویش ہیں۔

پاکستان میں خلق پرچم، افغان ملت ریشتو نخواہ یا غفار خان کے حامی، شعلہ جاوید

رچین نواز) عناصر موجود ہیں۔ خلق، پرچم اور افغان ملت کے عناصر مستقیم یا براہِ راست کریملن کے لیے کام کر رہے ہیں جیسے کہ کچھ عرصہ سے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے بعض نوجوانوں کو روس نواز عناصر مہاجر اور مجاہد کے بھیس میں اندرون افغانستان چھوڑ آتے ہیں یا وہاں سے بعض لوگوں کو لے آتے ہیں اور کچھ کو سیاسی پناہ کا نام دلوا دیتے ہیں اور بعض کو صرف بحیثیت مہاجر کے نام درج کروا دیتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی شناخت کچھ مشکل سی ہو گئی ہے اور واضح ہے کہ اس قسم کے عناصر کے پیچھے کافی مضبوط ہاتھ اور حتیٰ کہ بعض غیر ملکی ہاتھ بھی ہوتے ہیں۔ جس کی مثال ہم کابل حکومت کا ماسکو میں نمائندہ عبدالمجید منگل کو کہہ سکتے ہیں جس کے انٹرویو روزنامہ مشرق مورخہ ۱۳ اور ۲۰ جولائی ۱۹۸۴ء کو چھپے ہیں اور یہ شخص صدق صدر ماسکو کی طرف سے یہاں بھیجا گیا ہے۔ اسی طرح گل مکئی نامی لیڈی ڈاکٹر جس کو بلوچستان کی حکومت نے گرفتار کیا اور اکثر اس کے بارے میں تمام اخبارات میں خبریں آتی رہتی ہیں۔
اسی طرح کابل حکومت کے

موجودہ وزیر معدنیات اسماعیل دانش کے بہن اور بھائی اسلام آباد آئے اور یہاں سے امریکہ چلے گئے۔ بہت سے ایجنٹ جو کہ مہاجر کیمپوں میں تخریب کاری کرتے ہیں یا سمگلنگ اور بعض غیر شائستہ کام انجام دیتے ہیں پاکستان حکومت کو چاہیئے انہیں شرعی قوانین کے مطابق سزائیں دیں یا پھر مہاجرین کی تنظیموں یا مہاجرین کے جرگہ کو پیش کریں جو کہ ان کی خاطر تو اضح اسلامی شریعت کے مطابق کریں گے جس کی سزا موت ہوتی ہے۔ کچھ محدود لوگ مرد اور عورتیں آزاد قبائلیوں کے نام سے آزاد آمد و رفت کرتے ہیں جو کہ خطرہ کی گھنٹی سے کم نہیں کیونکہ اکثر اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ فلاں شخص یا عورت سے سرحد عبور کرتے وقت دستی بم یا اسلحہ وغیرہ پکڑا گیا ہے۔ اس قسم کے لوگ بھی

کافی حد تک خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ولی خان اور غفار خان کا آنا جانا کابل اور اُن کے حواری بھی اس آمد و رفت میں اپنے مذموم کارناموں کے ذریعے مہاجرین میں بے چینی اور بعض مقامات پر تخریبی کاروائیاں انجام دیتے ہیں اور سمگلنگ کا بھی دھندہ کرتے ہیں۔ ایک بات قابل ذکر ہے کہ پی پی پی اور این ڈی پی اور بزنجو اینڈ کو وغیرہ کا آپس میں بھی رابطہ ہے اور کابل اور ماسکو کے ساتھ بھی تعلقات گہرے رکھے ہوئے ہیں۔ افغان ملت کے تمام ارکان کا بھی براہ راست رابطہ ولی خان اور بزنجو وغیرہ جیسے غداروں کے ساتھ ہے۔ اب ان لوگوں اور مہاجروں کے لباس، شکل اور زبان میں کوئی خاص فرق بھی نظر نہیں آتا تو اگر کوئی کام روس کی ہدایت پر بعض گمراہ عناصر کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے تو اسلام دشمن اور پاکستان دشمن عناصر انہیں پناہ دیتے ہیں اور ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔ یہی حالت خلق اور پرچم کے ممبران کا بھی صوبہ سرحد اور بلوچستان میں ہے۔ جنہیں روس نوازوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔ صوبہ سندھ اور پنجاب میں بھی پیپلز پارٹی کے ممبران روسی گماشتوں کی تخریبی کاروائیوں اور سمگلنگ میں ہاتھ بٹاتے ہیں اور حتیٰ کہ روس براہ راست اپنی بین الاقوامی تخریبی کاروائیوں کو شدت بخشنے کے لئے روسی بحری جہاز مال و اسباب کی نقل و حرکت کے بہلنے اسلحہ لاتے ہیں اور منشیات یورپ، امریکہ وغیرہ میں پہنچاتے ہیں۔ اپنے پٹھوؤں کی مدد کرتا ہے۔

یہاں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ گمراہ عناصر کا ہمارے روپ میں گھل مل جانا ہمارے مہاجرین اور مجاہدین کی تنظیموں کا بھی قصور ہے کیونکہ اگر ہم اتفاق اور اتحاد رکھتے تو کیا مجال تھی ماسکو کے خریدے ہوتے نوکروں کی کہ کابل سے باہر نکلتے لیکن روس اور روسی پٹھوؤں نے ہماری نا اتفاقی اور آپس کی چپقلش سے فائدہ اٹھاتے ہوتے ہمارے روپ میں اپنے گماشتے بھیج دیتے اور جب تک تمام

تنظیموں کا حقیقی اور اسلامی اتحاد نہیں ہو پاتا دشمن ہمارے میں رخنہ اندازی کرتا رہے گا اور تخریبی کام انجام دیتا رہے گا۔ میں دعا کرتا ہوں اور عرض کروں گا کہ تمام مہاجرین کی تنظیمیں ایک پلیٹ فارم پر اندرون ملک دشمن سے نبرد آزمائی کریں اور بیرون ملک ایک واحد نمائندہ کو بین الاقوامی سطح پر پیش کریں۔ مختصراً پاکستان میں مہاجرین جو اپنے اسلامی اصول اور افغانی عزت اور شہامت پر فخر کرتے ہیں وہ کبھی بھی غیر قانونی غیر اخلاقی اور غیر اسلامی کام انجام نہیں دے سکتے اور کبھی ایسے کام کی سوچ بھی نہیں سکتے

ایران میں مہاجرین کے بارے میں تفصیل یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ زیادہ تعداد تہران اور مشہد میں مقیم ہیں۔ ان افغان مہاجرین کی تعداد بھی زیادہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی ہے۔ نوجوان طبقہ بہت کم ہے جو کہ بہ نوبت جہاد میں آتے جاتے ہیں۔ ایران میں زیادہ تعداد چین نواز گروپ کی مہاجر کے روپ میں سرگرم ہیں۔ البتہ خلق اور پرچمی بھی اپنے آقا کے لئے کام کر رہے ہیں لیکن چین نواز گروپ بھی ماسکو کے لئے کام کر رہا ہے۔ ایران میں ایک منظم گروہ جس میں شعلہ جاویدیا اور چین کے حامی ایرانی گروپ منشیات کا کام کرتے ہیں۔ اسی طرح تودہ پارٹی ایران، خلق اور پرچم پارٹی کے تعاون سے ایران کے طول و عرض میں منشیات اور اسلحہ کی سمگلنگ، ڈاکہ زنی وغیرہ جیسے کام سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن بفضل خداوند اسلامی جمہوریہ ایران نے اپنی ملک گیر مہم میں کافی تعداد میں منشیات وغیرہ کے سمگلروں کو گرفتار کر کے پھانسی کے پھندے پر لٹکا چکی ہے۔ جس میں افغانی و ایرانی روس نواز شامل رہے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ افغان اور ایران کمیونسٹ عناصر اپنا سارا غیر قانونی کمایا ہوا سرمایہ کابل پہنچا دیتے ہیں۔

ایران کی برسراقتدار پارٹی اور کچھ عرصہ قبل تودہ پارٹی کے اتحاد سے جو

کچھ ایران کو نقصان پہنچا تو وہ سامنے ہے۔ لیکن ایک بات امام خمینی کی پورے اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے لیے باعث فخر ہونی چاہیئے وہ یہ کہ بڑے ماہرانہ انداز سے امام خمینی نے تودہ پارٹی سے اتحاد کیا اور اسے حکومت کے مختلف عہدے سونپ دیئے تا اس حد کہ اس کے تمام زیر زمینی (خفیہ) کارکنوں کا بھی پتہ چلا لیا تو یکدم ملحدوں کا صفایا کر ڈالا جو کہ ایرانی لیڈر اور عوام مبارک کے مستحق ہیں۔ لیکن اس اتحاد کے دوران ایران کو بھی نقصان اٹھانے پڑے بہت سی شخصیتوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور ساتھ ساتھ روس کے لئے ایران بھی تجارتی بازار بن گیا تھا۔ تمام گاڑیاں، اسلحہ اور دیگر سامان ولوازم بازاروں میں عام ہو گیا تھا۔ ٹیلی ویژن کی پچاس فیصد نشریات روسی فلموں کارٹون وغیرہ نے لے رکھی تھی۔ سپاہ انقلاب میں بھی تودہ پارٹی کے بہت سے ارکان شامل تھے۔ جنہوں نے سینکڑوں بے گناہ ایرانی مردوں، عورتوں بچوں کو شہید کیا افغان مہاجرین بھی اُن کی گرفت سے نہ بچ سکے اور ہر آتے دن افغان مہاجر شہروں، قصبوں وغیرہ کے ویران اور گنجان علاقوں میں مردہ پاتے جاتے۔ ایران افغان سرحد کبھی افغان مہاجرین اور مجاہدین کو بہت زیادہ تکلیف رہتی اور اکثر وبیشتر نام نہاد سپاہ انقلاب کے غنڈوں کے ہاتھوں شہید ہوتے اور حتیٰ کے چند بار دونوں ملکوں کی سرحد پر کئی افغان مجاہدین اور مہاجروں کو کابل اور روسی چوکیوں کے حوالے کیے جا چکے ہیں۔ عوام کے مابین افغان مہاجرین کے خلاف دشمنی اور شر انگیزی کو بھی کافی حد تک بڑھایا لیکن بروقت ایرانی حکومت نے انہیں نابود کر دیا اور کچھ لیڈر اپنے آقاؤں کی گود میں فرار ہو کر کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے پاس چلے گئے ہیں اور بڑی تعداد تودہ پارٹی اور مجاہدین خلق پاکستان، بھارت ترکی پہنچ رہے ہیں جہاں سے یورپ امریکہ وغیرہ نکلنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ہم افغان مہاجرین پاکستانی اور ایرانی حکومات اور عوام سے خوش ہیں اور ہم اُن کی خوشی

سالمیت اور آزادی کے دعاگو اور خواہاں ہیں اور نہ ہی ہم کسی کو بھی ان ملکوں پر غلط نگاہ سے دیکھنے کی اجازت دیں گے۔ مہاجرین کو دونوں ملکوں میں ہر طرح کی سہولتیں مہیا ہوتی رہی ہیں اچھا برتاؤ رہا ہے اور سیاسی لحاظ سے بھی ہمارا ساتھ کمیونسٹوں کے خلاف دیا ہے۔ لیکن خاص کر حکومت پاکستان کا کردار قابل تعریف ہے۔ یہ بات بھی کہی جانی چاہیئے کہ گزشتہ افغان حکومتوں نے ایران اور پاکستان دونوں کے ساتھ اپنے روسی آقاؤں کو خوش رکھنے کے لیے تعلقات بگاڑ رکھے تھے اور جونہی کسی بھی حکومت نے ان دونوں حکومتوں سے کسی کے ساتھ بھی دوستی کے ہاتھ پھیلاتے تو اُسی کی شامت آئی اور وہ صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ بہر حال ان حالات میں عوام بے گناہ ہوتی ہے اور کر بھی کچھ نہیں سکتی۔ اور اگر عوام کی سطح پر بات کی جائے تو افغانستان کے لوگوں کا پاکستانی عوام اور ایرانی عوام سے بہت برادرانہ رویہ رہا ہے اور ایک دوسرے کے ملکوں میں آتے جاتے وقت بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے اور اب بھی وہی دوستی اور محبت پائی جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ افغان عوام اس وقت تباہ حالی کا شکار ہیں اور دونوں اسلامی ملک پاکستان اور ایران اللہ کے فضل و کرم سے محفوظ اور مستحکم ہیں اور خداوند توفیق دے یہاں کے لوگوں کو کہ اپنے ملک کو آباد اور شاداب رکھیں۔

جہاد اور جدوجہد کیوں آغاز ہوئی؟ واضح ہے کہ ہر انسان جسے اللہ نے عقل عطا کی ہے وہ حالات کو مدِ نظر رکھ کر سمجھ جائے گا کہ کس لئے یہ جنگ مقدس آغاز ہوئی اور کب تک جاری رہے گی اس کا کہنا مشکل ہے لیکن مختصراً یہ کہنا کافی ہوگا کہ جب تک افغانستان سے آخری روسی فوجی بھی نہ نکل جائے گا جہاد تفنگ جاری رہے گا اور یا پھر افغان قوم کا بچہ بچہ بالکل صفحہ ہستی سے ختم نہیں ہو جاتا۔ جہاد کی تفصیل یا تعریف تو کافی ہو چکی ہے صرف کوتاہ الفاظ میں اس مقدس مقصد پر روشنی

میں داؤد نے روس کا سفر کیا. جبکہ ظاہر شاہ نے ۱۹۵۹ء میں ماسکو کا دورہ کیا. ۱۹۶۰ء میں خروشیف نے دوبارہ کابل کا دورہ کیا. اسی سال پولینڈ چیکوسلواکیہ کے وفد بھی کابل آئے اسی عرصے میں روسیوں نے تجارتی معاہدے، اسلحہ اور فوجی تبادلے اور بعض مشینری بسیں وغیرہ بھی امداد کے طور پہ کابل حکومت کو دیں ۵۰ ہزار ٹن گندم ۲۵ کروڑ ڈالر اور ۱۲ کروڑ روبل بھی امداد کے طور دی. غرض کہ روسیوں نے افغانستان میں مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کے لئے اپنے منصوبوں کے بیج بو دیئے. ۱۹۵۰-۵۵ء پاکستان دشمنی اور نام نہاد پشتونستان کی تاسیس کے سال بھی کہے جا سکتے ہیں. یہ وہی سال ہیں کہ پاکستان اور اسلام دشمن عناصر کے ایک محدود ٹولے نے روس اور بھارت کی شہ پہ کابل میں نام نہاد پشتونستان کا ڈھونگ رچایا اور چارسدہ کے گاندھی اور اس کے ٹولے نے کابل میں متذکرہ نام پر جھنڈا، منشور اور کمیٹی کا اعلان کیا اور اسی وقت سے پاکستان کے خلاف پراپیگنڈے کا سلسلہ زور پکڑ تا گیا اور اس بات کا ثبوت روسی حکام کی کابل میں ۱۹۵۵ء اور ۱۹۶۰ء کی مصروفیات میں بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ پشتونستان کے مسئلہ کی حمایت اور دوسری دنیا سے افغانستان کو دور رکھنے کی تاکید کی گئی ہے. اس دس سال کے عرصہ میں روسیوں نے افغان عوام کو دھوکے میں رکھنے کے لئے حکام سے دو چار معاہدوں پہ دستخط بھی کیئے جو بالترتیب یوں ہیں :-

۱ : روس افغانستان کو دس کروڑ ڈالر کی امداد دے گا.

۲ : پرامن بقائے باہمی اور بانڈونگ کانفرنس (انڈونیشیا) کی حمایت جاری رکھنے پہ اتفاق۔

۳ : چین کی اقوام متحدہ میں شمولیت کے لئے مشترکہ کوشش،

۴ : افغان روس ۱۹۳۱ء کے معاہدے کی دس سال کے لئے تجدید اور ایک دوسرے کی سرحدوں کی حفاظت۔

ان تمام کارناموں کو انجام دینے کے بعد روس کو اطمینان ہو گیا کہ اب افغانستان اس کے جال سے نہیں نکل سکتا تو معاہدوں اور زبانی کلامی باتوں پر ہی وقت کے حکمرانوں کو ٹرخاتا رہا

ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔

افغانستان میں جب نور محمد ترہ کی نے اپریل ۱۹۷۸ء میں روس کی پشت پناہی پر خونی بغاوت کے ذریعے اقتدار سنبھالا تو کریملن نے افغانوں کی عزت اور غیرت کو للکارا اور یہ نہ سوچا کہ آغاز کا انجام کیا ہوگا۔ روس کو تو یہ الفاظ واضح ہم کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان کے مسئلہ پر اُسے بہت بڑی غلط فہمی اور نادرست پالیسی سوچ رکھی تھی روسیوں نے افغانستان کی تاریخ کا درست مطالعہ نہ کیا تھا اور افغانیوں کے عزم و ارادے سے بھی باخبر نہیں ہوتے تھے۔ ماسکو نے سوچا یہ تھا کہ افغانستان ایک پہاڑی علاقہ اور ان پڑھ لوگوں کا ملک ہے دوسرا اکثریت غربت کا شکار ہیں جس طرح کا نظام اور نظریہ ان پر ٹھونسا جاتے بہ آسانی قبول کرلیں گے۔ دوسری طرف روسی پٹھو قیں یعنی ترہ کی، امین، کارمل وغیرہ نے بھی اُسے غلط مشورہ دیا اور اُن کے سفیر اور مشیر جاسوس وغیرہ نے بھی درست رپورٹ کریملن کو پیش نہ کی تھی۔ اور ساری ذمہ داری درحقیقت ترہ کی، کارمل اور روسی سفیر الگسانڈر پوزانف اور بعض روسی مشیروں پر عائد ہوتی ہے اور ماسکو نے بھی تقریباً اُن تمام اشخاص کو سوائے کارمل کے ٹھکانے لگا دیا ہے کیونکہ روس کو دنیا میں خاص کر تیسری دنیا کے ممالک میں نہایت بے اعتبار اور شک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ سیاسی لحاظ سے بھی روس کو زبردست نقصان افغانستان میں لشکر کشی سے اُٹھانا پڑا جس کا کم از کم نصف صدی سے قبل ازالہ بھی مشکل ہے۔ روس کو جس قدر پریشانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے وہ روس کی ہمت اور برداشت سے زیادہ ہے اور یہ سلسلہ کب تک روس برداشت کرتا ہے اور کب تک اس میں برداشت کرنے کی ہمت ہے۔ تاریخ اور حالات ہی بتائیں گے۔

افغان عوام نے ظلم و ستم کو آغاز میں قبول کیا مگر انتہا ہونے لگی تو اُس نے

دشمن کو بتانے کی کوشش کی کہ ظلم مت کرے اور آہستہ آہستہ ہر گوشہ و کنار میں مزاحمت آغاز ہوئی تو ماسکو نوازوں نے اپنے کریلن کے آقاؤں کے اشارے پر مذہب اور دینی مراکز کی توہین شروع کر دی دوسری طرف عزت سے بھی کھیلنے کی کوشش کی تو افغان عوام نے بصورت عموم مزاحمت کا آغاز کر دیا جس کی وجہ سے روس نے ترہ کی کو ہٹا کر امین کو بٹھایا اور پھر امین کو بھی ہٹا کر اپنی فوج اور اپنا ایجنٹ افغانستان داخل کر دیا اور یہ بہانہ کیا کہ "امین نے روسی فوج کو دعوت دی تھی کہ ملک خطرے میں ہے اور بیرونی طاقتیں انقلاب افغانستان کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے" اور وقت کے ساتھ ساتھ بات بھی بدل گئی اور کیمونسٹوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "فوجیں کارمل کی دعوت پر افغانستان گئیں ہیں اور جب تک بیرونی مداخلت ختم نہیں ہو جاتی فوجیں واپس نہیں جائیں گی"۔ اسی طرح ایک بار ماسکو سے اعلان ہوا کہ:
"روس اپنی دس ہزار فوج افغانستان سے نکال رہا ہے کیونکہ حالات معمول پر آ رہے ہیں اور باقی ماندہ بھی کچھ عرصے تک واپس چلی جائیں گی"۔ یہ تو سرخوں کی باتیں تھیں مسلمانوں نے اپنے دین ملک اور عزت کی حفاظت کے لیے سرتاسری مزاحمت شروع کر دی اور کافی شدت بخش دی حتیٰ کہ روسی فوج بھی افغان عوام کی حمایت میں ہتھیار ڈالنے شروع ہو گئے اور مجاہدین کو اسلحہ اور وسائل دینے لگے۔ اکثر مقامات پر بجاتے اس کے کہ مجاہدین پر حملہ کریں یا گولے برسائیں ہوا میں فائر کرتے یا اصل ہدف سے ہٹ کر کسی خالی جگہ پر گولے برساتے اسی بے بسی پر روسی حکام نے اعلان کیا کہ دس ہزار فوج واپس لے جا رہا ہے لیکن برعکس تیس چالیس ہزار فوجی روسی نژاد کے جدید وسائل کے ساتھ افغانستان لے آیا۔ اس وقت افغانستان میں کم از کم روس کے تین لاکھ فوجی موجود ہیں۔ جن کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کمی نہیں۔ ہر آنے دن کوئی نہ کوئی فوجی یا افسر مجاہدین کے ہاتھوں چڑھ جاتا ہے تو ان کے بیانات

سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں جبراً افغانستان کے لوگوں پر قتل عام کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

افغان مجاہدین نے جس شجاعت اور پختگی ایمان کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال ہمیں تاریخ میں کہیں بھی نہیں ملتی کیونکہ جس جگہ بھی کوئی مزاحمت کسی حکومت یا بیرونی مداخلت کے خلاف ہوتی رہی ہے وہاں ہر قسم کی فوجی امداد ان کو ملتی رہی ہے۔ لیکن افغان مجاہدین کو کسی نے بھی کسی قسم کی فوجی امداد نہیں دی اور نہ ہی کوئی دے رہا ہے۔ افغان مجاہدین نے آغاز جہاد اپنے روایتی اسلحہ سے کیا اور بوقت وزمان اللہ کے فضل سے روسیوں کا اسلحہ ہی مجاہدین کے ہاتھوں لگتا گیا اور اسی سے آج تک جدوجہد جاری ہے افغان عوام مرد ہو یا عورت سب کو اسلحہ کا استعمال آتا ہے۔ اور یہ وہاں کی روایت قدیم ہے۔ کسی افغان کو کوئی بھی ملک (چین، ایران پاکستان، امریکہ) وغیرہ فوجی یا گوریلا تربیت نہیں دے رہا اور نہ ہی ہمارے جہاد میں کوئی غیر ملکی فوجی یا گوریلے روسیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ البتہ غیر ملکی ڈاکٹر اور صحافی اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔ لوگ جہاد میں بشوق جاتے ہیں اور جب تک ایک گروپ کی باری نہیں آتی دوسرا گروپ بڑی بے چینی سے انتظار کرتا ہے اور حتیٰ کہ بعض اوقات کئی نوجوان اپنے پارٹی افسران سے جھگڑتے ہیں کہ مجھے جلد جہاد میں جانا ہے۔ جہاد میں جب نعرہ تکبیر "اللہ اکبر" کی صدا گونجتی ہے تو یقین کیجئے کہ وہی مجاہد جو خالی ہاتھ یا ایک دستی بم یا پستول یا کلاشنکوف لئے ہوتے دشمن کے ٹینک کی طرف پیش قدم ہوتا ہے تو روسی ٹینکوں پر بیٹھے خوف کے مارے عقب نشینی کر جاتے ہیں اور ہر روسی فوجی سے پوچھا جاتے کہ تم نے افغانستان میں سب سے زیادہ خطرناک جنگ کس جگہ دیکھی یا انجام دی تو کہتے ہیں کہ ہمیں تو کسی چیز کا ڈر نہیں جب مجاہد "اللہ اکبر" کہتا ہے تو ہم ڈر جاتے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جو ہمارے حوصلے

پست کر دیتی ہے۔

اسی بات پر کابل کے نیو خانہ مینہ (روسی فوجی چھاؤنی)، بگرام ہوائی اڈہ، ثمر خیل روسی فوجی چھاؤنی کیدگی وغیرہ میں بے شمار روسی فوجیوں کو روسی جرنیلوں نے گولی ماردی ہے اور وہ اس جرم میں کہ محاذ جنگ میں سے عقب نشینی کیوں کی تو جیب وہ (روسی فوجی) جواب دیتے کہ ہم "اللہ اکبر" سے ڈرتے ہیں اور دوسری کوئی چیز ہماری راہ میں دیوار نہیں ہے تو اعلیٰ افسران کو غصہ چڑھ جاتا کہ یہ کیا فضول بات کرتے ہیں تو اسی سلسلے میں جب روس کے ایک جرنیل نے وادی پنج شیر کی طرف پیش قدمی کے دوران جب گلبہار کے علاقے میں دریائے شتل کے پل سے قریب ہی روسی کانوائے کے ساتھ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک پہاڑ کی دائیں جانب سے متحداً ایک بلند صدا "اللہ اکبر" کی بلند ہوئی اور آواز کم از کم ایک سو مجاہد کی تھی یہ آواز نہ تھی روسی جرنیل کے لیے موت اور عبرت کا پیغام تھا۔ مجاہدین کی متحدہ تکبیر کی آواز نے یکدم فائرنگ بھی کھول دی اس تمام کاروائی کو تقریباً تیس چالیس منٹ ہی لگے تھے کہ جرنیل صاحب اپنے سینکڑوں روسی اور کابل فوجیوں کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نابود ہو گئے اور متعدد ٹینک اور ٹرک وغیرہ بھی سڑک کے ارد گرد خاکستر کے ڈھیر میں مبدل پڑے نظر آنے لگے۔ کچھ فوجی وسائل سمیت واپس بھاگ نکلے اور ہیلی کاپٹروں نے پہاڑ پر چادر بچھا دی اور اتنے بم برسائے کہ لیں محسوس ہوتا تھا کہ شاید پہاڑ ہموار اور پتھر پگل چکے ہوں گے۔ بہر حال مجاہدین کے صرف چند نوجوان شہید ہوئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد اب تک روسی جس جگہ بھی جاتے ہیں جونہی اللہ اکبر کی آواز سنتے ہیں بھاگ نکلتے ہیں۔

اس کام کی خامی کو پورا کرنے کے لیے روسیوں نے اپنا معمول بنا لیا ہے اور قطار اول میں افغان نوجوانوں کو جنہیں جبراً چار یا پانچ روز یا ایک ہفتہ کی ٹریننگ دے

کر روسی فوجی لباس پہنا کر میدان جنگ میں لاتے ۔ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے روسی سرخ فوج ہوتی ہے روسیوں کا کام نہ تنہا مجاہدین اور نہتے لوگوں کو شہید کرنا ہے بلکہ قطار اول میں کھڑے جبری فوجیوں کو بھی قتل کرنا ہے جو کہ درست فائرنگ نہ کرے یا بھاگنے کی کوشش کرے اُسے روسی فوجی پیچھے سے نشانہ بنا کر مار ڈالتے ہیں۔

روسی فوج کی دلیری اور شجاعت بہ الفاظ دیگر دنیا میں سرخ فوج (Red ARmy کا جو خوف اور آئیڈیل بنا ہوا تھا افغان مجاہدین نے اُسے پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے جس کی مثال خود جہاد افغانستان ہے۔ عرصہ سات سال سے زائد میں ایک سپر پاور نے کیا کچھ نہیں کیا اور کسی بھی آخری نظامی حربے کو استعمال کرنے میں دریغ نہیں کی لیکن اللہ کی یاری سے اُسے شکست ہی نصیب ہو رہی ہے۔ صرف چھاؤنیوں تک محدود ہے اور زمینی راستے سارے ملک میں کٹ چکے ہیں اور افغان مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں جو کارروائی اور وحشیانہ قتل عام سرخ سامراج کرتا ہے تو صرف ہوائی حملوں کے زور سے یا پھر بری فوج کو فضائی مدد دیتی ہے اور دور مار کرنے والے ٹینک اور توپیں مجاہدین کے ٹھکانوں پر استعمال ہوتے ہیں۔

افغان مجاہدین کا افغانستان کے طول و عرض کے علاوہ کابل شہر میں بھی کارنامہ قابلِ تعریف ہے۔ روسیوں نے جس انداز سے کابل میں اپنے ٹھکانے جمائیں ہیں۔ اور جس قدر حفاظتی اقدام کئے ہیں ان تمام کے باوجود شہر میں پولیس اور فوجی چوکیوں پر حملہ اور بعض کیمونسٹوں کا ہلاک کرنا خود مجاہد کا حوصلہ اور ہمت جنگجوئی کا واضح ثبوت ہے۔ خاص کر کابل میں مجاہدین کے لگاتار حملوں نے روس کو اس حد تک خوف زدہ کر دیا ہے کہ وہ اپنے بول اور راستے بھی بھول گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی اپنے اخبارات اور ریڈیو سے پاکستان پر الزام تراشی کرتا ہے اور کبھی ایران پر اور جب بے بس ہو جاتا ہے تو ایرانی اور پاکستانی سرحدوں

کو جہاں مہاجرین اور مقامی لوگ بستے ہیں بمباری کر جاتا ہے اور جب اُس سے احتجاج کیا جاتا ہے تو اُسے مسترد کر دیتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تعجب کی بات ہے کہ یہ تباہی اور بمباری پھر کس نے کی ہے اور کیوں کی ہے؟

یہاں پر کیمونزم اور سوشلزم پر اگر مختصر اً تعارف کرایا جاتے تو اس نظریے میں وہ اشخاص رہبر ہوتے ہیں جن کی اکثریت کم تعلیم یافتہ، غنڈہ اور احساس کمتری میں مبتلا عناصر تشکیل دیتے ہیں اور اُن کے آگے تعمیری وغیرہ نہیں ہوتی اور صرف روپے اور عیاشی کے وسائل کی وفرت ہوتی ہے۔ جس جگہ اور جہاں بھی کیمونسٹ حکومت یا انقلاب آتے ہیں اور یا کیمونسٹ پارٹی کے رکن ہیں وہاں اُن کی شناخت بہ آسانی کی جاتی ہے۔ اگر تعلیم یافتہ عناصر چند ایک ایسی پارٹیوں کی سربراہی کرتے ہیں تو وہ دانستہ طور پر کرتے ہیں صرف اس لیے کہ روس سے ڈالر و بل ہتھیار اپنے شخصی کردار اور ذاتی خواہشوں کی خاطر عوام میں ایسے عناصر کا چناؤ کرتے ہیں جو صرف ایک ناچیز رقم کے بدلے ہر کام کر گذرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تقریباً اکثر ممالک میں توڑ پھوڑ، تخریب کاری، قتل، ڈاکہ زنی، اغوا، بدکاری، منشیات کی سمگلنگ وغیرہ جیسے ناپاک کام خریدے ہوتے ایجنٹوں کے ذریعے انجام دیتے جاتے ہیں یا پھر عوام میں ایسی افواہیں اور نعرے پھیلاتے ہیں کہ کم شعور رکھنے والے لوگ اُسے جلد قبول کر لیتے ہیں اور وہ اس نظام کی پہلی سیڑھی ہے جس کی بنیاد "روٹی، کپڑا اور مکان" ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ جس جگہ بھی یہ نعرہ بلند ہوا ہے تقریباً یہی تینوں چیزیں عوام کے لیے مہیا کرنے کی بجائے اُن سے چھین گئیں ہیں اور اس کی تازہ مثال افغانستان اور جہاں عوامی نظام کے بہانے افغان عوام سے روٹی، کپڑا اور مکان سب چھین لیا گیا ہے اور اُنہیں بے سہارا کر کے کیمونزم کی نشانی کے طور پر دنیا کے ہر کونے میں پھیلا دیا ہے

سچائی، رحمدلی، ایمانداری کا نام سوشلزم میں نہیں ہے بلکہ اس کا برعکس یعنی جھوٹ، ظلم، مکاری اور فریب کا ہی اصلی نام کیمونزم ہے۔ ہم نے جہاں تک اس ازم کا تجزیہ کیا ہے وہ بزدلی کا ایک سمبول ہے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ جس انسان میں خدا کا تصور ہی نہ ہو (توبہ نعوذ باللہ) وہ کسی بھی میدان میں چاہے وہ میدان جنگ ہو یا نشر و اشاعت وغیرہ کھل کر اور مردانہ وار ہمت نہیں کر سکتا کہ ڈرتا ہے اور اس کے برعکس جس انسان میں خدا کا خوف اور ڈر ہے وہ کسی بھی میدان میں پیچھے نہیں رہتا اور سینہ تانے پیش قدمی کو ہی ترجیح دیتا ہے۔

جہاد افغانستان بھی آج اپنے عروج پر ہے تو اس کی وجہ ایمان میں پختگی ہے۔ دوران جنگ مجاہدین نے ایسے کارنامے انجام دیئے اور ایسے ایسے مشکل حالات میں رہ کر دشمن سے مقابلہ کر رہے ہیں کہ سرخوں کے لیے پریشانی کا سبب بنا ہوا ہے اور ان کی خبروں کو اکثر مجاہدین بین الاقوامی اخبارات اور ریڈیو اور ٹی وی پر بھی دیتے رہتے ہیں۔ سارے افغانستان میں مجاہدین کی کاروائی قابل تعریف ہے لیکن چند مقامات پر دشمن نے جس طریقے سے حملے کیتے ہیں اور مجاہدین نے ڈٹ کر جوابی کاروائی کی ہے وہ حتیٰ کہ ایک اچھے اور مضبوط ملک کے فوجی کارناموں سے بھی بالاتر ہے یہاں ان علاقوں کے نام لینا باعث فخر سمجھتا ہوں جہاں مجاہدین اور عوام نے دشمن کا مقابلہ کیا اور کر رہے ہیں۔ افغانستان کے مرکزی مناطق ہزارہ جات، ہرات، قندھار، پنج شیر، پکتیا، لوگر، غزنی اور پغمان، بدخشان، کندز، البعض لوگ جہاد افغانستان میں صرف ایک آدمی کو سارے جہاد کی کامیابی کا اصل نشانہ قرار دیتے ہیں حالانکہ افغانستان میں ان تمام مجاہد بھائیوں اور شہیدوں کا کردار شامل ہے جنہوں نے جہاد کو صفر سے آغاز کیا اور نقطہ عروج پر پہنچایا اور انشاء اللہ کامیابی تک بھی پہنچائیں گے۔ افغانستان کا بچہ بچہ مجاہد اور غازی ہے

اور شہادت اُن کی آرزو ہے۔

کابل شہر میں مجاہدین کے کارناموں سے پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ روس کی گرفت کس حد تک مضبوط ہوتی ہے۔ شہر میں صبح ۶ بجے سے شام ۵ بجے تک لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے لیکن جونہی ۶ بجے شام شہر کی گلیوں اور بازاروں کا نظارہ کیا جاتے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک قبرستان کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اگر روسی اور اُن کے گماشتے بھی شہر میں گھومتے ہیں بکتر بند گاڑی یا پھر کار اور جیپ میں وہ بھی بڑی تیزی سے ادھر اُدھر چلاتے پھرتے ہیں، ہوٹلوں میں اب روسیوں اور اُن کے غلاموں کا اکٹھا مل جل کر بیٹھنا ختم ہو چکا کیونکہ مجاہدین نے اُن ہوٹلوں کو جہاں سرخے بیٹھ کر عیاشی کرتے تھے اپنے بموں کا نشانہ بنا کر تعمیر کو خراب اور کئی جانوں کو ہمیشہ کے لیے دنیا سے ہاتھ دھونا پڑا۔ کابل کی حالت یہ ہے کہ وہ سبز، شیوہ کی، قمری، بگرامی، چاردھی، للندر، پغمان، سیاہ سنگ، ہزارہ بغل، پاچا صاحب، بت خاک مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں اور حتیٰ کہ خیر خانہ اور کوتہ سنگی، بی بی مہرو اور دارالامان جو کہ بالکل روسی فوجی چھاؤنی کا علاقہ گنا جاتا ہے وہاں بھی مجاہدین اپنے کارنامے انجام دیتے ہیں جن کی خبریں اکثر و بیشتر دنیا والوں تک پہنچتی رہتی ہیں۔

اس وقت افغانستان کے طول و عرض میں جو جہاد مقدس جاری ہے اس میں علماء دین اور صاحب علم اشخاص کی قیادت میں نوجوان طبقہ سرگرم ہیں۔ ان میں کابل شہر کے اُن چند گھرانوں کے خورد و بزرگ کو نکال کر جو کہ حالت امن میں اپنی روٹی منہ میں ڈالنی مشکل کام سمجھتے تھے اور عوام کے خون سے محلوں میں عظیم الشان زندگی گذار رہے تھے یا اُن چند سرمایہ داروں اور وڈیروں کے خاندان ہیں جن کو افغانستان کی سرزمیں اور عوام سے گذشتہ اور حال میں محبت نہ تھی اور نہ ہے انہوں نے یورپ، امریکہ وغیرہ میں پناہ لے رکھی ہے۔ اور حتیٰ کہ انہیں افغانستان کے بارے میں پوچھا جاتے تو لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں اور اسی قسم کے چند گھرانے بھارت، ایران اور پاکستان میں بھی موجود ہیں

لیکن شب و روز یورپ اور امریکہ کے خواب دیکھتے ہیں باقی تمام شہری اور دیہاتی پیر و جوان جہاد میں شریک ہیں۔ یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جہاد افغانستان میں مردوں کے علاوہ عورتوں اور بچوں نے بھی بڑی دلیری کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کی مثالیں ہزارہ جات، لورستان، وادی پنج شیر، پکتیا، ہرات کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان مناطق میں عورتوں اور بچوں نے زخمیوں مجاہدوں کی تیمارداری، مجاہدین کو جو کہ دشمن کے خلاف مورچوں میں بیٹھے ہوتے انہیں خوراک پہنچانے کا کام انجام دیا ہے۔

دنیا میں چند ایک جگہوں پر مہاجر اور مجاہد سے ہمدردی کا اظہار کرنے پر ہم افغان مجاہدین اور مہاجرین کو سنگین نقصانات اٹھانے پڑے ہیں ہمیں امید ہے ایسے دوست اپنی اس قدر دل سوزی نہ کریں کہ ہماری تباہی کا سبب بنیں۔ مثال کے طور پر ریڈیو بی بی سی نے ہمیں بہت زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں وہ ایسے کہ جب کبھی کسی علاقے میں مجاہدین کی گرفت بہت زیادہ مضبوط ہوتی تھی تو لندن کے ریڈیو نے اس قدر ایک شخص یا علاقے کا نام خبروں میں اور تبصروں میں لینا کہ روس والے بھی گھبرا جاتے اور وہ جواباً اتنی شدید بمباری یا حملے کرتے کہ مجاہدین کو بھی نقصان پہنچاتے لیکن عام عوام زیادہ نقصان اٹھانے کی نشانہ بنتی اور وہی ہوتا کہ وہ لوگ ہجرت پر مجبور ہو جاتے تھے پھر مہاجرین کی آمد کا سلسلہ ہوتا تو درحقیقت روسیوں کو راستے بتاتے کہ فلاں علاقے کے لوگ ہجرت کر رہے ہیں پھر تباہ و برباد شدہ افغان قافلے پر روسی جنگی جہازوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے حملے ہوتے ہیں جس سے سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع جاتیں تھا اسی طرح وادی پنج شیر پہ اس قدر نشریات خاص کر بی بی سی نے کی کہ روس کے لیے وہ وادی اور خاص کر وہاں کے مجاہد بھائی احمد شاہ مسعود ایک خطرہ محسوس ہونے لگا اور یہی وجہ ہے کہ روس نے ۱۹۷۹ء سے اب تک بہت حملے کئے ہیں۔ جس میں حملہ نمبر چھ اور سات بہت ہی خطرناک قسم کے تھے لیکن اللہ کے فضل و کرم

اور افغان مجاہدین کی قوتِ ایمانی نے روسی حملوں کا جواب دیا اور دشمن کو پسپائی کرنی پڑی بہر حال ہمیں امید ہے کہ دوست اپنی دوستی کو ایک حد تک رکھیں جس سے ہمیں نقصان بھی نہ پہنچے اور دنیا والوں تک ہماری آواز بھی پہنچ جاتے۔

اس کے ساتھ ہی بعض ایسے ممالک بھی ہیں جو بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں لیکن روس کے غلام ہیں اور اس کے نظریہ پر عمل کرنا فخر سمجھتے ہیں اُن میں شام، لیبیا فلسطین ڈیموکریٹک یمن، گنی بساؤ الجزائر اور عراق شامل ہیں اور یہ وہی ممالک ہیں جنہوں نے ہماری جدوجہد کو روس کے خلاف تخریب کاری وغیرہ کے نام دیتے ہیں اور روسی جارحیت کو افغانستان میں وہاں کا اندرونی مسئلہ قرار دیا ہے اور اکثر بین الاقوامی جلسوں، کانفرنسوں وغیرہ میں روسی جارحیت کو کریملن حکام کے خوش کرنے کے لیئے مخالف راتے دی ہے یا پھر غیر حاضر ہو گئے۔ کیمونسٹ بلاک میں رومانیہ، چین اور یوگوسلاویہ کے علاوہ تمام پٹھو وں نے جن کی تعداد بمشکل دس بنتی ہے ہمیشہ روسی جارحیت کو افغانستان میں وہاں کے اندرونی معاملہ اور مسئلہ کہہ کر ٹال دیا ہے اور حتیٰ کہ ویت نامی، کیوبن، مشرقی جرمنی اور چیکوسلواکیہ کے فوجی گوریلے بھی مجاہدین کے خلاف لڑنے آتے اور مار کھا کر اُنہیں واپس جانا پڑا۔ ماسکو اور اُس کے اتحادی ممالک کے ریڈیو اور اخبارات کٹھ پتلی کابل حکومت کے گُن گاتی ہے اور انسان کش سوشلزم اور کیمونزم کے سرخ فوجیوں کو امن کا علمبردار کہتے ہیں اور افغانستان میں بیرونی مداخلت کے دفاع کے لیئے وہاں گئیں ہیں۔ بہر حال ان ملکوں سے ہمیں کوئی شکایت بھی نہیں ہونی چاہیئے۔

امریکہ، یورپ آسٹریلیا، عرب اور افریقہ اور ایشیاء کے ملکوں میں بھارت کو نکال کر ہمیں کس نے کیا دیا ہے اور کیا ہمارے لیے کر رہے ہیں تو اس کی تفصیل یہ ہے۔ بھارت کے بارے میں مختصراً عرض ہے کہ تقریباً نصف صدی سے زائد گذشتہ

قدرتی گیس کو اپنی امداد اور قرضوں کے بدلے بڑی کم رقم کے عوض اپنے ملک لے گیا اور وہاں سے
مغرب کو فروخت کر رہا ہے۔ تمام قدرتی وسائل کی سروے رپورٹوں کو روسی مشیروں نے اپنے قبضہ
میں لے لیں اور کام رتی بھر بھی نہ کیا۔ فوجی طلباء کی تربیت اور سول شعبہ میں بھی طلباء اور استادوں
وغیرہ کا تبادلہ جو کہ در حقیقت مہرے بنانے کا وقت تھا اور کچھ بھی نہیں۔ داؤد وزارت عظمیٰ سے
ہٹا دیا گیا اور ملک میں عجیب سی حالت رونما ہونے لگی۔ یوسف خان میوندوال، نور احمد اعتمادی
ڈاکٹر ظاہر اور موسیٰ شفیق یکے بعد دیگرے وزیر اعظم بنے۔ لیکن پس پردہ داؤد پرچم کے امکان کو
بدستور منظم کرنے میں مصروف رہا۔ اس کے ساتھ ہی روس نے زیادہ ہوشیاری سے کام
لیتے ہوئے فوج میں اپنے گماشتے بھی پال رکھے تھے۔ جنہیں ضرورت پڑنے پر استعمال کرنا تھا۔
اور وہی ہوا کہ جولائی ۱۹۷۳ء کو سردار داؤد نے شاہ ظاہر شاہ کا تختہ الٹ دیا اور اقتدار پر
قبضہ کرکے ایک قدیم بادشاہی نظام کا خاتمہ کرکے جمہوریت کا اعلان کیا، وہ در حقیقت نام نہاد
جمہوریت تھی کیونکہ کسی کو بولنے لکھنے اور سننے اور سنانے کی جرأت نہ تھی۔ داؤد کا ابتدائی دور
نہایت روس نوازی اور پرچم عاملوں کا دور تھا۔ لیکن بعد میں داؤد نے خود کو سنبھال دیا۔ مارچ
۱۹۷۸ء میں داؤد نے یوگوسلاویہ، لیبیا، بھارت، پاکستان اور ترکی کا سفر کیا۔ اسی سال
اپریل میں سعودی عرب، مصر اور کویت کا دورہ کیا۔ داؤد کے وفد میں محمد خان جلالر (وزیر
تجارت) جو روسی جاسوسی ادارے کا ایجنٹ ہے شامل تھا۔ داؤد کے سفر کی تمام تر اطلاعات
ماسکو پہنچانے میں جلالر اور رحیم رفعت (صحافی) کا ہاتھ تھا۔ داؤد روس کے چنگل سے
نکلنے کی کوششیں کر رہا تھا کہ کریملن نے ایسا سبق سکھایا کہ داؤد کو قبر بھی نصیب نہ ہوئی اور
نور محمد ترہ کئی کے ذریعے اسے ایک فوجی بغاوت میں ہلاک کر دیا گیا اور اس طرح اقتدار اپریل
۱۹۷۸ء کو کریملن کے خاص غلاموں کے ہاتھ چڑھ گیا۔ اب تمام کام روسی مشیروں کے ذریعے
کریملن کی ہدایات پر جاری ہونے لگے۔ ترہ کئی نے نام نہاد جمہوریت کو ڈیموکریٹک جمہوریت کا نام
دیا۔ اور جو کچھ اس جمہوریت نے نہتے افغان عوام پر کیا وہ خدا (ج) جانتا ہے۔ یا وہی لوگ
جن پر یہ مصیبت ٹوٹی ہے۔

ابھی ظلم کا دور عروج پر تھا کہ ماسکو نے عوام کو فریب دینے کے لئے ڈرامہ کھیلا اور ستمبر ۱۹۷۹ء

حکومتوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے، افغانستان سے کافی زر مبادلہ بھی تجارت کے بدلے حاصل کرتا اور سیاسی لحاظ سے بھی افغان حکومت کو روس کے اشارے پر ہمسایوں سے دشمنی پر اکساتا اور نام نہاد پشتونستان کا غدارِ اعظم غفار خاں کو بھی بڑی رقوم کے بدلے افغان پاک دشمنی کے لیے بھڑکایا مقصد ان تمام باتوں کا نچوڑ آج یہ ہوا کہ بجائے افغان عوام کی مدد کرتا ان کی آواز میں ہمنوا ہوتا برعکس مجاہدین اور مہاجرین کی مخالفت کی اور روسی جارحیت کو وہاں کا اندرونی مسئلہ قرار دیتے ہوتے ہر کانفرنس اور جلسے میں بھی یا مخالف یا غیر حاضر رہا ہے البتہ عوام اور خاص کر بھارتی مسلمان بھارتی پالیسی کے خلاف ہیں۔

امریکہ کے بارے میں تو کسی کو بھی روس کی طرح اس پر اطمینان نہیں رکھنا چاہیئے۔ آغاز سے اب تک (کارٹر، ریگن) دونوں نے روس کے خلاف پابندیاں اور یہ بھی کہا کہ مجاہدین کی ہر طرح سے مدد کی جائے گی لیکن روسی جارحیت کو سات سال ہو چکے ہیں پابندیاں بجائے اس کے کہ سخت ہوتی اٹھا دی گئی اور آج تک ایک کارتوس مجاہدین کو نہیں ملا مگر امریکی سینٹ نے مجاہدین کی امداد کے لئے بل بھی پاس کر دیا ہے۔ یورپی برادری، جاپان، آسٹریلیا نے بھی پابندیاں عائد کیں تھیں لیکن اٹھالیں گئیں اور صرف نام کی حمایت جاری ہے۔

اسلامی ممالک اور عربوں کا کردار افغان مسئلہ پر بڑا مایوس کن ثابت ہوا ہے (ایران اور پاکستان) کے علاوہ کسی نے بھی کسی قسم کا کوئی تعاون نہیں کیا اور حتیٰ زبانی کلامی بھی کافی نرم لب و لہجہ میں تاکہ کریملن والے ان پر ناراض نہ ہو جائیں۔ اسلامی ممالک کو چاہیئے تھا کہ دل کھول کر نظامی امداد دیں ہمیں روپیوں اور اجناس کی ضرورت نہیں، ہمیں سیاسی پناہ کی ضرورت نہیں ان تمام کے بدلے ہمیں بندوقیں، کارتوس، دستی بم، اینٹی ایئر اور اینٹی ٹینک دیتے اور ہم دعوے کے ساتھ

کہتے ہیں کہ روس کو ہفتوں اور مہینوں میں افغانستان سے کیا روسی قبضہ میں اسلامی ریاستوں کو بھی آزاد کرا کر چھین لیں گے۔ آج جبکہ ہمارے پاس تقریباً کچھ بھی نہیں ہے اور خالی ہاتھ ایک سپر پاور سے برسر پیکار ہیں اور اس کے ناک میں دم کر رکھا ہے تو اگر ہمیں اسلحہ کی فراہمی ہو تو صاحب عقل اور دفاعی امور میں مہارت رکھنے والے خود اس بات کا تجزیہ کر سکتے ہیں کہ کیا ہوگا۔ ہمیں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ اگر چہ کوئی امداد دیتا ہے اسے کسی قسم کی ہم سے توقع نہ ہو کہ ہم اس کے خیال یا رنگ میں ڈھل جائیں گے۔ ہم افغانیوں میں یہ قدیم عادت ہے کہ کسی کے گن اور کسی کے سہارے یا کسی کے اشاروں کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی قبول کریں گے ہم افغان عوام اکثریت اہل سنت والجماعت کے پیروکار اور محدود تعداد اہل شعیہ اور گنتی کے نورستان میں اہل حدیث ہیں۔ کوئی بھی کوشش نہ کرے کہ اپنے فکر و خیال یا راہ و روش کو ہم پر قبول کروانے کے لیے امداد دے، اگر چہ بھی ان اغراض کی خاطر افغان جہاد کو ہدف قرار دیتے ہوتے ایسے مذموم ارادوں کے لیے امداد دیتے ہیں یا دیں گے اصلاً خود بھی داخل گناہ ہوں گے اور لینے والا بھی اور یہ بھی واضح بنا دیا جاتے کہ افغان عوام کبھی اپنے ارادے اور عزم کو نہیں بدلتے اور نہ ہی کسی کی راہ پر چلتے ہیں تو اس لحاظ سے بعض چینل اگر چہ کچھ کر بھی رہے ہیں یا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں زحمت نہ اٹھائیں اور اس کام سے دستبردار ہو جائیں۔

اگر حقیقتاً اسلامی ممالک ایک دوسرے میں تعاون چاہتے ہیں اور اسلامی بلاک کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں تو باتوں اور کانفرنسوں سے نہیں بلکہ عمل سے یہ کام انجام پاتے ہیں۔ تمام اسلامی ممالک کو چاہیئے کہ روس اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ ہر قسم کا بائیکاٹ کریں۔ ایک مشترکہ لائحہ عمل بنائیں اور دل و جان سے

بغیر کسی ڈر اور خوف کے مظلوموں کی مدد کریں۔ ایک مشترک اسلامی فوج بنائیں مشترک اسلامی بینک اور مشترک تجارتی منڈی بنائیں جن میں کسی بھی بیرونی لابی یا ازم کی دست بازی نہ ہو اور یہ نہ سوچا جاتے کہ بعض اقدامات سے روس، امریکہ، یورپی برادری وغیرہ کو نقصان پہنچے گا۔ سارے عالم اسلام میں اگر فاصلوں کی دوری ہو ایمان اور عزم، زبان اور عمل کی دوری نہیں ہونی چاہئے۔ اگر کوئی دو مسلمان ملک آپس میں کسی معمولی اختلاف سے دوچار ہو گئے ہیں جیسے کہ ایران عراق جنگ جس کا آغاز اور انجام کسی نتیجہ کے بغیر ہی شمار میں آسکتا ہے۔ عرصہ آٹھ سال سے زائد دونوں ملک آپس میں بڑی بے دردی سے مصروف جنگ ہیں اور سوائے اس جنگ کو نہ صرف میرا ذہن بلکہ دنیا کا ہر انسان غلط اور غیر انسانی اور جہالت پر مبنی جنگ قرار دے گا۔ کیونکہ دونوں طرف مسلمان کشی کے علاوہ اور ہوا بھی کیا ہے۔ اس جنگ میں سپر پاورز کو اسلحہ کی فروخت کا فائدہ ہوا۔ اس ضمن میں اسرائیل کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا اور اگر یہ دونوں ملک حقیقی معنوں میں اسلامی قوانین اور اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے تو ان دونوں کو مل کر جتنا اسلحہ اتنی لمبی مدت میں آپس میں ایک دوسرے کو قتل و خون میں بے جا خرچ کیا وہی اسلحہ اور انسانی طاقت کو اسرائیل کے خلاف بیت المقدس کی اور فلسطینی سرزمین کو آزاد کرانے میں صرف کرتے، وہی اسلحہ مسلمان مجاہدین جو کہ فلپائن میں ظالم حکمرانی کے خلاف برسرپیکار ہیں دیتے، وہی اسلحہ افغان مجاہدین کو سرخ سامراج کے خلاف دیتے اور وہی اسلحہ اور اخراجات اسلام کی تبلیغ اور بہبودی انسانی کے لئے خرچ کرتے۔

بہر حال ان باتوں سے کسی کے ارادوں اور عقیدوں میں مداخلت نہیں بلکہ بحیثیت ایک مسلمان کے فرض بنتی تھیں کہ غبار دل کر دیا جاتے۔ اسی طرح حکومت

ترکی نے حکومت پاکستان اور افغان پناہ گزینوں پر بہت بڑا احسان کر کے چند ہزار ترکی زبان افغان مہاجرین جو کہ صنعت قالین بافی میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے ۔ چن کر لے گیا اور اپنا احسان ہم پر اور حکومت پاکستان پر جتا دیا ۔ درحقیقت ترکی حکومت نے صرف اپنے مفاد اور قالین بافی کی صنعت کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ترک نژاد افغان قالین باف فیملی کو لے گیا ۔ یہ لوگ اُن پر بوجھ نہیں بلکہ زرمبادلہ بھی لائیں گے اور نام بھی کمائی کروائیں گے ۔ اگر واقعاً مدد ہی کرنی تھی تو چال و فریب کی ضرورت نہ تھی بلکہ ازبک ، ہزارہ ، تاجک افغان وغیرہ بھی اپنی لسٹ میں شامل کرتا ۔

دوسرے اسلامی ملکوں میں سرِفہرست سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے ملک ہیں جو اگر چاہتے اور چاہیں ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم (ہندو ، عیسائی ، یہودی) بھارت ، سری لنکا ، نیپال وغیرہ سے اُن کے ملکوں میں مصروف روزگار ہیں اُن کے بدلے عارضی ویزہ یا پرمٹ پر حکومت پاکستان اور ایران سے افغان مہاجرین کو اپنے ہاں کام کاج دیتے ، فلپائن کے مہاجر مسلمانوں کو یا فلسطین کے مہاجر کیمپس سے افرادی قوت لے کر بھی اپنا کام چلاتے اور ساتھ ہی بعض ممالک کے ساتھ تعاون بھی ہو جاتا اور مہاجرین کے لیے ذریعہ روزگار بھی مہیا ہو جاتا ۔ یا مشترکاً اسلامی ممالک حکومت پاکستان اور ایران کو ایک معقول رقم کسی بڑے پروجیکٹ کے لیے دیتے جس سے مہاجرین کیلئے وسیلہ روزگار بھی میسر ہوتا اور متذکرہ دو حکومتوں پر جو اقتصادی بوجھ مہاجرین کی وجہ سے پڑا ہے اس میں بھی کمی آجاتی ۔ یہاں پر حکومات ایران اور پاکستان سے بھی ہماری گذارش ہے کہ اگر وہ افغان مہاجرین کے لیے ایسے پروجیکٹ سرکاری یا عوامی سطح پر بنائے جائیں جہاں پر افغان دستکاری اور بعض مصنوعات بھی بن سکتی ہیں ۔ جس سے افغان صنعت بھی زندہ رہ سکتی ہے ۔ ایران اور پاکستان کے لیے زرمبادلہ بھی ہاتھ آسکتا ہے ۔ مثال کے طور پر مٹی کے برتن ، ملبوسات ، زیورات ، قالین ، فرنیچر ، موسیقی کے آلات ، اور

بعض پتھر اور لکڑی کی دستکاریاں وغیرہ۔

ہم امیرِ متحدہ عرب امارات (شیخ زید بن سلطان النہیان) سے گلہ مند ہیں کہ شیخ صاحب نے اظہار خیال کرتے ہوئے المستقبل سے دلواتے وقت ۲۹ جون ۱۹۸۱ء کے انٹرویو میں افغانستان کے بارے کچھ افسانہ سرائی کی ہے۔ جس کو مختصراً بیان کرتے ہیں! .... افغانستان میں روس کی موجودگی وہاں کی قانونی حکومت کی دعوت پر ہوا ہے وہ افغانستان کو غصب کرنے والی قوت نہیں ہے۔ .... سوویت یونین افغانستان میں ہی نہیں جنوبی یمن اور ایتھوپیا میں بھی موجود ہے۔ اور ان ممالک میں قائم حکومتوں کے ساتھ اس کے قانونی روابط ہیں۔ .... ہم اب تک سوویت یونین کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے۔ ...."

آنجہانی مسز اندرا گاندھی جی نے جب ۱۹۸۰ء کے انتخابات میں مہم چلاتی ہوتی تھی تو روسی لشکر کی مذمت کرتے ہوئے افغان عوام کی حمایت کا اعلان کیا اور جونہی انتخابات جیت گئی تو زبان بدل کر کارمل سے دوستی اور افغان عوام سے دشمنی کھل کر کرنے لگی۔ لیکن جنتا پارٹی جو کہ انتخابات سے قبل مرارجی ڈیسائی کی حکومت کے دور میں بھارتی حکومت تھی اُس نے کھل کر روسی جارحیت کی مذمت کی اور افغان عوام کی حمایت کا اعلان کیا تھا۔

اسی طرح ہم جناب یاسر عرفات سے گلہ مند ہی نہیں بلکہ اُن کے ساتھ ہمیں اختلاف ہے۔ کیونکہ اس صاحب نے بھی روسی فوجوں کی افغانستان پہ لشکر کشی وہاں کے حالات کو بالکل افغان حکومت کا اندرونی مسئلہ قرار دیا روسی جارحیت کو بھی جائز قرار دیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ افغان عوام آغاز سے اب تک فلسطینی عوام کے ہمدرد اور اُن کے لئے ہمیشہ آواز بلند کرتے رہے ہیں اور جب بیت المقدس کی خاطر فلسطینی عوام کے لیے عالم اسلام نے رضاکارانہ طور پر مجاہدین کی لسٹ

بھیجی تو اُن میں افغان عوام کی لسٹ اس قدر وسیع تھی کہ اگر مبالغہ نہ کیا جاتے تمام افغان عوام نے خود کو اسرائیل کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے پیش کیا تھا۔ مگر آج ہم مالی مدد نہیں بلکہ ہمدردی چاہتے ہیں لیکن فلسطینی لیڈر نے اپنے آقاؤں کی خوشی کی خاطر ہماری مخالفت کی لیکن یہ صاحب اور ان کے چند گماشتے ہی ہماری مخالفت میں ہیں جبکہ فلسطینی عوام جو کہ خود مہاجر اور تباہ حال زندگی بسر کر رہے ہیں اپنی ہمدردی افغان عوام اور خاص کر مہاجرین اور مجاہدین کے ساتھ اعلان کر چکے ہیں۔ عرفات صاحب جو کہ پاکستان بھی آتے تھے تھوڑی سی تکلیف گوارا نہیں کی کہ افغان مہاجرین کے کیمپوں کی سیر بھی کر لیتے اور کریملن کے امن اور بین الاقوامی انسانی نظام کے ذریعے تباہ و برباد ہونے والے مظلوموں کو دیکھتے۔ اس صاحب سے پوچھا جائے کہ کس جگہ روس نے اور اس کے اتحادیوں نے اُسے یا فلسطینی عوام کو سہارا دیا ہے۔ بلکہ جب بھی اسرائیل اور امریکہ نے فلسطین کے مقبوضہ علاقوں پر مظلوم عوام پر ظلم کئے اور سینکڑوں مہاجر اور مجاہد فلسطینیوں کو شہید کیا اور دوبار فلسطینی مجاہدین کو عرب سرزمین پر محاصرہ کیا تو کہاں تھا ماسکو اور اس کے اتحادی اُس وقت بھی اسلامی ممالک اور بعض یورپی ممالک کی مداخلت اور مذاکرات کے واسطے ہی کسی محفوظ جگہ پر منتقل کر دیتے گئے اور جب مسئلہ خاموش ہو جاتا پھر یاسر عرفات صاحب ماسکو کا رُخ کرتے اور آقاؤں کی داد حاصل کرتے کہ ہم جال میں پھنسے ہوتے تھے اور دوسروں کی مدد سے (روس) کے علامات دکھا کر اپنے تمام تر جنگی وسائل کے ساتھ بہ عافیت نکل آتے۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اسلامی ممالک یاسر عرفات کے ماسکو نواز گروپ کو آخر کیونکر مدد دیتے ہیں اُن مجاہد فلسطینیوں کی مدد کریں جو کہ دن رات نیلے آسمان تلے مقبوضہ علاقوں میں زندگی گذار رہے ہیں۔ اُنہی کو اسلحہ اور وسائل جنگ مہیا کریں جنہوں نے آج تک اسرائیل کے خلاف جہاد

کیا ہوا ہے۔ اور مرمٹ رہے ہیں۔ رہا عرفات کا گروپ وہ صرف تخریب کار ہے
اور وہ بھی روسی آقاؤں کے اشارے پر دوسرے ممالک میں اور جہاں حقیقتاً تخریبی
کام انجام دینے یا لڑنے کا مسئلہ آتا ہے بڑی ہمت سے اپنے اسلحہ سمیت (دہی)
کے علامات دکھا کر بھاگ نکلتے ہیں۔

آج ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ عرفات کے روس نواز گروپ کی مالی اور
جنگی وسائل سے دنیا کا ہر چھوٹا بڑا ملک مدد کرتا ہے اور عالم اسلام میں اور تمام
بین الاقوامی محافل میں زبان زد ہر عام وخاص نام اسی گروہ کا ہے جب کہ افغان
مجاہدین اور مہاجرین نے ان کی نسبت زیادہ تباہی، بربادی اور قربانیاں دی
ہیں اور ایک سرخ سپر پاور اور اس کے کیمونسٹ حواریوں کے ساتھ با دست
خالی نبرد آزما ہیں۔ کیا ان کی ہمت افزائی اور تعاون گناہ ہے؟ ایک کیمپ ڈیوڈ
کا معاہدہ انور سادات نے کارٹر کے ساتھ طے کیا تمام عرب ممالک اور کیمونسٹ
اور حتیٰ چند اسلامی ملک بھی اس کے مخالف ہو گئے۔ اسی طرح فلسطینیوں کے
مسئلہ پر تمام عرب اور کیمونسٹ اور اسلامی ملک متحد ہیں اور فلسطین کے لیے
اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس، غیر جانبدار تحریک وغیرہ میں ایک واحد نمائندہ کی
حیثیت دی گئی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مجاہدین افغانستان کو حتیٰ کسی بھی بین الاقوامی
کانفرنس میں تو کجا حتیٰ اسے بطور عام ناظر کے بھی شامل نہ کیا گیا صرف چند ایک محافل
کے سوا۔ اگر اسلامی اور انسانی اور آزادی کی خاطر بھی ہو تو عربوں میں ہی سے لیبیا
شام، جنوبی یمن نے کھل کر افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت روس نواز کی حمایت کی
اور حتیٰ کہ اس کے ساتھ سفیر کی سطح پر تعلقات ہیں۔ اسلامی ممالک میں الجزائر
اور عراق بھی مخالفین اور غیر حاضروں میں شمار ہوتے ہیں۔ کیمونسٹ بلاک بھی
سارا مخالف۔ ان تمام سے پوچھا جاتے کہ اگر آزادی ظلم اور تباہی کی خاطر ہو تو

افغانستان اور اس سے مجاہد اور مہاجر بھی فلسطینیوں کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ
ان کے خلاف بولتے ہیں۔ آخر میں مختصراً کہنا بجا سمجھوں گا کہ افغان عوام کی ہمت
اور ایمانی ولولہ کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔ اور ہم دعولی سے کہتے ہیں کہ
جتنی سپورٹ اور جنگی وسائل فلسطینیوں کو دنیا والوں سے میسر ہے اس کا چوتھا
حصہ افغان مجاہدین کو ملے تو ہم روس کے پرخچے اڑا دیں یہ کوئی لاف گزاف
نہیں اس وقت بہ دست خالی ہم نے اپنا سکہ سرخوں سے منوالیا ہے اور
چہ جاتے کہ ہمیں اسلحہ اور جنگی وسائل سے لیس کیا جاتے۔ مگر ہمیں افسوس سے
یہ بھی کہنا ہوگا کہ فلسطینی یا سر عرفات ٹولہ جس کو ہر قسم کی جنگی اور مالی امداد میسر ہے اور
جس قسم کے ہلکے اور بھاری جنگی وسائل ان کے پاس ہیں مٹھی بھر اسرائیل کو آج
تک تھوڑی سی تکلیف بھی نہ پہنچا سکے۔ بلکہ ہمسایہ عرب ممالک مصر، شام،
اردن وغیرہ کی سرزمینوں پر بھی اسرائیل کا قبضہ کروا بیٹھے ہیں یہ ہے ہمت ان
کی اور جتنی دنیا میں ان کی حوصلہ افزائی اور پشت پناہی ہوتی ہے اتنا ہی جنگ
میں کمزور رہے ہیں صرف ان مجاہد اور فلسطینیوں کو سلام جنہوں نے مقبوضہ
علاقوں میں رہ کر امریکہ اور اسرائیل کے ناک میں دم کر رکھا ہے اور ہر آتے دن
شہادت بھی دیتے ہیں اور ظلم بھی قبول کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف فلسطینی
عرفات گروپ کے نوجوان اور حامی دنیا کے ہر کونے میں عالی شان زندگی
گذار رہے ہیں اور بین الاقوامی امداد کو ذریعہ عیاشی بنایا ہوا ہے اور نیز روس
کے اشاروں پر تخریب کاری اور گمراہی کے راستوں پہ چل رہے ہیں۔ بہر حال
عرب ممالک عرفات گروپ کو اپنے لئے ایک زہریلے سانپ کی طرح گود
میں پال رہے ہیں دیکھیں کب انہیں اپنے زہر سے ڈسنے کی کوشش کرتا
ہے۔

اے عرب والو!

ہوشیار ہو جاؤ۔ عرفات اور اس کے ٹولے سے بچو۔ حقیقی فلسطینی مہاجر اور مجاہدین کو اسلحہ سے لیس کرو جو واقعتاً دین اور ملک کے عشق سے آشنا ہیں چونکہ اسرائیل کے چاروں طرف سرحدوں پر پھیلے ہیں۔ اندرون اسرائیل اور مقبوضہ عرب اور فلسطینی علاقوں کے مجاہدوں اور مہاجروں کی ہمت افزائی کریں تاکہ بات کسی نتیجہ پر بھی پہنچے۔

روس کی چالوں اور تعاون اور قرضوں سے محتاط رہنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اس کے ساتھ صرف سفارتی تعلقات ہوں کسی قسم کا تجارتی تعلیمی، نظامی، ثقافتی معاہدہ نہ کیا جائے کیونکہ اس کی خصلت اونٹ جیسی ہے۔ کہ جہاں گھسے گا پہلے اپنا سر پھر آہستہ آہستہ گردن اور پھر کھنہ اور آخر کار سارا بدن۔ تو مقصد یہ ہے کہ حکومت کویت نے اسلحہ کا معاہدہ کیا تو ساتھ ہی اسلحہ کی ٹریننگ کیلئے فوجی مشیر وغیرہ اور اسی طرح .... شمالی یمن کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت کرے کیونکہ معاہدوں کا سلسلہ آغاز ہو گیا ہے۔ لیبیا اور شام تو اپنے آقا کی گود میں جا گرے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے اور وہاں کے عوام کو آنے والے سرخ طوفان سے نجات دے.......

ایران عراق جنگ کی طوالت بھی اسرائیل اور روس کے مفاد میں ہے جتنی جلدی ہو سکے اس جنگ کو جس کا کوئی مقصد نہ تھا اور بغیر کسی مقصد کے جاری ہے بند ہو جانی چاہئے اور آپس میں برادرانہ اور نیک ہمسایوں کا ناتا رچانا چاہئیں وگرنہ ادامۂ جنگ آخر کار عوام کو (ایرانی اور عراقی) اپنے ہمسایہ کی مدد طلب کرنی پڑے گی اور پھر یہ نہ ہو کہ مشرقی جرمنی کی طرح بعد میں پچھتانا ہو۔ کیونکہ جنگ اگر کسی مقصد کیلئے ہوتی ہے اسی میں جذبہ اور ہمت بیدار رہتا ہے اور جس جنگ کا مقصد ہی نہ ہو مثال کے طور پر "صدام کو اقتدار سے ہٹا کر چین لیں"، یا "عراق نے

پہلے حملہ کیا" تو دنیا والوں نے مان لیا کہ عراق مجرم ہے اور وہ جنگ کا تاوان دینے
کو بھی حاضر ہو گیا پھر بھی جنگ بندی نہیں تو اس جنگ کو صرف ہم صہونیت اور کیمونسٹوں
کی کامیابی کہہ سکتے ہیں یہاں یہ ہے کہ اگر دونوں ملک اپنا اسلحہ اسرائیل کے خلاف استعمال کرتے
اور جتنے جوان جنگ میں دونوں جانب سے مارے گئے ہیں بر سر پیکار ہوتے آج
بیت المقدس آزاد ہو گیا ہوتا اور اگر یہی اسلحہ اور مالی اخراجات افغان مجاہدین کو دیتے
ہوتے تو آج افغانستان کی آزادی اور غیر جانبداری برقرار رہتی بہر حال ادامہ جنگ عالم
اسلام کے لیے نقصان دہ اور لادینوں کے لیے نفع بخش ہے۔

بعض ممالک اور سیاسی حلقے افغان مجاہدین کے جہاد کو جو کہ عرصہ نو سال سے
جاری ہے اسے ویت نام کی جنگ سے شباہت دیتے ہیں واضح کیا جاتے کہ
وہ اشخاص یا ممالک جو یہ بات کہتے ہیں بہت بچگانہ خیال رکھتے ہیں اور بعض کہتے
ہیں کہ یہ سپر پاور یعنی امریکہ اور روس کی جنگ ہے۔ جہاد افغانستان نہ تو ویت نام
سے شباہت رکھتی ہے اور نہ امریکہ اور روس کی جنگ ہے بلکہ یہ جنگ افغان عوام کی
روسی سرخ حملہ آوروں کے ساتھ ہے۔ جو کہ افغانستان میں جبراً ایک غیر اسلامی نظام کو
برقرار کرنا چاہتے ہیں، ملک پر جارحیت کر کے قبضہ کی کوشش کی ہے اور لوگوں کی
جان و مال اور عزت خطرے میں تھی اور ہے۔ جس کی وجہ سے افغان مجاہدین نے روس
سامراج کے خلاف بدست خالی جہاد کو آغاز کیا اور آخری دم تک لڑیں گے مر یں گے
مگر سر تسلیم خم نہ کریں گے۔ اب ویت نام کو دیکھتے ہیں کہ اس کی جنگ میں روس اور
چین نے کھل کر نظامی امداد دی اور حتیٰ کہ چینی اور روسی مشیر انہیں ٹریننگ دیتے اور
بعض محاذوں پر چینی بھی ویت نامیوں کے ساتھ لڑے۔ اب اس جنگ کو جہاد
افغانستان سے شباہت دینی بہت طفلانہ مثال ہے۔ اور یہ بھی کہ یہاں دو
سپر پاور زیر سر پیکار ہیں، وہ کس طرح۔ اگر چہ امریکہ یا اس کے اتحادی بلواسطہ

کو حفیظ اللہ امین کے ذریعے ترہ کی کو قتل کروا کے اقتدار کی زنجیر اس کے حوالے کی اور یوں ظاہر کیا کہ ترہ کی نے ظلم کیا ہے۔ اب ظلم نہیں ہوگا۔ لیکن برعکس ظلم بدستور جاری رہا تو عالمی امن کے روسی ٹھیکیداروں نے اپنی فوجیں ۲۴ دسمبر کی تاریک رات میں ۲۰۰ سے زائد فضائی پروازوں میں ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء تک ہزاروں فوجی اور جنگی آلات کابل پہنچا دیئے گئے اور اسی تاریخ کو رات کے اندھیرے میں امین صاحب کے محل تاج بیگ اور دارالامان پر روسی فوجوں نے پرچم (کارمل گروپ) کے ارکان کی رہنمائی میں حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور تاشقند کے ریڈیو سٹیشن سے ببرک کارمل کی تقریر نشر ہوئی جس میں نئی نام نہاد حکومت کا اعلان اور امین کے دور کا خاتمہ کیا گیا۔ اس طرح کارمل ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روسی فوجوں کے ذریعے کابل میں پہلی کٹھ پتلی حکومت کارمل کی سرکردگی میں قائم ہوئی۔ ظلم بدستور جاری قتل عام میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اس حد تک کہ ملک کی اکثریت اندرون اور بیرون ملک مہاجر بن گئی ما کفر الحاد اور روسی جارحیت کے خلاف افغانیوں کا جذبہ جہاد روز بروز زور پکڑتا گیا اور عالم یہ ہے کہ آج روسی سرخ فوج کے زمینی دستے اپنے جدید جنگی آلات سے لیس ہونے کے باوجود جب مجاہدین کے خلاف کسی محاذ پر روبرو ہوتے ہیں تو مجاہدین جب متفقاً نعرۂ تکبیر ایک آواز سے بلند کرتے ہیں تو ٹینکوں توپوں اور بکتر بند گاڑیوں کا قافلہ یکایک منہ موڑ کر فرار ہو جاتے ہیں اور تمام روسی فوجی صرف ایک بات کہتے ہیں اور وہ یہ کہ "ہمیں کسی چیز سے ڈر نہیں صرف مجاہدین جب اللہ اکبر کہتے ہیں ہم ڈر جاتے ہیں اور یہی ہماری کمزوری ہے"

روسیوں نے کارمل کے علاوہ کئی مہرے تیار کر رکھے ہیں۔ جنہیں وقتاً فوقتاً سٹیج پر لاتے گا پھر انہی مہروں میں سے ایک ڈاکٹر نجیب اللہ ہے جو کہ خاد کا سربراہ اور قبائلی علاقے کا رہنے والا افغان ہے۔ وہ پاکستان میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکا ہے اور خاد کی سربراہی کے دوران روس نے اسے پاکستان کے قبائل کو اکسانے اور تخریبی کام انجام دینے کے لئے کافی حد تک تربیت دی جب وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنے روسی آقاؤں کے اشاروں پر عمل کر سکے تو کریملن نے مئی ۱۹۸۶ء کو کارمل کی چھٹی کرا دی اور نجیب کو اقتدار سونپ دیا کریملن میں گورباچوف کی آمد اور کابل میں نجیب کا تقرر ماسکو کی سنٹرل کمیٹی کے فیصلے پر ہوا ہے اور بین الاقوامی سطح پر بھی روس کی کمیونسٹ

یا بلا واسطہ طور پر اسلحہ یا کسی قسم کا تعاون کرتے تو بھی مگر ہمیں تو کسی نے کچھ بھی نہیں دیا اور سارا روسی فوجوں سے چھینے ہوتے اسلحہ اور گولہ بارود ہیں جو کہ مجاہدین روسیوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل حکومت مصر نے افغان مجاہدین کو روسی اسلحہ کی امداد کی پیش کش کی تھی مگر ہمیں حکومت پاکستان اور ایران نے اپنی سرحدوں سے داخل کرنے نہ دیا جو کہ مصر میں ہی پڑا ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر ہم امریکن تھے تو روس نوازوں کی بغاوت سے قبل ہمارے امریکی دوست کہاں تھے کہ آج بن گئے۔ مختصراً نہ یہ جنگ روس امریکہ کی ہے اور نہ ہی ویت نام ہے۔ بلکہ یہ جہاد اپنی مثال آپ ہے اور واقعہ کربلا کے بعد یہ اسلام اور کفر کی شدید اور طولانی جنگ ہے جسے اللہ پاک کی نوازش اور افغان عوام کی ایمانی ہمت نے دنیا پر ایک مثالی کردار ادا کر دکھایا ہے۔

بعض غیر مسلم (عیسائی اور قادیانی) بھی ہمارے مہاجر کیمپوں میں تعاون اور دوستی کے ناطے پر ہم میں اپنی عیسویت اور قادیانیت کے لٹریچر بانٹ جاتے ہیں۔ اور اپنے مذاہب میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض دوسرے فرقوں نے بھی اپنا دھندا چلا رکھا ہے۔ کیا ہم ان تمام سے پوچھ سکتے ہیں کہ یہ امداد جو کہ انسانی ہمدردی کے نام پر جنس یا رقم میں دیتے ہیں اسی لیے دیتے ہیں کہ ہم عیسوی قادیانی، اسماعیلیہ، بہائی وغیرہ بن جائیں یا وہابی۔ اور اگر مقصد یہی ہے یہ تمام مراکز جلد از جلد مہاجرین کی امداد بند کر دیں کیونکہ ہمیں بھوکا، بیمار، برہنہ رہنا قبول ہے۔ لیکن تغیر مسلک (دین) دینا ناممکن ہے۔ ہم دین وملک کی حفاظت کی خاطر مہاجر بنے اور ہم کس طرح پھر آپ صاحبان کی راہ وروش کو قبول کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیں جن لوگوں نے اگر آپ لوگوں کے ساتھ کوئی تغیر مسلک کا وعدہ کیا ہوا ہے یا کر چکے ہیں جان لیں کہ وہ لوگ ابن الوقت ہیں وہ نہ تو افغانستان کے عوام کے

اور ملک کے صادق بن سکتے ہیں اور نہ ہی رہ بن سکے۔ انہوں نے صرف روپوں کی خاطر یہ راہ اپنائی ہے اور انہیں ہم انسان اور اسلام دشمن عناصر کا ہی نام دے سکتے ہیں اور وہ لوگ آپ کے بھی وفادار ثابت نہ ہو سکیں گے۔ جو کوئی بھی جہاں سے بھی ہمیں امداد یا مدد دیتا ہے انسانی اور اسلامی اصولوں پر دے اور اس میں کسی قسم کی غرض شریک نہیں ہونی چاہیئے۔

بین الاقوامی کانفرنسوں میں اقوام متحدہ کے بارے میں عرض ہے کہ یہ ادارہ صرف اُن چند بڑے ممالک کا تیار کردہ تفریحی اڈہ کہہ سکتے ہیں۔ اس ادارے کی کارکردگی پر اگر ہم دوسری عالمی جنگ کے بعد آغاز اور اب تک کیا گیا ہے سب کو معلوم ہو گا کہ اس ادارے نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے اس کے نام یا منشور کی ترجمانی ہو۔ کئی چھوٹے ملکوں پر بڑے ملکوں نے حملہ کیا، قبضہ کیا، قتل عام اور لوٹ مار کی کسی کو کوئی سزا دی یا کسی کے کوئی کان کھینچے گئے۔ دوسرے موضوعات کو درکنار سات سال سے افغانستان پر روسی فوجوں کا غاصبانہ حملہ جاری ہے کون سے جنرل اسمبلی کے فیصلہ ناموں یا قرار دادوں نے روس کو اسکی جارحیت سے روک لیا ہے۔ قرار دادیں بھاری اکثریت سے منظور ہوتیں کوئی روسی فوجی افغانستان سے کم ہو گیا ہے یا روس کو کسی قسم کی مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ سات سال سے روس اور اس کے چیلے بے بنیاد نعروں اور باتوں کو چلا چلا کر اور ہاتھوں کو مشت بنا بنا کر اپنی تقریریں کر چکے ہیں اور جب زیادہ دباؤ آیا تو ویٹو کا حق استعمال کر لیا اور ویٹو کا استعمال بڑا بچگانہ ہے جو کوئی جو کچھ کرے پھر ویٹو پاور استعمال کر کے تمام کوششوں کو خاک میں ملا دیتا ہے اگر اقوام متحدہ اپنے نام کی طرف دیکھے تو حقیقتاً بہت اہم نام ہے اور اگر کام کرے تو بہت بڑا معجزہ لیکن نہیں اور نہ ہو گا کیونکہ اقوام متحدہ اگر مسائل حل کر دے اور ویٹو پاور کو ناکارہ بنا دیں تو دنیا میں اصل جنگ و جدل اور جارحیت کا نام ہی باقی نہ رہے۔ اسی

جنیوا مذاکرات نے جون ۱۹۸۲ء سے اپنا سفر آغاز کیا اور اب ۱۹۸۷ء
بھی اپنی آدھی عمر طے کرنے والا ہے لیکن آٹھ دور مذاکرات کے ہوئے کون سا
معرکہ مار لیا ہے اس مذاکرات کے نتائج نے۔ سوائے اس کے کہ شہدا کی تعداد میں
اضافہ اور مہاجرین کی آمد کا سلسلہ بدستور جاری، روسی بمباری نہ صرف اندرون
افغانستان اب تو پاکستان اور ایران کی سرزمینوں پر بھی تجاوز کر چکی ہے اور مہاجر
کیمپوں اور متذکرہ ممالک کے دیہی علاقوں پر بے رحمی سے بمباری کو شدت بخشتا چلا
جا رہا ہے۔ اندرون افغانستان بے گناہ عوام کا قتلِ عام جاری اور مظالم کے پہاڑ
توڑ رہا ہے بستیوں کو مسمار کر رہا ہے۔ نئے فوجی اڈے تعمیر کر رہا ہے۔ تازہ دم
فوج لا تا ہی جا رہا ہے جدید وسائل جنگی کو آزماتا جا رہا ہے اور کریملن کے ٹھیکیدار
صدائے بلند سے چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ ہم افغانستان سے تیزی سے فوج نکالنا چاہتے
ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ افغانستان کے تخت و تاج پر جابر نما ڈاکٹر نجیب کو کرسی
پر بٹھا کر لطیفوں کا نیا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر نجیب وہ آدمی ہے جس نے کارمل کے
آغاز سے خاد (خفیہ جاسوسی تنظیم) کی سربراہی کی اور سینکڑوں بے گناہ افغانیوں کو مسلمان
ہونے اور محب وطن ہونے کی سزا دی اور آج وہ اسلام کا حامی مجاہدین اور
مہاجرین کا ہمدرد اور معتدل انسان بن کر پیدہٴ جابریت سے ظاہر ہو رہا ہے۔
تعجب کی بات تو اس میں ہے کہ اقوام متحدہ کی زیر نگرانی ہونے والی بالواسطہ مذاکرات
کے آٹھ دور پورے ہونے تک یہ آواز چھٹے دور سے سننے میں آ رہی ہے کہ تین اہم
مسئلوں پر توافق ہو گیا ہے اور حسرت۔ چوتھا مسئلہ فوجوں کے اخراج کا ہے جو کہ
نازک اور فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ پہلے تو یہ بجگانہ سا سوال ہے
کہ تین اہم مسئلوں پہ بات حل ہو گئی کون سے مسئلے: مسئلہ تو فوجوں کی انخلاء کا ہے
اور وہ جگوں کا نوں ہی تو ہے ہم کہتے ہیں چوتھے مسئلہ کو حل کریں تین مسئلے ہمارا
دردِ سر ہیں۔ اصل تو چوتھا ہی ہے۔ روس کہتا ہے فوجوں کی واپسی سالوں میں،
ہم ماسکو اور ان کے حواریوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ اپنی فوج افغانستان میں سالوں

میں لایا تھا اگر ایسا ہے ہم قبول کرتے ہیں۔ مداخلت تو اس نے دنوں میں کی تو واپسی بھی دنوں میں ممکن ہے چلو بات تو نہں کرنا ہے تو دنوں میں نہیں ہفتوں میں اور یہ بھی نہیں مہینوں میں یعنی چار پانچ ماہ میں نکل جائے اگر وہ اپنے قول و فعل میں صادق ہے تو مسئلہ ہی کوئی مشکل نہیں۔ بہرحال فوق بھی پاکستان یا کابل کی کٹھ پتلی حکومت نہیں بلکہ روس اور مجاہدین ہیں جس کا اقرار روس آہستہ آہستہ کرنے پہ آمادہ ہو گیا ہے اور نہ صرف اس بات پہ بلکہ روس نے آغاز سے جو جھوٹ بولے تھے اب انہیں پس پشت گزار کر حقیقت پہ آ رہا ہے اور اس بات پہ یقین رکھنے لگا ہے کہ مجاہدین ہی روسی فوجوں کے خلاف نبرد آزما ہیں اور اس سے بڑھ کر ثبوت اُسے اس سے بھی مل گیا ہے کہ دریائے آمو کے اُس پار اندرون روس بھی مجاہدین نے اپنے کرشمے دکھانے شروع کر دیئے ہیں۔

روسی سربراہوں نے سیاسی چالوں کا جس انداز سے ڈھونگ رچانا شروع کیا ہے وہ یکے بعد دیگرے ماند پڑتے جا رہے ہیں اور روس اپنی فوجی تنصیبات کو مستحکم کرنے میں سرگرم ہے دیکھا جائے کہ روس کس حد تک اپنی اس منافقانہ چال میں ڈٹا رہتا ہے کچھ سیاسی علقوں کی زبان سے سابق شاہ ظاہر شاہ کی آمد کی خبریں سننے میں آ رہی ہیں ہم ظاہر شاہ کے مخالف نہیں اور نہ ہی کوئی تعصب ہے صرف اُن علقوں اور شاہ کے حواریوں سے پوچھتے ہیں کہ ظاہر نے چالیس سال کے دورِ سلطنت میں افغان عوام اور سرزمین کو کیا تحفے میں دیا۔ بعض لوگ داؤد خان کو بلاواسطہ طور پہ ملزم ٹھہراتے ہیں لیکن اصل فساد کی جڑ ظاہر کو گنا جانا چاہیئے کیونکہ ظاہر فردِ اول حکومت تھا اور داؤد تو اس کے ماتحت آیا پھر اس خاندان نے وہ کام کیے کہ تاریخ عوام اور وطن کبھی بھی معاف نہ کریں گے بلکہ اللہؒ کے بھی مجرم ہیں کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پاک کے نسخے پہ بچہ سقاد کو معاف کرنے کا لکھا اور پھر لوگوں کے سامنے گواہی بھی دی اور ان باتوں پہ بچہ سقاد نے خود کو نادر شاہ کے حوالے کیا تو پھر اُس پہ کیا بیتی تاریخ گواہ ہے۔ ظاہر خان نے ہاشم خان کی سرپرستی میں

رنگارنگ ظلم غریب افغانیوں پر ڈھائے شاہ محمود خان نے کیا کچھ نہیں کیا داؤد نے گورنری، وزارت عظمیٰ اور صدارت میں کیا کچھ نہیں کیا۔ خاندانوں کے خاندان صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے کس نے آواز اٹھائی وہی لوگ اُن کے حامی ہیں جن کے مفادات ان کے دور حکومت متضرر نہیں ہوئے تھے جہاں تک عوام اور وطن کی بات کی جائے تو دونوں کو سخت نقصان پہنچایا گیا ہے۔

چالیس سال کے عرصے میں ظاہر شاہ سال میں ایک فیکٹری تعمیر کرواتا تو آج چالیس فیکٹریاں اُس ملک میں ہوتیں کم از کم نیم صنعتی کہنے کو مجبور ہوتے ہر دس سال میں ایک زراعتی پروجیکٹ بنایا جاتا تو آج چار زرعی پروجیکٹ کام کر رہے ہوتے ہم کم از کم جاگیردارانہ نظام یا زمیندارہ نظام کہنے کے مستحق ہوتے۔ آج اس مدت میں صرف ہر دھہ میں ایک قدرتی وسائل کے ذریعہ سے استفادہ کیا جاتا اور اُس کی آمدنی سے ملک کی تعمیر و ترقی میں صرف کیا جاتا اور اور کم از کم کابل شہر میں ہی چار تجارتی مراکز یا چار تفریحی مراکز یا چار یونیورسٹیاں یا چار ہسپتال قائم کئے ہوتے۔

[illegible] سے ہٹ کر ظاہر شاہ وہ شخص تھا جس نے اپنے دور حکومت میں مسلمان ہمسایہ ممالک ایران اور پاکستان سے بگاڑ رکھی تھی صرف اس لئے کہ ہندوستان انگلستان اور روس ناراض نہ ہو جائیں اور ساتھ ہی ساتھ کرسی اقتدار ہاتھ سے نہ چلی جائے۔ ایران کے ساتھ ھلمند کے پانی پر اور پاکستان کے ساتھ نام نہاد پشتونستان کے مسئلوں پہ دشمنی کھڑی کر رکھی اور یہ وہ پالیسی تھی کہ ایک تو تینوں اسلامی ملک متحد نہ ہو جائیں دوم یہ کہ تینوں کے لئے دردسر بنا رہے تاکہ روس اور اس کے حواری اپنا کام تسلی سے کرسکیں۔ ظاہر شاہ وہ شخص تھا جس نے پاکستان کی شمولیت پر اقوام متحدہ میں مخالفت کی تھی اور یہ بھارت اور روس کو خوش کرنے کے لئے تھا اور بس۔ ظاہر شاہ ہی وہ شخص تھا جس نے غفار خان، ولی خان، مینگل بزنجو وغیرہ جیسے اشخاص کو دربار کابل میں راہ دی اور پھر پشتونستان کا ڈھونگ رچایا اور ایک

وزارت سرحدات اس ضمن قائم کی نیز پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ مہم اتنی شدید چلائی کہ ریڈیو پر ایک گھنٹہ کے لیے پشتونستان کے نام پر پروگرام شروع کیا گیا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جناب ظاہر شاہ صاحب کو للنے والے حضرات یا ان کے دوبارہ اقتدار کے خواہاں کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ گزشتہ تمام باتوں کو ہم فراموش کر کے حالیہ واقعات پر ہی نظر ڈالتے ہیں کہ اس صاحب نے عوام اور وطن کی آزادی کے لئے کیا کردار ادا کیا ہے۔ پہلے چلہ پانچ برس بالکل خاموشی اور اس کے بعد سال میں ایک مرتبہ اٹلی کے محلوں سے آواز بلند کرنا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ کیا ظاہر شاہ نے اس عرصہ میں حتیٰ کہ افغان مسئلہ پر کوئی تبلیغی کام انجام دیا؟ اگر مخلص ہوتا تو پاکستان یا ایران کی حکومات نے اسے آنے سے روکا ہے اگر ایسا ہے تو آج پاکستان کیسے ظاہر شاہ کی آمد پر اتنی خاموشی کیوں اختیار کئے ہوئے ہے بہرحال ظاہر شاہ کسی قیمت پر بھی عوام کو نامنظور ہے اور اُسے اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے کہ وہ کس منہ سے افغان عوام کا ہمدرد کہلوا رہا ہے۔

پاکستان اور ایران میں افغان مہاجرین کے خلاف جو ایک مہم چلی ہوئی ہے یہ بھی روسی پروپیگنڈہ کا جزہ ہے اور عوام اور مہاجرین میں منافرت پھیلانے کی گھناؤنی سازش ہے جس میں روس نواز بڑی محنت سے شب و روز سرگرم ہیں کہیں دھماکے کرا رہے ہیں اور کہیں جلسے اور جلوس نکال رہے ہیں اور کہیں دست و گریباں مہاجرین کے ساتھ ہیں۔ ہم ایران اور پاکستان کی اسلامی حکومتوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی باریکی کو سمجھیں اور ایسے عناصر کا سدِ باب کیا جائے تاکہ مہاجرین اور مقامی آبادیوں میں اختلاف پروان نہ چڑھ سکیں نیز پولیس کو بھی خبردار کیا جائے کہ مہاجرین کے خلاف غیر انسانی اور غیر اخلاقی رویہ نہ اپنایا جائے اور صرف مہاجر ہونے کے جرم میں بلا جواز حوالات میں نہ بٹھایا جائے۔ یہ وہی اقدام ہیں جو روس چاہتا ہے کہ عمل ہوں اب کہاں تک اس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر روس کا ہاتھ ہے ہم عملی کاموں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ افغانستان میں روسی

جارحیت کے سات سال پورے ہونے کی مناسبت میں پاکستانی اخبارات میں اس بار بہت کم حصہ نہ ہونے کے برابر خبریں اور مضامین شائع ہوئے۔ پاکستان اور ایران کے طول و عرض میں بسنے والے افغان مہاجرین کی اکثریت اپنی روٹی خود کما کر شب و روز گزار رہے ہیں اور جو تعداد پاکستان میں امدادی اشیاء سے استفادہ کر رہے ہیں ان کی تعداد بمشکل ۲۰ لاکھ بھی نہیں ہوگی۔

یہ باتیں بھی سننے میں آتی ہیں کہ خیبر پار کرنے جو بھی آیا ہے وہ واپس نہیں گیا۔ وہ لوگ تاریخ سے آگاہ نہیں ہیں درحقیقت وہی لوگ تھے جن کے واسطے پاک و ہند کے علاقے میں اسلام پھیلا اور انہی لوگوں نے یہاں بڑی خدمات انجام دی ہیں اس وقت بھی اکثریت واپس اپنے وطن لوٹ جاتے تھے اور محدود تعداد جو رہے وہ تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کے لئے رہے اور آج بھی تاریخ کے وہ دن یاد آتے ہیں جب دین اسلام کا سفر آغاز ہوا تھا اور اس کی یاد تازہ کر دی ہے ان افغانیوں نے جنہیں بعض چینل امریکی پاکستانی ایرانی ایجنٹ کے ناموں سے پکار رہے ہیں دنیا کی سپر طاقت سے پنجہ آزمائی کر رہے ہیں اور اسے ناک میں دم کر رکھا ہے اور وہی روس نوازوں اور جواریوں سے پوچھتے ہیں کہ کل اپنے بیانات میں چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ افغانستان میں انقلاب آگے بڑھ رہا ہے اور وہاں کوئی گولی کی آواز سنائی نہیں دیتی اس کا ثبوت مشاہد حسین کے سفر افغانستان اور انٹرویو وغیرہ روزنامہ مسلم دلی خاں بزنجو اور عبداللہ ملک کے شعلہ بیانیوں کی قلعی خود روس کھول کر سامنے رکھتا ہے اور ۱۹۷۸ء کے نئے سال کا تحفہ اس نے اس بات سے آغاز کیا کہ مجاہدین سے جنگ بندی کا اعلان کیا جاتا ہے اگر گولی نہیں چلی تو کون سی جنگ بندی اور پھر خود کٹھ پتلی حکومت اقرار کر رہی ہے کہ گزشتہ آٹھ برسوں میں کوئی ترقیاتی کام انجام نہیں دیا جا سکا یہ تو ہے کیمونزم کی واقعیت اور اس کی تصویر جو سات سال میں افغانستان کے مجاہدین کے ہاتھوں دنیا والوں کے آگے نکل کر آئی ہے۔

اسی طرح اسلامی کانفرنس نے بھی کونسا مسئلہ حل کیا ہے پہلے تو اسلامی ملکوں میں اتحاد اور یکجہتی نہیں ہے تو بھلا کس طرح دوسروں کے مسائل حل کریں گے اور اکثر اسلامی ممالک کسی نہ کسی بڑے ملک یا سپر پاور کے اشاروں پر چلنے والے ہیں۔ مسئلہ افغانستان جنوری ۱۹۸۰ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس میں زیر بحث آیا کونسا تیر چلادیا ان کے فیصلوں یا قرار دادنے۔ روسی جارحیت بدستور جاری اور قتل عام روز افزوں۔ سوائے سعودی عرب کے کس ملک نے روس اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ اپنے تعلقات، تجارتی، تعلیم اور ثقافتی لین دین قطع کیے۔ کس ملک نے کھل کر افغان مجاہدین کی جنگِ آزادی میں نظامی امداد دینے کا وعدہ کیا۔

غیر جانبدارانہ تحریک تو سب سے بڑا فراڈ کا سکول کہہ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ کون کہتا ہے کہ کیوبا غیر جانبدار اور آزاد ملک ہے، بھارت اکٹھ پتلی کابل انتظامیہ کہاں سے غیر جانبدار ہیں۔ الجزائر کو کون کہتا ہے کہ وہ غیر جانبدار ہے بہر حال ایک ڈھونگ سپر پاور نے رچایا ہوا ہے۔ کسی کو کچھ نام دینے ہیں اور کسی کو کچھ۔ اس تحریک کو اگر واقعاً غیر جانبدار کا نام دیا گیا ہے تو اس کا کام تھا کہ جس دن روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں تھیں متحداً روس کے خلاف اقدام کرتے اور اگر وہ بات نہ مانتا تو تمام غیر جانبدار ملک اپنے ایک قدیم ساتھی کی نجات کے لیے مشترکاً فوجی دستے روسی فوجوں کے مقابلہ کے لیے بھیج دیتے۔ تاکہ سپر پاور کو پتہ چلتا کہ کسی اسے چھوٹے ملک یا غریب اور غیر جانبدار ملک کو کوئی بڑا ملک ہڑپ نہیں کر سکتا۔ اس کی قرار دادوں میں بھی لچکدار رویہ رہا ہے اور اس کی قرار دادوں میں زیادہ سے زیادہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ غیر ملکی فوجیں کہاں جائے بجائے

اس کے کہ روسی فوجیں کہا جاتے پھر اتے شمار ہی ہیں بھی وہ تین ٹوٹے بن جاتے کچھ حمایت، کچھ مخالف اور کچھ غیر حاضر یا غیر جانبدار۔

یورپی برادری (EEC) اور آسیان (ASEAN) کے ایمرجنسی اور ریگولر جلسوں میں افغانستان کے بارے قرار دادیں پاس ہوئیں اور روسی لشکر کشی کی مذمت کی گئی۔ بعض نے کچھ تجارتی بندشیں روس پر عائد کیں لیکن جلد ہی ہٹالی گئیں اور معمول کے مطابق اپنے روابط کو روس کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

نتیجہ گیری

ہم نے سنت نبویؐ کو بجا لاکر ہجرت کی ہے اور ہمسایہ ممالک میں پناہ لی ہے اور اسلام میں کوئی سرحد نہیں ہوتی اگر ہم اپنے ایک اسلامی برادر ملک میں پناہ لی ہے تو کوئی قیامت اپنے ساتھ نہیں لاتے بلکہ درسِ عبرت لاتے ہیں اور ہم کو دیکھ کر وہ عناصر جو دوسروں کے اشاروں پر اپنے ملک غیر اسلامی نظریہ ٹھونسنا چاہتے ہیں ہمیں دیکھ کر خود کو جھنجھوڑیں تاکہ آئندہ کسی مصیبت میں خود کہیں نہ پھنس جائیں یہ بھی اللہ پاک کا کرشمہ ہے کون جانتا ہے اس میں کیا راز ہے لیکن اللہ کی دی ہوئی کتاب مقدس اور عقل سلیم سے اشرف المخلوقات کو یہ حق ہے کہ وہ سوچے کہ یہ کیوں ہوا ہے اور اگر آگ وہاں لگی ہے ہم کوشش کریں گے کہ ہم تک نہ پہنچ جائے اور آگ کے بعض شعلے ہمارے اندر ہوں انہیں بجھا کر خاکستر میں تبدیل کردیں۔

ہجرت کے دوران تنہا خیمہ بستیوں میں ہی بیٹھا رہنا نہیں کہا گیا مہاجرین چاہے کسی بھی ملک کے ہوں اور جہاں بھی ہوں اُن میں اگر آٹھ آدمی تباہ برباد آئے ہیں دو ایسے بھی نکلے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں جو کہ اپنا سرمایہ یا

گاڑی زیورات وغیرہ منتقل کرنے میں میدان جیت جاتے ہیں۔ بہرحال اکثریت مدِ نظر رکھی جاتی ہے اور وہ بیشتر افغان تباہ حال مہاجرین ہیں۔ اور چند ایک دکان، قالین یا ٹرانسپورٹ میں مصروف ہو گئے ہیں وہ اُن کے قانونی حق میں شمار ہوتا ہے۔ کوئی غیر قانونی عمل نہیں ہے جس پر بعض حلقوں کو تشویش ہو اور ہمیں کاروبار میں کوئی نہیں روک سکتا اور پھر یہ سنت نبوی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ افغانی سستے داموں مال فروخت کرتے ہیں تو یہ ایک اچھی مثال ہے کہ وہی چیز جو کہ ایک دوکاندار دس روپے میں دے رہا ہو اور مہاجر وہی چیز چھ روپے میں فروخت کرتا ہے۔ تو اُسے ہم بھلا مانس ہی کہیں گے۔ کیونکہ وہ کم منافع لے کر اپنا شب و روز گذارتا ہے اور دوسرے انسانوں کی چمڑی نہیں اُتارتا ۔ پھر افغانی مہاجرین کی تجارت کا عمدہ پہلو قالین، انٹیک اور زیورات اور افغانی ملبوسات یا فرنیچر ہے یہ اُن کا قانونی حق ہے اور اس سے انہیں کوئی بھی باز نہیں رکھ سکتا۔

مہاجرین کے خلاف رنگ رنگ کی افواہیں پھیلانا کہ مہاجر لوگوں کے گھروں میں گھستے ہیں، زمینوں پر قبضہ کرتے ہیں، عزت اور مال و جان عوام کی محفوظ نہیں تو یہ سب کچھ بیرونی ملکی غلاموں کی شرارت ہے جو کہ اپنے آقاؤں کے اشاروں پر غلط کام انجام دے کر نام مہاجر کا لگا دیا۔ اسلحہ کی سمگلنگ، منشیات کا غیر قانونی کام یہ سب لوگ پہلے یہ کام انجام دیتے تھے اب انہیں روس کی شہ پر مزید یہ کام طے پانے کے لیئے سہولتیں بھی فراہم کی گئیں ہیں۔ کوئی مہاجر سمگلنگ اسلحہ اور منشیات میں ملوث نہیں، کسی قسم کے اغوا۔ اور قتل و غارت وغیرہ کے کام میں مہاجرین کا ہاتھ نہیں ہے، اگرچہ چند ایک مہاجر کے نام سے یہ کام انجام دیتے ہیں وہ خلق اور پرچم، افغان ملت اور شعلہ جاوید کے عناصر ہیں جنہیں پی پی پی اور ابن ثریا یعنی بھٹو، دلی اور

پارٹی نے کوشش کی ہے کہ روسی وقار اور اعتبار کو جو نقصان پہنچا ہے، اُسے کسی طرح دوبارہ بحال کیا جائے۔ اسی لئے گورباچوف نے سیاسی چال چلی اور افغانستان سے تقریباً ۶ ہزار فوجوں کے انخلاء کا اعلان کیا ——— اس اعلان سے روس کی ہائی کمان نے سوچا تھا کہ بین الاقوامی سطح پر اور دنیا کے لوگوں کے مابین روس کے خلاف جو نفرت اور بددلی پیدا ہوئی ہے کم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا اور غیر جانبدار تحریک اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں میں روسی مذمت بدستور جاری رہی۔ جنیوا مذاکرات بھی ناکام ہو کر اب ماند پڑ چکے ہیں۔ ہم روس کے خلاف صرف اقوام متحدہ کے سالانہ اجلاسوں کے آخر میں قرار دادوں پر ایک نظر ڈالیں جس کی بالترتیب تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔

اجلاس	ماہ	سال	مذمت		روسی حمایت	
ہنگامی اجلاس	جنوری	۱۹۸۰ء	۱۰۴	مذمت	۱۸	روسی حمایت
سالانہ	نومبر	۱۹۸۰ء	۱۱۱	"	۲۲	" "
"	"	۱۹۸۱ء	۱۱۶	"	۲۳	" "
"	"	۱۹۸۲ء	۱۱۴	"	۲۱	" "
"	"	۱۹۸۳ء	۱۱۶	"	۲۰	" "
"	"	۱۹۸۴ء	۱۱۹	"	۲۰	" "
"	"	۱۹۸۵ء	۱۲۲	"	۱۹	" "
"	"	۱۹۸۶ء	۱۲۲	"	۲۰	" "

اسلامی کانفرنس، غیر جانبدار تحریک، یورپی برادری، نیٹو، آسیان کے اجلاسوں میں بھی روس کی مذمت جاری ہے۔ دنیا کی بیشتر کمیونسٹ پارٹیوں نے بھی روسی جارحیت کی مذمت کی ہے۔ اور روسی فوجوں کے انخلاء کو کہا ہے۔ چین، رومانیہ، یوگوسلاویہ نے بھی روسی فوج کشی کی سختی سے مذمت کی ہے۔ لیکن ان تمام قراردادوں کے باوجود کریملن کے ٹھیکیداروں کی ٹس سے مس نہیں ہوئی، اپنے روایتی انداز اور منشور کے مطابق جھوٹ کو سچ میں بدلنے کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں۔

افغانستان سے تین بٹالین کی واپسی کا ڈرامہ کچھ یوں ہے کہ ایک بٹالین اینٹی ایئر کی جن کی افغانستان میں ضرورت نہ تھی کیونکہ افغان مجاہدین کے پاس ہوائی اڈے اور جنگی جہاز کہاں

بزنجو جیسے غدار لیڈروں کی حمایت حاصل ہے اور وہی یہ کام پاکستان میں انجام دیتے ہیں۔ اور ایران میں مجاہدین خلق اور تودہ پارٹی ٹکٹھ پتلی کابل انتظامیہ کے ساتھ مل کر تخریب کاری، ڈاکے، چوریاں وغیرہ کا کام انجام دے کر نام مہاجرین کا لگا دیتے ہیں۔ لیکن یہ تو جمہوریہ اسلامی ایران اور پاکستان کی اسلامی جمہوریہ کی حکومات کو بہتر اور واضح طور پر علم ہے کہ اصل جرائم پیشہ عناصر کون ہیں اور کہاں سے تخریب کاری کے لیے ایران اور پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ مہاجر کبھی جرائم پیشہ اور غدار نہیں ہوگا۔

مہاجرین کو امداد دینے والوں سے التجا ہے کہ وہ مدد بغیر کسی سیاسی مقصد کے دیں کیونکہ بیرا گسی کی مجبوری کو مدِ نظر رکھتے ہوتے کسی پر اپنا نظریہ ٹھونسنا یہ خلاف اصول انسانیت اور اسلامیت ہے۔ کسی مصیبت زدہ کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوتے اس کا ہاتھ پکڑنے کی بجائے اسے اپنے جال میں پھنسانے کا دھندا چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی کہا جاتے کہ ہمارے نام پر بعض ممالک اور تنظیمیں سیاسی کریڈٹ حاصل کرنا چاہتی ہوں یا اپنے مقاصد کے لئے کشمکش کر رہے ہیں۔ سمجھ لیں کہ افغان عوام نے ایک دن اپنا وطن آزاد کرانا ہے اور ضرور اپنے وطن واپس جانا ہے تو اس وقت وہی اشخاص کس منہ سے وہاں سامنے آئیں گے یا عوام کی حمایت حاصل کر سکیں گے۔

جہاد افغانستان میں تمام اسلامی امہ اور اسلامی تنظیموں کو کہا جاتا ہے کہ اگر وا قعاً وہ اسلام کی خاطر قربانیاں دے سکتے ہیں اور اسلامی نظام کی بقاء اور پائیداری کے لئے کسی بھی اسلامی تحریک یا ملک کی مدد زبانی کلامی کرنی چھوڑ دیں اور کھل کر بغیر کسی سیاسی مقاصد کے میدان عمل میں کود پڑیں۔ افغانستان میں جہاد کو نو سال ہو چکے ہیں روسی جارحیت سات سال پورے ہو چکے ہیں۔ کسی نے بھی ہمارے چند گروہوں میں اتحاد واقعی ڈالنے کی کوشش نہ کی البتہ بیرون افغانستان، اندرون ملک بفضل خداوند ہمارے مجاہد بھائی

شانہ بشانہ سرخ سامراج سے ڈٹ کر متحدًا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن عالمی سطح پر ہماری چند تنظیمیں جوکہ اندرون افغانستان جہاد میں شریک ہیں اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حزب اسلامی (مولوی یونس خالص) (۲) حرکت انقلاب اسلامی افغانستان۔

(مولوی محمد نبی) (۳) جمیعت اسلامی افغانستان (پروفیسر برہان الدین ربانی)

(۴) جبہہ نجات ملی افغانستان (حضرت صبغت اللہ مجددی) (۵) حزب اسلامی

(گلبدین حکمتیار) (۶) محاذ اسلامی افغانستان (پیر صاحب گیلانی) (۷) حرکت اسلامی

افغانستان (دانشمند محسنی) (۸) حزب اسلامی رعد افغانستان (۹) حزب نصر افغانستان (۱۰) حزب اللہ

یہ ہیں ہمارے اسلامی گروپ جوکہ افغانستان کے طول و عرض میں جہاد کر رہے ہیں ان کے آپس میں چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنا پر چند ایک چھوٹے گروپ بن گئے ہیں جن میں حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے دو چھوٹے حصے ہوگئے ایک مولوی نصر اللہ منصور اور دوسرا مولوی موذن۔ جبہہ نجات ملی افغانستان سے بھی مولوی امیر محمد جدا ہوتے۔ پروفیسر عبدالرسول سیاف جوکہ اتحاد کے صدر ہیں اور ان کی بھی ایک تنظیم اتحاد اسلامی برائے آزادی افغانستان کے نام سے ہے۔ جو پہلے اتحاد کی ایک زنجیر تھی۔ مختصرًا افغانستان کے اندر صرف اور صرف مسلمان مجاہد روس کے وحشی فوجیوں سے برسر پیکار ہیں اور مجاہدین متذکرہ اسلامی تنظیموں کی زیر نگرانی مختلف علاقوں میں اپنے کارنامے انجام دیتے رہتے ہیں۔ اسی طرح وادی نورستان میں ہمارے مجاہد بھائیوں نے بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا ہے اور اپنے علاقے کو سرخوں کے چنگل سے آزاد رکھا ہے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ وہاں چند محدود بھائیوں نے اپنی حکومت قائم کر دی ہے جن کی سربراہی مولوی افضل کرتے ہیں۔ اور دوسری تنظیموں پر اپنی برتری رکھنا چاہتے ہیں۔

ان تمام باتوں سے ہٹ کر تاریخ اسلام میں خلفائے راشدین کے عہد کے بعد

کہیں بھی مسلمانوں کا آپس میں اتحاد اور اتفاق نظر نہیں آتا۔ ۱۹۱۷ء کے روسی کمیونسٹ انقلاب میں مقبوضہ اسلامی ریاستوں میں جو کچھ مارکس ازم اور لینن ازم نے مسلمانوں پر کیا کس نے آواز اٹھائی اور ان بیچاروں کی مدد کی اور آخرکار وہ ایسے تاریک کنویں میں گر کر رہ گئے کہ آج تک ان کی آواز کسی نے نہ سنی۔ اب افغانستان کے مسئلہ پر بھی جہاد تو جاری ہے، روس کو مشکلات کا بھی سامنا ہے مگر ایک کمی باقی ہے وہ ہے ہمارے اسلامی گروپوں میں واحد اتحاد کی جو کہ ابھی تک نہیں ہو پایا اور یہ دشمن کے لیے ایک کامیابی ہے اور وہ اس کوشش میں ہے کہ کہیں ان تمام برسرپیکار تنظیموں کا اتحاد نہ ہو جائے۔ اس وقت ہماری تنظیموں میں ہمارے نام اتحاد ہے اس سے پہلے اتحاد ہفت گانہ اور اتحاد سہ گانہ اور افغانستان کے مرکزی علاقوں یعنی ہزارہ جات میں دو گروپ برسرپیکار تھے۔ ان میں اختلاف ہے لیکن اتحاد نہیں مگر جنگ میں مشترکہ حکمت عملی اختیار کرتے ہیں۔ اب ہمارے ان تمام مجاہد لیڈروں میں اتفاق اور اتحاد کا انجام دینا اسلامی تنظیموں اور ملکوں کا کام ہے، اسلام بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ اگر دو شخص تین دن سے زائد ناراض رہیں تو گناہ ہے بلکہ ان دونوں میں تیسرا آدمی داخل ہو کر اتحاد کرائے جو کہ شریعت کے اصولوں کے مطابق بھی ہے اور ایک صالح کردار بھی، مگر نو سال سے کوئی بھی حاضر نہ ہوا کہ اس بڑے وعمومی کام کو انجام دے سکے آخر کیوں ہاں پھر اس میں اسلامی تنظیموں اور ممالک کا مقصد ہے کہ یہ جنگ طولانی رہے اور وہ اپنے نظریات ان پر منواتے رہیں اور اگر ایسا نہیں تو اسلامی نقطہ نظر سے ہر مسلمان بھائی بھائی ہے اور اس میں زبان رنگ ونسل کا کوئی فرق نہیں ہے امید ہے اسلامی حلقے اور مجاہد لیڈر اس بات پر توجہ فرمائیں گے۔

یہ میری بات نہیں بلکہ عالم اسلام اور خاص کر افغانستان کے ہر فرد کی خواہش ہے کہ ایک شہادت ایک اسلامی نعرہ اور جھنڈا ہونا چاہتے تاکہ ہمیں بھی دنیا میں اپنے نمائندہ کے ذریعے اپنی آواز پہنچانے میں آسانی ہو۔

بعض لوگ اور عناصر کہتے ہیں اندرون افغانستان چالیس ستر اور سو سے زائد گروپ روس کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد تہمت ہے اندرون افغانستان صرف جن تنظیموں کے نام پہلے ذکر کر چکا ہوں وہی آغاز سے مصروف جہاد چلی آ رہی ہیں۔ البتہ بیرون افغانستان پاکستان میں افغان ملت (پختونستان چاہنے والے اور بلواسطہ طور پر کرملین کے ایجنٹ) غفار خان کے حامیوں کی شہ پر یہاں سرگرم ہیں اور اگر اسلحہ اور منشیات کی سمگلنگ اور افغانستان سے پاکستان کے اندر اور خاص کر صوبہ سرحد میں اسی گروپ کے عناصر غفار خان کے حامیوں کی مدد سے داخل ہوتے ہیں اور بعض صوبہ سرحد اور دیگر صوبوں کے اوباش اور گمراہ عناصر کو بحفاظت افغانستان کے اندر پہنچانے میں مدد دیتے ہیں البتہ روس نے بھی خلقی اور پرچمی ایجنٹوں کو اسی گروپ کے پاس وظائف انجام دینے کے لیے بھیجا ہے صوبہ بلوچستان میں بھی یہی گروپ بزنجو وغیرہ کے حامیوں کی مدد سے سرگرم عمل ہے۔ ادھر صوبہ بلوچستان میں بھی یہی گروپ روس کی ہدایت پر ایرانی سرحدوں سے بھی تودہ پارٹی کے ارکان کو پاکستان میں داخل کرنے اور دوبارہ تخریبی کام انجام دینے وہاں سے بھیجے جاتے ہیں۔ اس ٹولے کے اہم ارکان عبدالرحمن پژواک، امین واک مین سید محمد میوند وغیرہ ہیں اور پاکستان میں قدرت اللہ حداد ہے جس کا حکومت پاکستان کو چاہیے کہ سختی سے نوٹس لیں او حتیٰ کہ اس پارٹی کے ارکان کو یا تو یہاں سے نکالا جائے یا سنگین سزا دی جائے۔

یہ پارٹی اندرون افغانستان غلام محمد فرہاد کی قیادت میں کابل حکومت کے ساتھ اپنی وفاداری کا اعلان کر چکی ہے اور بیرون افغانستان ہر جگہ روس کی حمایت میں بلواسطہ طور پر کام کر رہے ہیں اور خلق اور پرچم سے بھگنے عنڈے باہر نکلے ہیں وہ اسی پارٹی میں متعارف ہوتے جاتے ہیں۔

اسی طرح ایران میں شعلہ جاوید رچین نواز انتہا پسند کمیونسٹ ٹولہ ماہر دف تخریب کاری ہے اس ٹولے کا کام ایران میں تودہ اور مجاہدین خلق کے ساتھ مل کر ہوتا ہے البتہ خلق اور پرچم پارٹی اور افغان ملت کے ارکان بھی ان کی ہمراہی کرتے ہیں۔ ایران کے طول و عرض میں تودہ اور مجاہدین خلق کے عناصر قتل و غارت اچوریاں ڈاکے و تخریب کاری کے کام اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف انجام دیتے ہیں اور پھر مہاجرین افغانی کا نام لگا دیتے ہیں خاد کے ایجنٹ ان ددگردہوں سے مل کر منشیات ، اسلحہ کی اسمگلنگ کرتے ہیں اور اس کا تمام سرمایہ افغان حکومت کو بھیجا جاتا ہے جبکہ شعلہ جاوید نے بھی کابل انتظامیہ سے گٹھ جوڑ کر لی ہے اور پارٹی کا لیڈر عثمان لنڈی اس وقت کابل میں موجود ہے اور شعلہ جاوید کے تمام ارکان جو کہ ایران سے سمگلنگ کی رقم جمع کر کے لاتے ہیں اور کابل حکومت کے حوالے کرنے کے بعد اپنے لیڈر کو سلامی دیتے جاتے ہیں۔ مقصد اندرون افغانستان اس ٹولے کا بھی کوئی کردار نہیں ہے بلکہ روسیوں کے لیے کام کر رہے ہیں۔

افغان عوام نے اپنا جہاد بڑے وسیع پیمانے پر جاری رکھنے کا عزم کر رکھا ہے اور روز بروز انشاء اللہ اس میں شدت اور یکجہتی پائی جاتی ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک افغانستان دوبارہ آزاد نہیں ہو جاتا اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک فلسطینیوں کے مقبوضہ علاقے اور بیت المقدس غاصب اسرائیل سے آزاد نہیں کروا لیتے ، اور اس وقت تک جاری رکھیں گے



جب تک فلپائن کے مسلمانوں کو ظالم جنگل سے نجات نہیں ملا دیتے اور آخری وقت تک جاری رکھیں گے تاکہ بھارت میں مسلمانوں کے حقوق بحال ہو جائیں، روس میں اسلامی مقبوضہ علاقوں کی آزادی، فلسطین، لیبیا، الجزائر، جنوبی یمن، ایتھوپیا، انگولا، گنی بساؤ، وغیرہ میں کیمونسٹوں کا صفایا نہ کریں اور وہاں کی عوام کو ان کی مرضی کی حکومت اور اسلامی آزادیوں سے ہمکنار نہ کر دیں گے اور یہ بھی کہنا بے جا نہ ہو گا کہ سوائے ایران اور پاکستان کے ہم افغان مہاجرین دنیا کے ہر کونے میں کابل اور روس حکومت کے سفارت خانوں اور ان کے عملے کے ارکان کو اپنا نشانہ بنانا پہلا فرض سمجھتے ہیں اور ہر جگہ جلسے اور جلوس نکالنے کا عزم کیا ہوا ہے ان دو ملکوں میں ہم کبھی بھی کوئی ایسا تخریبی کام نہ انجام دیں گے اور نہ ہی دیا ہے اور نہ ہی ایسے اقدام کی آئندہ کے بے سوچا ہے اس لئے کہ ہم نے یہاں پناہ لے رکھی ہے اور یہی سب سے بڑا بوجھ ہے جو کہ ان حکومتوں نے برداشت کیا ہے۔ صرف چند سال قبل تہران میں افغان مہاجرین نے روسی جارحیت کی پہلی سالگرہ کے موقع پر روسی سفارتخانے پر حملہ کر کے توڑ پھوڑ کی تھی اور اس سلسلے میں ایران کی قیادت نے ہمارے عمل کو روس کے احتجاج میں جائز قرار دیا اور کہا "اگر آپ ان کے ملک میں نہ آتے تو جلا دیتے" کیسے آپ نے سفارتخانے پر حملہ کرنے "یہ بہت بڑا ہوا یہ تھا روسی حکمرانوں کے لیے۔ اس واقعہ کے بعد ہمارے رہنماؤں نے ان دونوں ملکوں میں مقیم مہاجرین سے کہا کہ وہ ایسے جلسے جلوس نہ کریں جس کا ان حکومتوں پر روس کی طرف سے احتجاج کے مواقع ملیں بین الاقوامی سطح پر دوغلا پالیسیوں کو بالائے طاق رکھ کر اگر دنیا والے افغانستان کے مسئلہ کو پرامن طور پر حل کرنا چاہتے ہیں تو سیاسی تجارتی دباؤ کے ذریعے متحدہ روس کے خلاف اقدام کریں اور جنیوا مذاکرات کا نام نہاد فراڈ سسٹم ختم کیا جائے



اور تمام کانفرنسوں میں کاغذی قرار دادوں کی بجائے عملی طور پر افغانستان کے
مسئلہ کا حل نکالا جائے یا افغان عوام کی کھل کر نظامی مدد کی جائے تاکہ ہم بھی دنیا
والوں کو ثابت کر کے دکھائیں کہ افغان عوام کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ افغان عوام کے
نمائندہ کو اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس، غیر جانبدار تحریک میں بحیثیت ممبر
افغان عوام کے سیٹ ملے اور کابل انتظامیہ کو ان تمام اداروں سے نکالا جائے
اگر فلسطین کا حق بنتا ہے تو افغان عوام نے ان سے زیادہ قربانیاں اور شہامت
کی مثالیں قائم کی ہیں۔ کابل حکومت کو تمام بین الاقوامی اداروں کی رکنیت سے
خارج کر دیا جائے اور یہ نہیں کہ کچھ عرصہ قبل (UNICEF) نے ظالم کٹھ پتلی
کابل حکومت کے لیے یتیم خانوں کی تعمیر کے لیے ۲۷ ملین ڈالر دینے کا
فیصلہ کیا۔ ہر کس حکومت کو دے رہے ہیں۔ یتیم اور بیوہ تو پاکستان اور ایران وغیرہ
میں مہاجر بنے ہوتے ہیں اگر ان یتیموں اور بیواؤں کے لئے جن کے خاوندوں اور
باپوں نے افغانستان کے طول و عرض میں قتل عام کا بازار گرم کر رکھا تھا ان کیلئے
پہلے ہی روسیوں نے ہر چیز مہیا کر رکھی ہے ان کے بچے روس میں برین واشنگ
اور پکے کمیونسٹ بننے کے لیے ماسکو، صوفیہ، پراگ، ہوانا، برلن (مشرقی) وغیرہ میں
پہنچا دیئے گئے ہیں اور بیواؤں کو زنانہ کمیونسٹ پارٹی کا رکن بنا کر عوام کے اندر
گھل مل جانے اور روس کی حمایت میں مخبری کے لیے ۱۶۰۰/- افغانی ۱۲۰۰/-
ریال ایرانی ۱۰۰۰/- روپے پاکستانی تنخواہ دی جاتی ہے تو بھلا ایسے لوگوں کے
لئے یتیم خانے پھر کابل، تو مان لیتے ہیں مگر دیگر صوبوں میں روس نواز کس طرح
یہ یتیم خانے بنا سکیں گے۔ اے دنیا والو ہمیں فریب مت دو یا کھل کر میدان
میں آؤ یا پیچھے ہٹ جاؤ۔

ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ بعض ممالک ہم پر احسان جتلائیں کہ ہم نے افغان مسئلہ پر ایک سپر پاور سے ٹکر لی ہے یا ہمیں کیا ضرورت ہے کہ افغانیوں کی خاطر ہم کسی سے دشمنی مول لیں۔ جو کوئی بھی اگر کچھ کرتا ہے تو یہ اس کا انسانی اور اخلاقی فرض بنتا ہے اور اگر اسلامی ملک ہے تو وہ اسلامی لحاظ سے اپنا فرض پورا کر رہا ہے۔ یہ کوئی احسان نہیں کر رہا۔ سوائے ایران اور پاکستان کے جنہوں نے افغانستان کے عوام بے مسئلہ پر اپنا اسلامی کردار اور فرض ہمت اور استادان سے بالاتر ادا کر رہے ہیں لیکن ہم نے جمی کارٹر کے وہ الفاظ نہیں بھولے جو کہ روس کی جارحیت کے بارے میں کہے تھے کہ "افغانستان کی نوخیز لیکن آگے بڑھنے کی جرات کسی کو نہ دیں گے"۔ امیر کو بت نے روسی فوجوں کی افغانستان آمد کو وہاں کا اندرونی مسئلہ قرار دیا۔ اور اسی طرح ہر ملک اور تنظیم نے بلا اسلحہ اور بلا واسطہ افغانستان پر روسی جارحیت کی مذمت اور حتیٰ کہ کمیونسٹ بلاک کے ممالک میں چین، یوگوسلاویہ، رومانیہ اور تقریباً تمام دنیا کی کمیونسٹ پارٹیوں نے لشکر کشی کی مذمت کی۔ روس کا کیا بگڑا اور اس کا کیا ہوا۔ بعض ممالک آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ، جاپان وغیرہ نے روس کو گندم، ٹیکنیکی سامان لوازم وغیرہ کی تسلیم دہی میں بندش کا اعلان کر دیا اور اگر یہی بندش اب تک جاری رہتی تو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ روس دنیا والوں کے پاؤں پڑ جاتا اور بھیک مانگتا کہ "مجھے کچھ نہ دو گندم دے دو کہ میں مر رہا ہوں"۔ اور اس نے اس وقت اپنے اتحادیوں کی نہیں سوچی تھی کہ وہ بھی تو بھوک سے مر رہے ہیں۔ جب یہ پابندیاں ختم ہو چکی ہیں تو بھلا روس سے زبانی کلامی بھی ہمارے مسئلہ کی خاطر کوئی اپنے تعلقات نہ بگاڑے۔ امریکہ نے اب تک افغان مجاہدین کی کسی قسم کی کوئی امداد نہیں کی ہے اور نہ ہی دے رہا ہے صرف ریڈیو، اخبارات کی خانہ پُری کے لیے ایک خبار دل نکال دیتا ہے کہ افغان مجاہدین کو مالی اور اسلحہ کی امداد دو لوگ

دیں گے اور جاری رکھیں گے۔ اس قسم کی بحال بازیاں ہمارے کس کام۔
دہاعریوں کا تو وہ بھی ہمارے لئے کوئی مفید ثابت نہیں ہوتے زبانی کلامی
باتیں اور امداد بھی اگر دیتے ہیں تو بطور صحیح معنوں میں ایک واحد نمائندہ
کو ایک کمیٹی کی قیادت میں دیں تاکہ دیتے جانے رقم کا خرچ بھی بچے اور درست استعمال
میں آتے۔ کیا کریں ایسی امداد کو کہ ایک چینل ایک شخص کو دے رہا ہے اور
دوسرا دوسرے کو اسی طرح ہر شخص مختلف چینل سے امداد حاصل کرتا ہے
جس کی وجہ سے پارٹیوں میں قیادت کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں
کہ اگر تنظیموں کا اتحاد ہو جائے اور ایک قیادت ہو تو خرچ میں اسراف بھی نہ
ہو گا۔ اور جو شخص مسلمان ہے اور اللہ کی راہ میں خدمت یا قربانی اس کا مقصد
ہو وہ کبھی بھی اقتدار، روپوں اور کرسی کی خاطر کام نہیں کرے گا اور فی سبیل
اللہ حکم خداوندی پر عمل پیرا ہو گا۔ جو شخص ہوس اقتدار، کرسی، روپوں وغیرہ
کی خاطر کام کرتے ہیں وہ اصلاً اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہیں اور ان کا
مقصد بھی خدمت اسلامی اور انسانی نہیں بلکہ بلواسطہ طور پر دشمن کو مضبوط
بنانے اور اسلامی صفوں کو کمزور کرنے میں معید کردار ادا کر رہے ہیں۔ امید ہے
ہمارے عرب بھائی اس نقطہ پر متوجہ ہوں گے اور امداد دینے کے اصولی راستے
اختیار کریں گے۔ جس میں اسلام اور مسلمانوں کی فلاح گنی جاتے۔ آج ہمیں
سکول، کالج، ہسپتال کی ضرورت ہے۔ خیمہ بستیوں میں نوجوان کے لیے دینی اور
سلائی کڑھائی کے سنٹر کھولے جائیں، یتیم خانے بنائے جائیں، مہاجر بستیوں
میں جہاں پانی کی قلت ہے وہاں واٹر پمپ کا انتظام کیا جائے۔ فسٹ ایڈ
سینٹر جس میں زنانہ اور مردانہ وارڈ کا اہتمام ہو پختہ تعمیر کئے جائیں۔ یہ وہ کام ہیں
جو بہت ضروری اور ان پروجیکٹ میں رقم لگانا بے سود نہ ہو گا۔

آخر میں حکومات پاکستان اور ایران سے ہماری التجا ہے کہ ہر اس شخص کو جو مہاجر کے نام پر راشن پاس، اسلحہ منشیات وغیرہ کی سمگلنگ میں ملوث ہوں انہیں کوڑے اور قید و جرمانہ کی سزا نہیں بلکہ سزائے موت دی جائے۔ تمام نوجوان کنواروں کو کیمپوں میں منتقل کرنا اشد ضروری ہے۔ شہروں میں بھی مہاجرین کی بھاری تعداد کا بسنا درست نہیں اور اگر اُن کو بھی مہاجر بستیوں میں منتقل کیا جائے اچھا اقدام ہوگا اور کچھ گھرانے جن کے مرد اپنے وطن کے لیے تبلیغ و اشاعت کے کاموں میں مصروف ہیں باقی رہ جائیں تو کوئی مسئلہ نہیں۔ کاروباری اشخاص کو جس جگہ مصروف ہیں اُن کی لسٹ حکومت پاکستان اور ایران بنالیں باقی انہیں ان کے کاروبار جس کی اکثریت افغانی ثقافت، صنعت و ہرفت کو متعارف کرانے کے لیے ہے باقی رہ جائیں، اس سے نہ تو کوئی ایرانی اور پاکستانی صنعت پر برا اثر پڑے گا اور نہ ہی تاجروں کی کمائی میں کمی واقع ہوگی۔ البتہ اکا دکا جنرل سٹور یا کریانہ وغیرہ کی دکانیں ہیں تو اس پہ تجدید نظر ہوسکتی ہے اور وہ کام افغانیوں سے لے لیے جائیں، باقی ہوٹلوں کی اجازت دی جائے جہاں خالصتاً افغانی طرز کی خوراکیں اور رسم و رواج کو ظاہر کیا جا سکے۔ جیسے کہ چائے خانہ ہوٹل وغیرہ چل رہے ہیں۔ اگر افغانستان اللہ کے فضل سے بخیر آزاد ہوگیا تو یہ سب کچھ ہمارے بھائیوں (ایرانی اور پاکستانیوں) کے لئے رہ جائیں گے اور ہم اپنے وطن چلے جائیں گے اور اُن لوگوں کی باتیں سب پہ پانی پھر جائے گا جو لوگ ہمیں نہ جانے، فتنہ وغیرہ کے بہتان لگاتے تھے ـــــ ہم واضح کہہ دیں کہ آج اور ابھی افغانستان آزاد ہو جاتے کوئی افغان بھی چاہے غریب ہے یا امیر یہاں نہ ٹھہرے گا اور ہر ایک جس خوشی کے عالم میں وطن واپس جائے گا وہ انہیں ہی علم ہوگا اور جس بے بسی کا عالم آج ہم پر ہے وہ بھی ہم ہی جانتے ہیں۔ ہر انسان کو اللہ کے عذاب سے

ہیں کہ اس بٹالین کی ضرورت پیش آتی دوم یہ کہ ڈھائی لاکھ فوج میں سے چھ ہزار فوجیوں کو لے جانا
یہ کوئی مثبت قدم یا مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ جبکہ روس پندرہ ہزار تازہ دم فوجی بھی افغانستان میں
داخل کر دیئے گئے ہیں۔ نیز افغانستان کے طول و عرض میں مجاہدین کے خلاف جنگ تیز کر دی گئی ہے
پاکستان میں خاد کے ایجنٹ اسلام دشمن اور پاکستان دشمن عناصر کی مدد سے تخریبی کاموں میں
اضافہ ہوا ہے سرحدی خلاف ورزیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ان تمام سخت حالات کے باوجود افغان
مجاہدین کے حوصلے بلند سے بلند ہوتے گئے اور روس کو اندرون افغانستان زیادہ مشکلات
کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب روس خود بیٹھ دیکھ کر افغانستان چھوڑنے پر
مجبور ہو جائے گا۔ روس یا اس کے حواری چاہے کچھ بھی کہیں حقیقت کو
مان ہی لینا چاہیئے اور آج اس دور میں بڑی طاقتیں یہ حق نہیں رکھتیں کہ جس کو جی
چاہا اپنے میں سمو لیا یا مدد اور تحفظ کے نام پر چھوٹے چھوٹے ملکوں پر اپنا سکہ جمائیں

اور جو جی چاہے کر ڈالیں لیکن آج وہی کچھ ہوگا جو سپر پاور ز چاہیں گی اور مظلوم غریب
اور چھوٹے کو بولنے کا حق نہیں۔ افغانستان کی صورت حال اور ہجرت پر اپنا نقطہ نظر
نہیں بلکہ افغان عوام کا نظریہ چند صفحوں میں عرض ہے کیونکہ بعض صاحبان قلم اور
اشخاص افغان مہاجرین اور مجاہدین کے بارے تشویش پیدا ہوتی جا رہی ہے اور
میری کوشش ہے کہ میں اس تشویش کو کسی حد تک دور کرنے میں کامیاب ہو سکوں
اور ہمارا دعوٰی بھی ہے کہ ہمارے اس نظریے میں کسی قسم کی کوئی خامی یا
کمی بیشی ہو افغانستان میں بچشم دید دکھا سکتے ہیں۔

افغان مرد و زن پیر و جوان اپنی پرانی روایت کے مطابق بڑے مہمان نواز، شجاع
اور پکے ایمان والے ہیں۔ افغانستان قدیم زمانہ میں ایک عظیم علمی اور تجارتی مرکز گنا
جاتا رہا ہے۔ اور حوادث نے اس ملک کے تمدن کو جونہی عروج پکڑا ہے دشمنوں نے
خاک میں یکساں کر ڈالا پھر خانہ جنگی میں بھی تباہی کا سبب بنیں لیکن ۱۹۱۹ء کے بعد

نجات دے۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو اتفاق اور اتحاد نصیب کرے اور

متحدًا بجائے اس کے کہ آپس میں اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں یا بیرونی

نظریوں پر کاربند ہیں اسلامی اصولوں پر چلا کر کرۂ زمین پر قرآن کے نافذ

کردہ احکامات کی حکومت قائم کریں، اور عالم اسلام ایک واحد جھنڈے

تلے اسلامی سپر پاور کے نام سے دنیا میں ابھرے جو کہ دوسری سپر پاورز

کی موت کا پیغام ہو۔ لیکن افسوس ایک بات کہاں ہے اگر عملی ہو جائے

تو کیا ہی بات ہے۔ مگر آج کی دنیا کی طرف جب نگاہیں جاتی ہیں تو وہ خیال

ناممکن لگتا ہے۔ کیونکہ ہر اسلامی ملک کسی نہ کسی سپر پاور کی غلامی کئے ہوئے

اس کے تابع آگے چل رہے ہیں۔ یہاں کہیں کہ اگر آج دنیا کو دیکھیں

سب سے زیادہ سرمایہ اسلامی ممالک کے پاس ہے، آبادی کے لحاظ سے

بھی غنی ہیں، ممالک کی تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں اور علم و ہنر کے لحاظ

سے بھی مسلمان کسی سے پیچھے نہیں تو کیا اچھا رہے گا کہ سب مسلمان ایک

ہو کر دنیا میں ایک مثالی امن ریاست کی واحد اسلامی حکومت قائم کریں اور

تمام نظریوں اور گمراہی نظریوں اور بیہودہ خیالات سے وداع کہہ کر یک مشت،

یک زبان، یک فوج بن کر ہر طاقت کو جو جارحیت کے عزائم رکھتی ہو اسے

نابود کر دے۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم میں ایمانی جذبہ بیدار رکھے اور اسلامی

اخوت قائم ہو اور ظالموں کا قلع قمع کیا جائے۔

ڈھول کی آواز دور سے اچھی لگتی ہے۔ جب نزدیک آئے تو کان کھڑے کئے

ہیں تو آپ نے رد نہ جائیں اپنے ہی پاس اور قریب سے قرآن عظیم الشان جیسی

عظیم اور مقدس کتاب پڑھیں اور اس پر عمل کریں تو ہمیں کسی غیر ملکی فلاسفر

یا ازم یا آئیڈیالوجی وغیرہ کے پیچھے نہیں جانا پڑے گا اور ہر چیز کا حل اسی میں

ہے اور یہ ایک ایسی کتاب ہے جو کہ چومنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ پاک نے
اسے بندوں کے لیے نازل کی تھی کہ پڑھیں، سمجھیں اور عمل کریں اور جب
یہ تینوں کام کریں گے تو واضح ہے کہ اس وقت اسے چومے بغیر انسان
رہ بھی نہیں سکتا کیونکہ جس کتاب میں دنیا کے ہر مسئلہ کا حل موجود ہو خود
جائے حیرت ہے کہ اللہ پاک نے اپنے بندوں کے لیے دنیا ہی جنت
بنانے کے لیے ایک ایسا لافانی تحفہ بھیج دیا ہے جس کی تعریف اس سے
قبل نہیں ملتی اور نہ ملے گی۔

اللہ پاک ہم سب کو توفیق عطا کرے کہ ہم اپنے ملک کی آزادی اور
اسلام کی راہ میں خدمت انجام دیتے رہیں اور عالمی امن اور اسلامی اتحاد
میں یہ سال سنگ میل ثابت ہو، آمین۔"

"زندہ باد مجاہدین افغانستان"





قرآن پاک کی بے حرمتی



مکانوں کی تباہی



نیپام بم سے متاثرہ افغان عورت



بے سروسامانی
کے عالم میں

سرخ سامراج کا تباہ شدہ کانوائے



روسیوں کا تباہ شدہ جنگی جیٹ



میدان کارزار میں بھی نماز کی ادائیگی فرض ہے۔



کیمونزم کا تحفہ



کابل حکومت کا فوجی مجاہدین کے ہمراہ



مسلمان روسی فوجی مجاہدین کے ساتھ

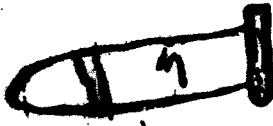


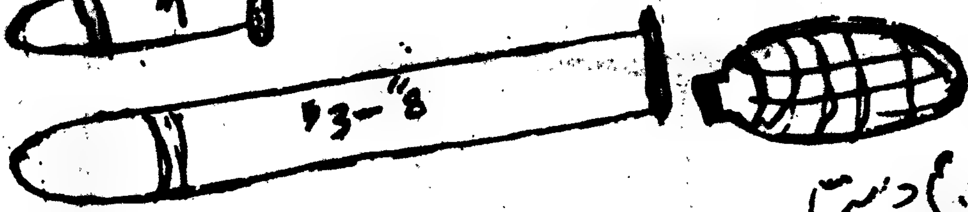
گرفتار شدہ خاد ایجنٹ کا شناختی کارڈ

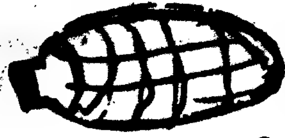
جب ملک میں نسبتاً امن برقرار ہوا تو حکمرانوں نے اپنی کرسی اور شان و شوکت کی خاطر
ملک میں کوئی ترقیاتی کام نہ کیے، علمی معیار کو بھی آگے نہ بڑھنے دیا اور افغانستان
کے اکثر مناطق اب بھی پتھر کے دور کی تاریخ کو یاد دلاتے ہیں۔ حکمرانوں نے اپنی بقا اور
ہوس اقتدار کی خاطر افغانستان کی سرزمین کو دیئے گئے اللہ تعالیٰ کے عظیم خزانے بھی
عوام سے دور رکھے اور صرف قدرتی گیس اور بعض پتھروں کو زمین کا سینہ چیر کر
نکالا اور وہ بھی وقت کے حکمرانوں نے اپنے آقا اور شخصی اغراض کی خاطر غیر ملکی بینکوں
منتقل کیے۔ اب بھی صنعتی لحاظ سے پیچھے ہے۔ افغانستان کو اگر دنیا کے امیر ترین ممالک میں شمار کیا جائے
تو مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے لیکن امن کے علمبردار غربا اور مزدوروں کا
غمخوار بین الاقوامی صلح اور دوستی کا ہیرو سرخ روس نے افغان حکمرانوں کو جبراً
یا مصالحتاً کسی بھی قدرتی وسائل میں غیر ملکیوں کی دخل اندازی نہ ہونے دی اور
ملک کے گوشے گوشے میں سروے کیا اور عظیم تیل کے ذخائر افغانستان کے بلوچستان اور
شمالی علاقوں میں موجود ہیں۔ دنیا کا بہترین لوہا جسے ۸۰٪ صفائی کی ضرورت بھی نہ
تھی اسی طرح تانبا اور ٹالک وغیرہ، قیمتی پتھروں میں لاجورد، زمرد، سونا، یاقوت، برج
وغیرہ مختصراً اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ہر نعمت اور دولت سے نوازا تھا لیکن ظالم اور غدار
حکمرانوں نے ہمارے منہ سے نکال کر اپنے آقا کے لیے رکھے۔ روس کو باوجود اس
کے کہ گرم پانی تک پہنچنا تھا لیکن اسے اس طرح کی سونے کی چڑیا نہ ملی تھی اور نہ
ملے گی درحقیقت روس کو "ایک تیرو دو فاختہ" ملی۔ یہاں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا
کہ ایران کے شاہ نے بھی افغانستان کے شاہ ظاہر شاہ پر دباؤ ڈالا تھا کہ بلوچستان
اور مغربی علاقوں میں تیل کے جو عظیم ذخائر جن کی اصل رگ یا سرچشمہ افغانستان میں
ہے کو نہ کھودے اور نہ ہی استعمال میں لائے کیونکہ اگر ان ذخائر کو استعمال میں لایا
جاتے تو ایران کے بیشتر ذخائر خشک ہو جاتیں گے۔ ایران نے یہ معاہدہ خصوصی



گرفتار شدہ کمیونسٹ ارکان







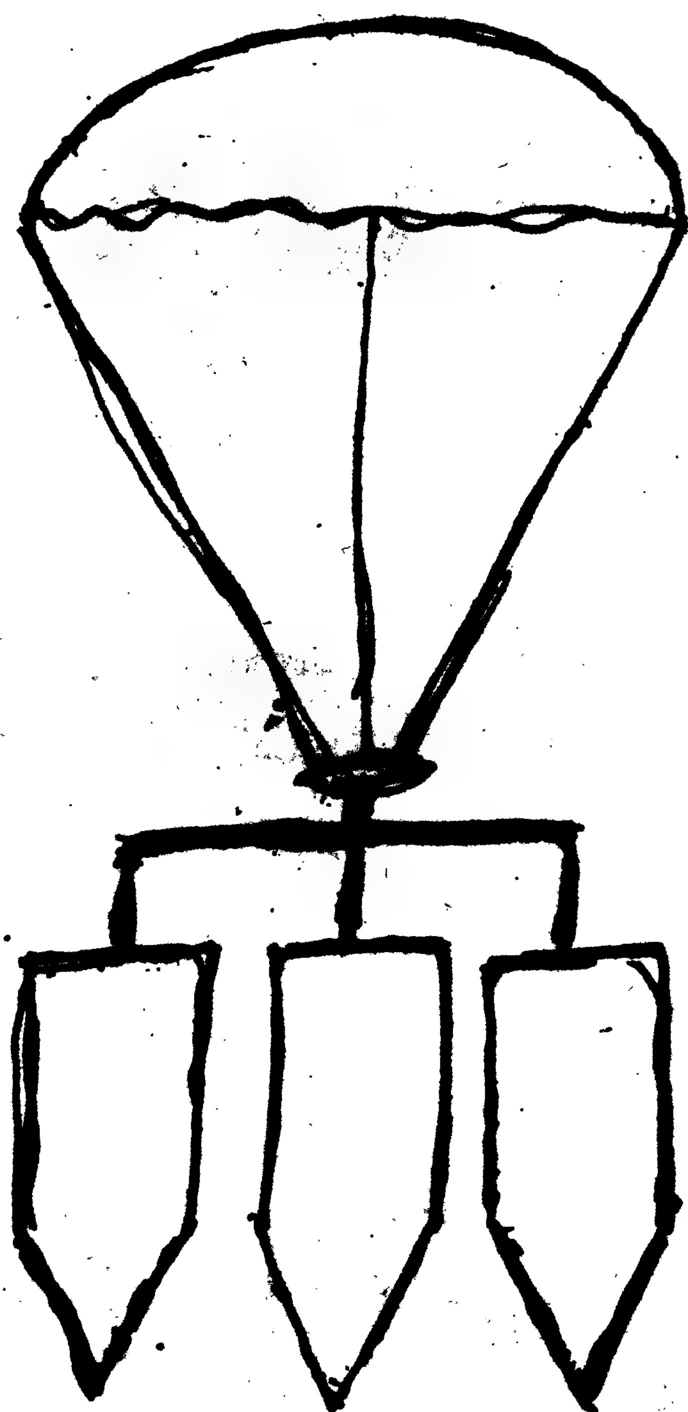




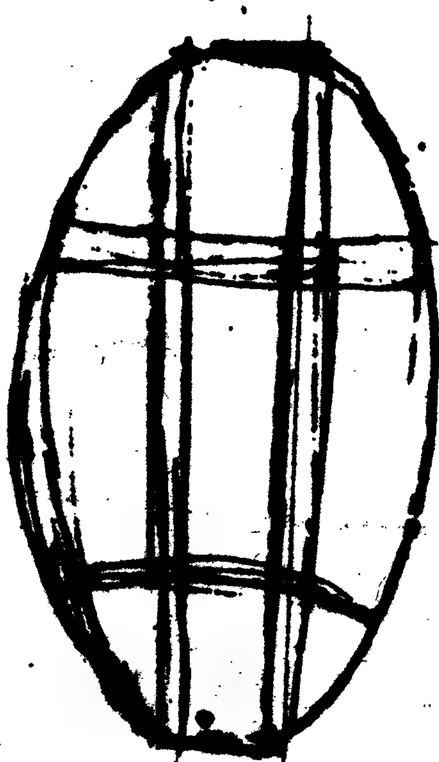


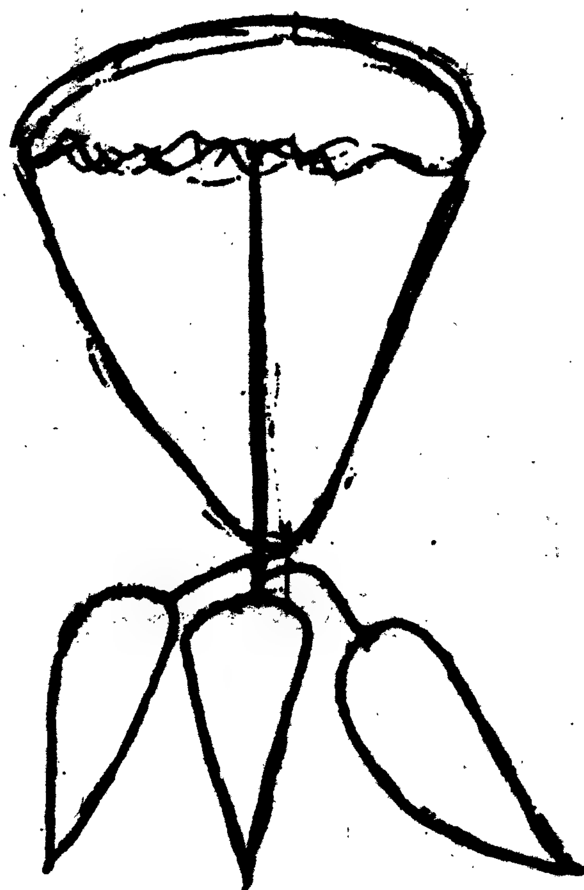


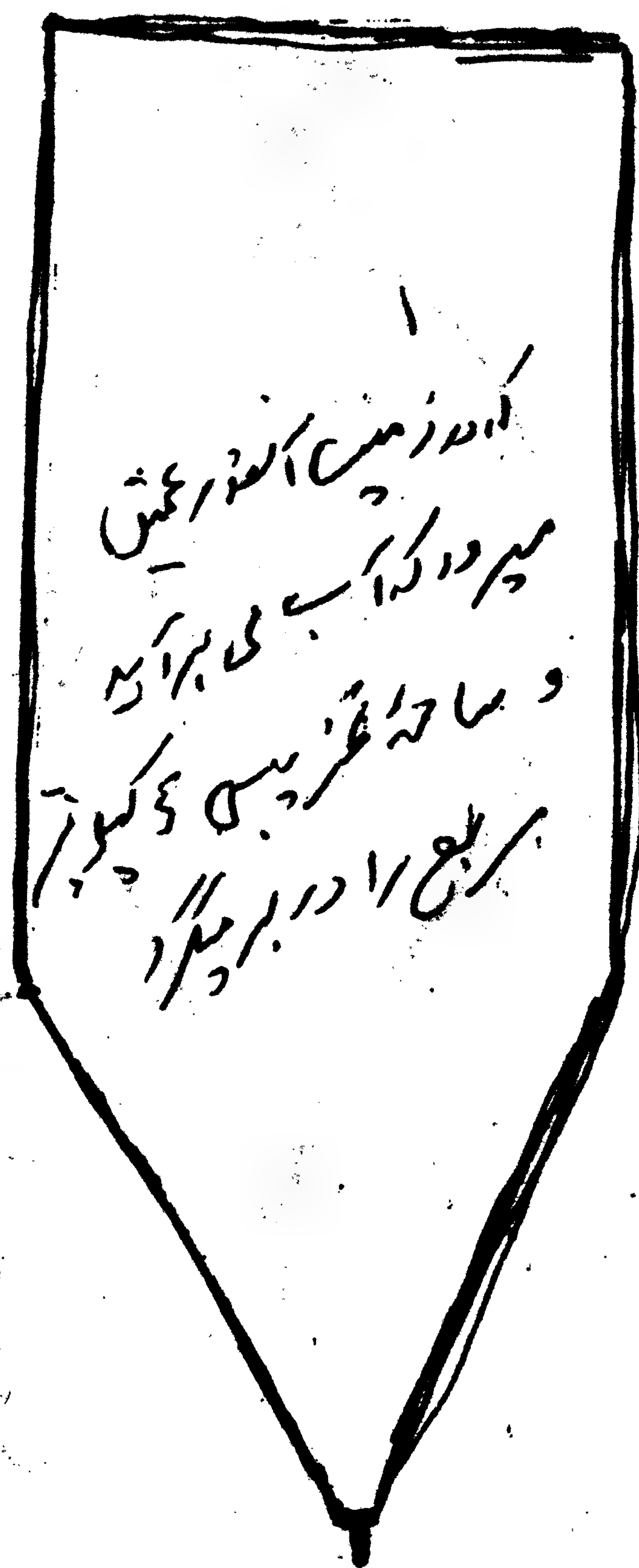
بموں اور گولیوں کے کچھ نمونے

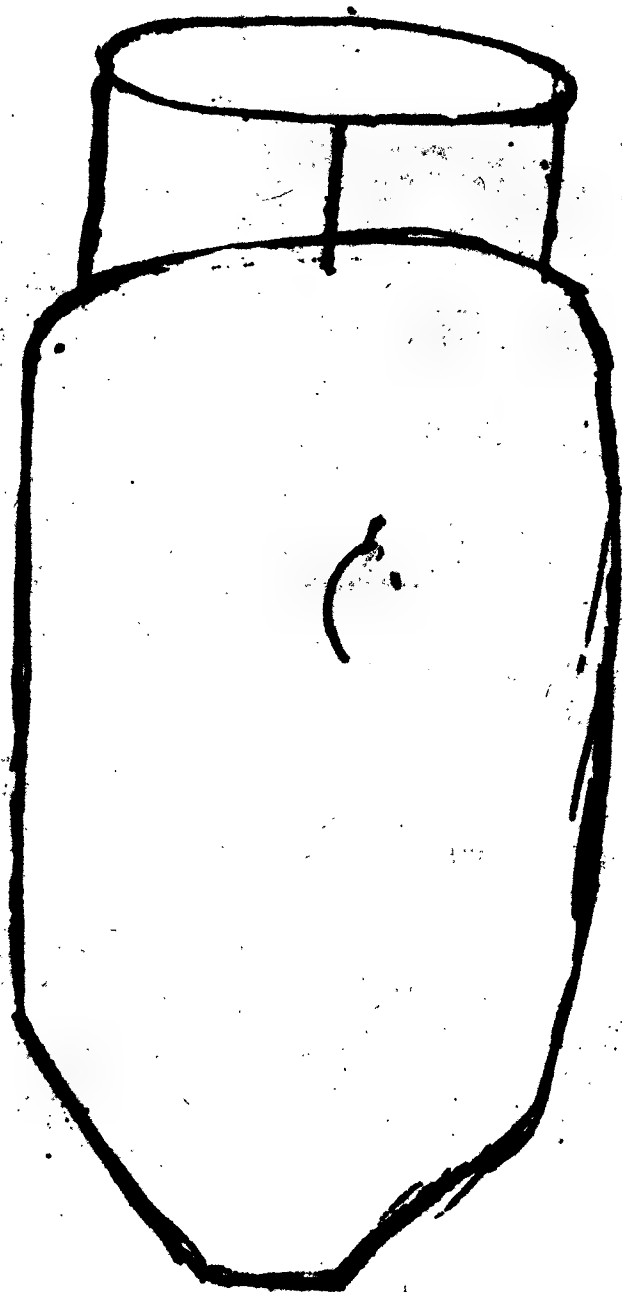


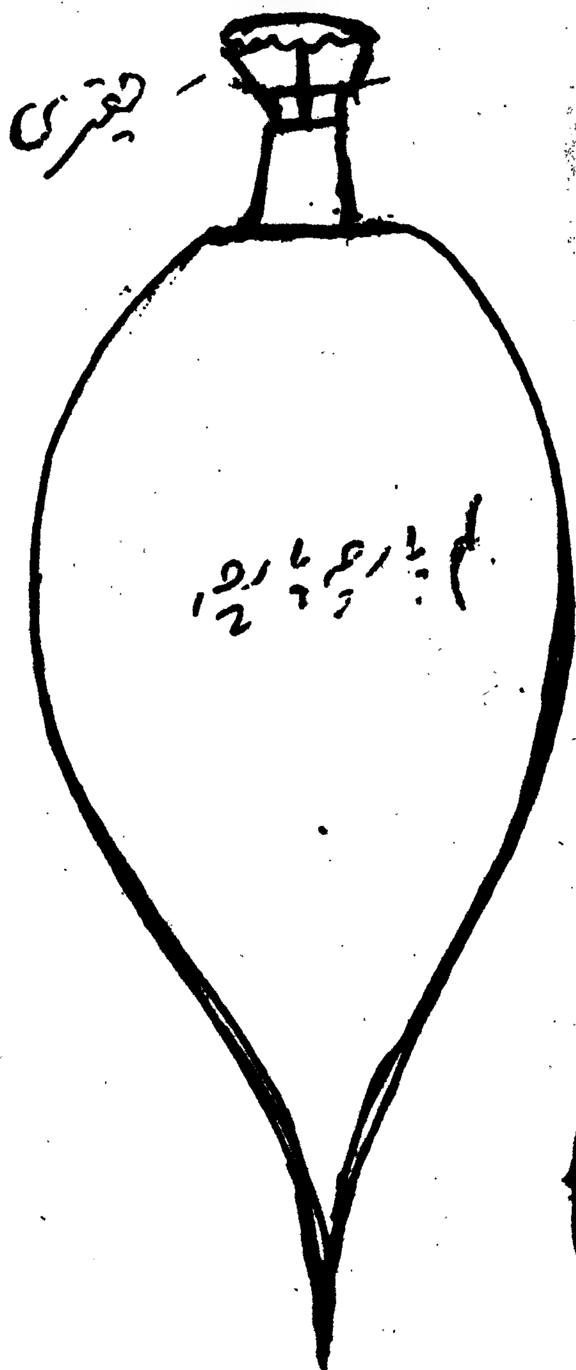




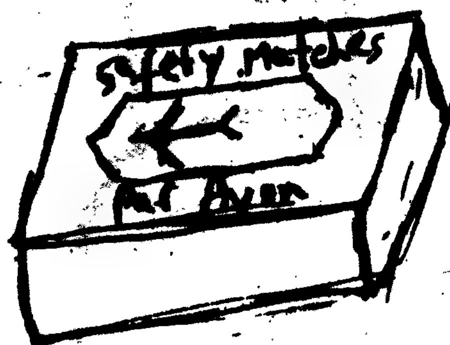



۱
که در زمین آنقدر عمیق
میرود که آب می برآید
و مساحت تقریبی ۲ کیلومتر
مربع را دربرمیگرد

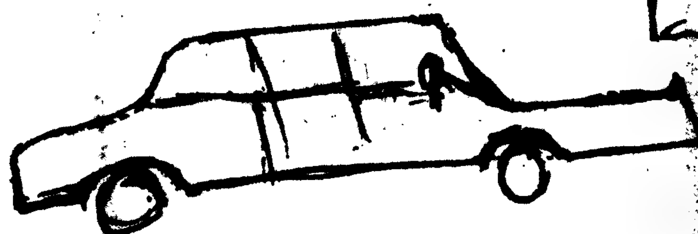


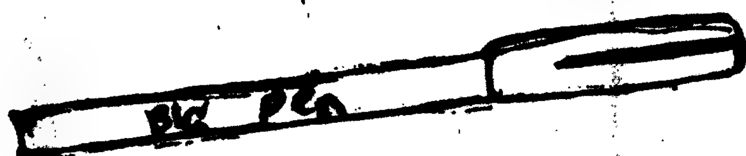


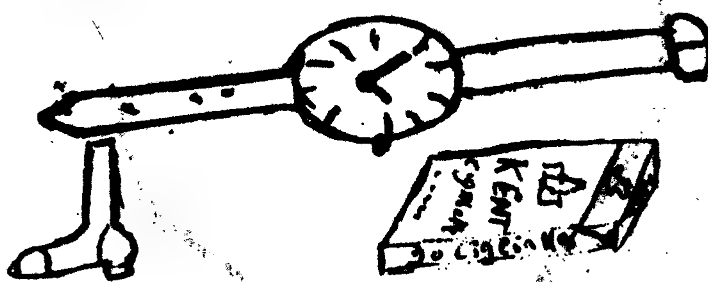
کھلونا بم
کے
نمونے











پیش لفظ

پہلی عالمگیر جنگ کے بعد اسلامی دنیا اور ایشیا اور افریقہ کے محکوم ملکوں میں آزادی کی جو تحریکیں چلیں اس کے نتیجہ میں آج غیر اسلامی دنیا میں جنوبی افریقہ اور اسلامی دنیا میں فلسطین کے سوا وہ تمام ممالک ایک ایک کر کے آزاد ہو گئے جو مغربی سامراج کے غلامی میں تھے۔

دوسری عالمگیر جنگ سے پہلے آزاد اسلامی ملکوں کی تعداد چار پانچ سے زیادہ نہیں تھی۔ لیکن بفضلِ خدا آج اُن کی تعداد چالیس سے بھی زیادہ ہیں۔ اسلامی ملکوں کے آزاد نہ ہونے کی اصلی وجہ بیسویں صدی کا ایک نیا سامراج ہے۔ جس کا نام قطبی خرس (اشتراکی سامراج) ہے جس کا چہرہ دنیائے اسلام پہ عیاں ہے۔ لیکن چنگیز اور ہلاکو خاں سے بھی بد تر ظالم و جابر دوست خور سامراج ہے۔ یہ وہی ظالم سامراج ہے جس نے دنیا کی مختلف ملکوں میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو صرف اس لئے قتل کر دیا کہ وہ ایک خدا پہ ایمان رکھتے تھے۔ روسی مسلمانوں نے ۱۹۰۵ء سے اپنے حقوق کے لیے جو سیاسی اور آئینی جدوجہد شروع کی تھی وہ اشتراکی دور میں بھی پچیس سال تک چلتی رہی۔

دراصل آزادی کی سیاسی اور آئینی جدوجہد ایک ایسے ملک میں کی جاتی ہے جو جمہوریت پہ ایمان رکھتا ہو۔ جہاں آزادی ضمیر، آزادی عقیدہ، آزادی فکر، آزادی نظریہ اور آزادی عقیدہ ہو۔ سیاسی جماعتیں بنانے کا حق ہو۔ لیکن روس میں تو نہ آزادی عقیدہ ہے اور نہ ہی آزادی ضمیر و فکر ہے۔ روس ایک ایسے جیل کی مثال رکھتی ہے جس کی دیواریں دور دراز علاقوں تک پھیلے ہوئے ہوں۔

مسلمانان روس نے ان تمام مشکلات کے باوجود زیر زمین جدوجہد کا آغاز کیا۔ یہاں تک کہ کیمونسٹ پارٹی میں شامل ہو کر عظیم تر ترکستان کے لئے کام کرنا شروع کیا۔ ترک ادیبوں۔ شاعروں اور دانشوروں نے قومی استقلال کے لئے ثقافتی، ادبی اور علمی محاذ

پر کام کیا۔ قومی شعور کو بیدار کیا اور حصول مقصد کے لیے خفیہ تنظیمیں قائم کیں۔ لیکن روس کی ظالم حکومت نے اس کا مسلمانوں سے سخت انتقام لیا۔ قوم پرستی کی حمایت کرنے اور جوابی انقلاب لانے کا الزام لگا کر نہ صرف بڑی تعداد میں سیاسی رہنماؤں کو موت کے گھاٹ اتار دیا بلکہ سینکڑوں تعداد میں ترک ادیبوں، شاعروں اور مصنفوں کا بھی قتل عام کیا گیا۔ یا اُن کو سائبیریا کے برفانی علاقوں میں بند کر دیا گیا اور اُن پر کے جی بی کے ظالم و جابر جلادوں کو مسلط کر کے طرح طرح کے مظالم کیے۔ آزادی کا یہ جذبہ اُن بدترین مظالم کے بعد بھی کمزور نہ ہوا۔ چنانچہ ۱۹۴۱ء میں جرمن نے روس پر حملہ کیا اور لاکھوں ترک فوجیوں کو گرفتار کر لیا تو اُن فوجیوں نے آزادی کی شرط پر جرمن فوجیوں سے روس کے خلاف تعاون کر لیا۔

اصل میں قابل غور بات یہ ہے کہ اس ساری مدت میں یعنی ۱۹۱۷ء سے ۱۹۴۳ء تک جب مسلمان حریت پسندوں اور دانشوروں کا قتلِ عام کیا گیا۔ مظلوم مسلمانوں کو کسی بیرونی ملک سے مدد نہیں ملی حتیٰ کہ ان کے مطالبہ کی اخلاقی حمایت بھی کسی ملک نے نہیں کی اسلامی ممالک مدد کرنے کے قابل نہیں تھے۔

روس کے مسلمان اس وقت دو سب سے بڑے خطروں میں دوچار ہیں۔ ان میں ایک خطرہ دہریت کا ہے۔ اندلس میں مسلمانوں کو بالجبر عیسائی بنایا گیا تھا اور آج وہاں کے مرتد مسلمانوں کی اولاد یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان کے اجداد کو زبردستی عیسائی بنایا گیا تھا آج بھی عیسائیت پر قائم ہے۔ روس میں بھی مسلمانوں کو بالجبر دہریے اور کمیونسٹ بنایا گیا اور مسلمانوں کو مادیت اور دہریت کی تعلیم دے کر ان کو مذہبی سرگرمیوں اور اسلامی علوم کی اشاعت سے روک کر طرح طرح کی پابندیاں لگا کر مذہب سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس طرح روسی تعلیم و تربیت اور منظم پروپیگنڈہ کے ذریعے مسلمانوں کے ذہنوں کو اسلام اور مذہب سے منحرف کر رہے ہیں۔ یقیناً اس کا نتیجہ وہی نکلے گا جو اندلس میں ہوا تھا یہ صرف خیال نہیں بلکہ اشتراکی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ روس میں اسلام روبہ زوال ہے۔

دوسرا بڑا خطرہ ترکوں کی قومی حیثیت کو ختم کرنے اور اُن کو روسی قوم میں ضم کرنے کا منصوبہ ہے۔ روسیوں کو سینکڑوں اور ہزاروں میل دور سے لا لا کر مسلمان علاقوں میں آباد کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح وسیع علاقوں کو جہاں پہلے ترک اور مسلمان آبادی کی اکثریت تھی روسی اکثریت کے علاقوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ کریمیا اور شمالی قفقاز تو مسلمانوں سے خالی کرا ہی لیے گئے لیکن اب قازقستان کو بھی روسی اکثریت کا علاقہ بنا دیا گیا۔ سویت یونین کے مسلمان آج جس خطرے سے دوچار ہے اس کا اسلامی دنیا کو پوری طرح احساس نہیں۔ (۱) اسی لئے افسوس کہ آج کل مسلمان یا تو دوسروں کے زیر اثر رہ رہے ہیں یا ذہنی طور پر غلام بن چکے ہیں۔ اب دیکھئے کہ روس نے افغانستان پر کس طرح اپنا قبضہ جما لیا اور وہاں پر کیا کیا مظالم کئے اور اس کے بعد عالم اسلام میں روسی اثرات کا بھی ذکر کرنا مناسب ہیں تاکہ اسلامی ممالک میں رہنے والے مسلمان بھی روسی خطرے سے آگاہ ہو سکے۔

افغانستان پر حملہ کیا اور خدانخواستہ اگر ان درندوں کو روکا نہ گیا تو پھر پاکستان۔ ایران اور بعد میں تمام کی مسلمان ریاستیں مشرقِ وسطیٰ اور افریقہ کے عرب مسلم اقوام کی بھی خیر نہیں اور سُرخ ظالم سامراج احیائے اسلام کو کچل دینا چاہتا ہے۔

ہندوستان کا روس سے گٹھ جوڑ صرف پاکستان مٹانے کے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے نہیں بلکہ یہ دونوں اسلام دشمن طاقتیں کوہ قاف سے بحر ہند تک تمام اسلامی قوتوں اور اسلامی سلطنتوں کا خاتمہ چاہتی ہیں۔ افغانستان کے خونی سوشلسٹ انقلاب کے بعد جس میں غدار اور خونخوار داؤد کو قتل کر کے روس کے ایک اور خود ساختہ لیڈر نور محمد ترہ کی کو منظرِ عام پر لائے تو افغان مجاہدین جس بہادری اور استقامت کے ساتھ اپنی قدیم اسلامی اور آزاد ملک کی خود مختاری اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے قربانی دے رہے ہیں وہ نہ صرف تاریخ حریت انسانی کا ایک نیا اور درخشاں باب ہے بلکہ افغان مجاہدین اپنی قربانی کے لئے پوری آزاد دنیا اور خصوصاً اسلامی دنیا کی طرف سے داد و تحسین اور بھرپور امداد کے مستحق ہیں۔

موسیٰ خان جلال زئی ضلع پکتیا
افغانستان، ۱۹۸۶ء

افغانستان میں کے جی بی کی سرگرمیاں؟

روس نے اپنی بدترین معاشی حالت پر قابو پانے کے لئے اور اپنی توسیع پسندانہ ہوس ملک گیری کے تحت افغانستان پر وحشیانہ اور سفاکانہ حملہ کرکے قبضہ کرنے کی کوشش اس لئے کی ہے کیونکہ اس کا مقصد نہ صرف خلیج کے گرم پانیوں تک پہنچنا ہے بلکہ وہ افغانستان کے معدنی تیل اور دوسرے قدرتی وسائل گیس وغیرہ پر حریصانہ نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس لالچ نے اس کو وسعتِ سلطنت پر عملدرآمد کرانے کے لئے ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت سے دوچار کردیا ہے۔

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ روس اپنے دفاعی اخراجات میں بے بہا اضافے اور اسلحہ کے انبار لگانے کی وجہ سے انتہائی معاشی مشکلات کا شکار ہو چکا ہے۔ اور یہ حقیقت اس بات سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ روس اپنے داخلی مسائل ناپید ہو جانے کی وجہ سے اب اپنے ملحقہ ممالک کے وسائل پر بھروسہ کرنے لگا ہے۔ لیکن یہ وسائل بھی اس کے اس لالچ کو تسکین نہیں دے سکتے۔ اگر روس اس طرح سے نئے وسائل تلاش نہ کرے تو کریملن کو اس بات کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ کہیں ملک معاشی بدحالی کی وجہ سے ڈکٹیٹرشپ کے خلاف سماجی بغاوتیں نہ اٹھ کھڑی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کریملن کے حکمران نئی نئی بستیاں بسانے میں مصروف رہتے ہیں اور افغانستان بھی اسی وجہ سے ان کی وحشیانہ خواہشات کا شکار بن گیا۔

یہ ایک عام خیال ہے کہ افغانستان ایک غریب ملک ہے، یہ تاثر بالکل غلط ہے دراصل افغانستان ایک غیر ترقی یافتہ ملک ہے جس میں قدرت نے ہر قسم کے معدنی ذخائر اور دیگر کئی قسم کے پھل اور زرعی اجناس پیدا کی ہیں جن کی روس میں بڑی مانگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسی حکمران گزشتہ کئی برسوں سے ان پر نظر جمائے ہوئے ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے کئی ایک بدکردار افغان حکمرانوں کو دام میں پھنسانے کی کوشش بھی کی ہے۔

افغانستان کے معاشی اور معدنی وسائل جو روس کو اس وحشیانہ حرکت کرنے کا باعث بنے ان میں چند ایک کا ذکر ملاحظہ ہو۔

تیل کے ذخائر

دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے افغانستان میں تیل تلاش کرنے والی سروے اسکیمیں کی تجزیاتی رپورٹوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ افغانستان بے شمار قدرتی ذرائع سے مالا مال ہے۔ جس کے ذخائر تیس سال کے اندر ختم ہونے والے ہیں۔ اس بات کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ ۳۸-۱۹۳۶ء میں امریکہ کے سروے ٹیموں نے اندازہ لگایا تھا کہ افغانستان کے شمالی علاقے سے چھ سو ملین ٹن سالانہ کی مقدار سے تیل حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس طرح کے اور بھی بہت سے تیل کے ذخائر ہیں۔ چالیس برس کے بعد افغانستان دوسری بار بھروسہ کرنے والے غیر محبِ وطن اور غیر اسلامی حکمرانوں کی وجہ سے اپنے وسائل زیرِ استعمال لانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

۱۹۵۱ء میں بھی مغربی ممالک کی تیل کی تلاش کرنے والی ٹیم نے اس بات کی تصدیق کر دی تھی۔ یو۔ این کی اس ٹیم نے شمالی افغانستان کے چھ خطوں میں تیل کے ذخائر دریافت کئے اور ۱۹۵۲ء میں ٹیکنیکل مدد کی تجویز پیش کی۔ اس وقت افغانستان کی نیشنل آئل اتھارٹی وجود میں آ چکی تھی۔ اور پارلیمنٹ نے تیل نکالنے کے قوانین بھی مرتب کر لئے لیکن روس نے تمام اقدام کو جھٹلا دیا۔ اور خدشہ ظاہر کیا کہ یو۔ این۔ ٹی کی ٹیم کا شمالی افغانستان میں موجودگی روس کی سلامتی کے لئے خطرہ ہے۔ اس وقت سے روس شاہی حکومت کے خاتمے اور داؤد کو افغانستان پہ مسلط کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور یہ ۱۹۵۸ء کا دور تھا۔ جب داؤد افغانستان کا وزیر تھا ظاہر شاہ نے روس کے ساتھ جیولجیکل کے معاہدے پہ دستخط کئے۔ یہ معاہدہ ماسکو میں ہوا۔ اس پہ روس نے افغانستان کو پندرہ ملین ڈالر آسان شرائط پہ واجب الادا رقم دی۔ جسے افغانستان نے پچاس برس کے عرصہ میں مصنوعات

طور پر داؤد حکومت سے بھی طے کیا تھا. لیکن جو بھی کچھ کر گیا آج خود کہاں ہیں صرف
ان کے ناپاک نام اور کارنامے ہی ذلت کی تلخ یاد کے نام سے یاد ہوتے ہیں اور
فخر ہے اسی غریب اور مظلوم افغان عوام پر جس نے سرخ سامراج کو اس کے
خواب پورے نہ ہونے دیتے اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے ہوتے ہیں۔

ہمارے غدار وطن فروش سربراہان مملکت نے ملک میں کسی قسم کی سرمایہ
کاری نہ خود کی اور نہ ہی دوسروں کو اجازت دی۔ سارے ملک میں آمد و رفت
کا مسئلہ تھا کیونکہ سوائے چند پکی سڑکوں کے کوئی راستہ نہ تھا کہ ایک گاؤں یا
شہر کا فرد دوسرے گاؤں یا قصبے بہ آسانی سفر کر سکے۔ فیکٹری یا کارخانے کا
وجود تک نہیں تھا اگر اکا دکا تھے بھی تو اُسے گنتی میں لانا شرم کی بات ہے۔ رہا
افغانستان میں زراعت کا مسئلہ وہ بھی بارش اور برفباری پر منحصر تھی ملک میں صرف
شمالی علاقوں میں صوبہ پروان، بلخمری، کندوز اور مشرق میں لغمان اور ننگرہار کے علاوہ بیشتر
ملک کا رقبہ بارانی علاقہ تھا اگر بارش اور برفباری بروقت ہو تو حاصل ہاتھ آگیا ورنہ ہاتھوں
پہ ہاتھ رکھے دہقان کا سال گذر جاتا۔ مختصراً افغانستان کا تقریباً آدھا حصہ بالکل خشک اور
پانی کی نعمت سے محروم رہا ہے مگر حکمرانوں نے اندک توجہ بھی نہ دی اور آٹا پاکستان اور
امریکہ سے آیا۔ اسی طرح چاول اور دال بھی پاکستان سے آجاتی درحقیقت افغانستان میں
ضروریات زندگی اور تقریباً پچاس فیصد اشیائے خوردنی پاکستان، ایران، ہندوستان اور
یورپ سے آتی تھیں۔ ظالم حکومت کے ٹھیکیداروں نے روس کے اشاروں پر ملک کو
اندھا اور معذور رکھا تاکہ نہ ملک ترقی اور پیش رفت کی طرف بڑھتا، اگر ملک ترقی اور پیش
رفت میں رواں دواں ہوتا تو واضح ہے کہ روس کی فوج تو کجا روسی بھی سلطنت افغانستان
کے خواب بھی نہ دیکھتے۔ ان تمام مشکلات اور مجبوریوں کے باوجود افغان عوام نے اپنی عزت
نفس اور غیرت کو قائم رکھتے ہوتے کسی بھی افغان نے اپنے ملک سے باہر جانے کی نہ

فراہم کر کے ادا کرنا تھا اس طرح افغانستان کا علاقہ جنت نظیر روس کے تسلط میں آگیا۔ جیسے پلوں کے ذریعے آپس میں ملانا باقی تھا۔ جہاں سے تیل اور قدرتی وسائل کے ذخائر دریافت ہو چکے تھے۔ تمام نقشے اور خاکے تیار کر لیے گئے تھے۔

روس کی مداخلت اور افغانستان پر تسلط کا دور شروع ہو چکا تھا۔ اور ۱۹۵۸ء کا یہی معاہدہ خود فروش حکومت کے لئے خودکشی کا باعث بنا اور عیاش شاہ ظاہر کو اپنے تخت حکومت سے ہاتھ دھونا پڑے اور جان بچا کر ملک بدر ہونا پڑا۔

روس نے پھر افغانستان میں تیل اور معدنی ذخائر کا سروے کیا۔ اور تمام سروے رپورٹیں اپنے پاس محفوظ کر لیں۔ لیکن حکومت افغانستان نے سوائے گیس کے باقی تمام رپورٹیں جعلی تھما دیں۔ جس میں یہ ظاہر کر کے باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی کہ سوائے گیس کے دوسرے تمام ذخائر اور وسائل بہت ہلکے اور غیر سودمند ثابت ہوں گے۔ اس طرح ان کو گمراہ کر کے یہ تمام ذخائر اپنے پاس غیر معینہ مدت کے لئے محفوظ کر لیے۔ تاکہ جب تک ان کا افغانستان پر مکمل قبضہ نہ ہو جائے ان کو نہ چھیڑا جائے۔ اسی دوران روس نے کیمونزم کے پنجے گاڑنے شروع کر دیئے اپنے ہم خیال لوگ خرید لیے اور آہستہ آہستہ کیمونزم نے پھیلنا شروع کر دیا۔

میوندوال نے اپنے دور حکومت کے پہلے ہی سال شروع شروع میں برطانیہ کی ایک کمپنی سے آئل ریفائنری کا امپورٹ کر کے نصب کرنے کا معاہدہ کیا جس سے روس اور اس کے پروردہ ایجنٹوں نے زبردست مخالفت کی جس کی وجہ سے تحریکیں بننا شروع ہو گئیں۔ اور یہ معاہدہ عمل کو نہ پہنچ سکا۔ اور میوندوال کو اپنی وزارت سے استعفیٰ دینا پڑا۔

بعد ازاں نور احمد اعتمادی نے وزارت سنبھالتے ہی اعلان کیا کہ ایک ۱۰۵ ملین ٹن حجم کی ایک چھوٹی سی آئل ریفائنری نصب کی جائے گی۔ ایک ماہ بعد زمین میں مختلف قسم کے سروے کرانے کا پراپیگنڈہ زور پکڑ گیا اور افغانستان کے لوگ سب کچھ بھول گئے۔ یکے بعد دیگرے یہ دونوں اعلانات روس کی شرمناک

پالیسی برائے حصولِ وقت کے حربے تھے۔ تاکہ وہ اپنے قبضے کے اقدامات کو مستحکم کر سکے۔ بدقسمتی سے اس جارحانہ وسعت پسندی کو روکنے والا کوئی نہ تھا۔
۱۹۷۶ء میں صوبہ جوزجان کے مقام پر سرپل میں ۲۰۰۵ میٹر کی گہرائی پر تیل دریافت ہونے کی خبریں سننے میں آئیں۔ ۱۹ اگست ۱۹۷۶ء کو صوبہ فاریاب کے مقام علی گل میں کنواں نمبر۲ کے متعلق نشر کیا گیا کہ وہاں ۲۷۰۹ میٹر کی گہرائی پر کافی تیل دریافت ہوا۔ اور یہ اس خطے کا پانچواں ذخیرہ بتایا گیا۔

افغان قوم کو تو اپنے تیل میں سے ایک قطرہ بھی استعمال کے لئے نہ دیا گیا۔ حکمران طبقے کو روسی غاصبوں کے قبضے سے اپنی اس قومی دولت کو چھڑانے کی توفیق نہ ہوئی اور ہوتی بھی کیسے؟ کیونکہ کسی کو عوام سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ روس نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے افغانستان کی مشہور اور پاور والی طاقتوں کو بھاری رقوم دے کر ان کے منہ بند کر دیئے تھے۔ کسی کو روس کے خلاف بولنے یا احتجاج کی جرأت نہیں تھی۔

محبِ وطن مسلمان اگر کوئی بھی آواز بلند کرتا تو اس کا تمسخر اڑایا جاتا تھا۔ اور ان کے اقدام کو مضحکہ خیز قرار دیا جاتا۔ درحقیقت کیمونزم اس وقت اپنے شکنجے اتنے مضبوط کر چکا تھا کہ کوئی روس کے خلاف آواز نکال نہیں سکتا تھا اگر کوئی کرتا بھی تو اس کو ملک دشمن سمجھ کر اس کا حساب چکا دیا جاتا۔

قدرتی گیس

شمالی وزیرستان میں تیل کی دریافت اور اس کے وسیع و عریض ذخائر کی موجودگی قدرتی گیس کے ذخائر کی موجودگی کا ایک بیّن ثبوت ہے مگر تیل کی طرح گیس بھی روس کے قبضہ میں آ گئی۔ کیونکہ روس کو ان ذخائر کی موجودگی کا علم تھا۔ اور یہ خبریں اس وقت منظرِ عام پر آئیں جب روس نے گیس کی پائپ لائن بارڈر پر نصب کر ڈالا۔ اور پھر یہ مشہور کر ڈالا کہ شروع میں ۱۹۴۶ء میں ۹۶۲ (ملا سطح) ملین کیوبک

گیس برآمد کی جائے گی۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ افغانوں کو بتلائے بغیر گیس برآمد کیجائیگی مختلف اوقات نے مختلف نوعیت کے شبہات کو جنم دیا۔ اسی اثناء میں داؤد کو وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا۔ تب روس کو فکر لاحق ہوئی کہ کہیں داؤد کے جانے کے بعد محب وطن افغان خود اقتدار نہ سنبھال لیں۔ اور روس کے سارے راز افشاں ہوجائیں۔ گیس کی برآمد بغیر قیمت اور مقدار کے شروع ہو چکی ہے۔ نومبر ۱۹۶۷ء میں یہ خبر نشر ہوئی کہ ۲۵ ملین کیوبک میٹر گیس برآمد کی گئی۔

۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۸ء تک روس کتنی گیس چرا کرلے گیا۔ اس کا علم صرف روس کو ہی ہے۔ کیونکہ گیس کا تمام کنٹرول اور پائپ لائن سب اسی کے قبضے میں تھا۔ جبکہ گیس کا احاطہ روس کے علاقہ دریائے آمو تک تھا۔ اور اسکی پیمائش کے پیمانے بھی اس کے پاس تھے۔

۱۹۷۲ء کی رپورٹ کے مطابق ۵۰ ملین طوالہ گیس برآمد کی جا چکی تھی اور یہ اندازہ بھی لگایا جا چکا تھا۔ کہ گوجرواک میں گیس کے ذخائر ۴۲ ملین میٹر کیوبک تک موجود ہیں۔ مگر حقیقی رپورٹ اس سے بڑھ کر ذخائر کی موجودگی ظاہر کرتی ہے۔

سالانہ کتنی مقدار کی گیس روس کو بیچی جاتی ہے۔ اس کا افغانستان کو کوئی علم نہیں ۹ مارچ ۱۹۷۲ء میں ایک معاہدہ برائے مدت ۱۹۷۳ء تا ۱۹۹۹ء طے پایا تھا کہ اس چھبیس (۲۶) سالہ عرصہ کے دوران ۲۰ ملین کیوبک گیس برآمد کی جائے گی۔ اور اس سال افغانستان میں جمعہ کے علاقہ میں گیس کے مزید ذخائر دریافت ہونے کی اطلاع ملی۔ اسی سال ۸ء۲ ملین کیوبک گیس برآمد کرنے کا معاہدہ ہوگیا۔

معدنی ذخائر

قدرتی گیس اور تیل کے علاوہ معدنی ذخائر سے بھی افغانستان مالامال ہے حالانکہ بہت سی معدنیات کی ابھی تک نشاندہی کرنا باقی ہے۔ جو کہ روس نے اور مدد کردہ افغانوں

کی آمرانہ چالوں اور ملی بھگت سے نہ ہو سکی۔

سونا :۔ سونے کے خزانے غزنی میں۔

یورینیم :۔ لشکر گاہ میں۔

بیریم :۔ ہرات میں۔

لوہا :۔ حاجی گگ اور تانبا لوگر (عینک) میں کثیر مقدار میں دریافت ہو چکے ہیں۔ مگر ان کو استعمال میں نہیں لایا جا سکا۔ کیونکہ روس اس افغانی معدنی ذخائر کو ۱۹۵۰ء میں دریافت کر چکا تھا۔ افغانستان کے روزنامہ "اصلاح" نے اپنے ۱۵ مارچ ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں لکھا تھا کہ افغانستان میں روسی کان کن ماہرین نے جو معدنی ذخائر اور وسائل دریافت کئے ہیں۔ ان کو اگر استعمال میں لایا جائے تو افغانستان کا دنیا کے امیر ترین ملکوں میں شمار ہونے لگا۔

افغانستان اپنے قیمتی پتھروں کی وجہ سے صدیوں سے مشہور رہے مگر دوسری معدنیات حال ہی میں دریافت کی گئی تھیں۔ ایک جاپانی کمپنی نے ۱۹۷۰ء کے دوران بمقام عینک صوبہ لوگر تانبے کے وسیع ذخائر دریافت کئے۔

ایک ہی سال بعد حاجی گگ میں دو بلین ٹن لوہے کے ذخائر دریافت ہوئے جس کا باقاعدہ طور پر ذرائع ابلاغ کی وساطت سے اعلان ہوا۔ اس سلسلے میں جاپانی اور پاکستانی کمپنیوں نے لوہا نکالنے میں اپنی دلچسپی کا اظہار بھی کیا مگر افغان حکومت جو روس کے زیر دباؤ آ چکا تھا ایسا نہ کر سکی۔

۱۹۷۵ء میں یہ خبر اڑائی گئی کہ ہرات میں (۲) دو بلین بیریم کے ذخائر دریافت ہوئے تھے۔ جس سے چھ سو ٹن گزشتہ سال روس کو برآمد کیا جا چکا ہے حالانکہ ہزاروں ٹن بیریم روسی حکمران نمونہ کے طور پر ماسکو لے جا چکے تھے۔

اسی طرح لشکر گاہ سے ہزاروں ٹن یورینیم نکال کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے روس پہنچ چکا ہے۔

جون ۱۹۷۷ء میں تانبا پگھلانے کے لئے ایک پلانٹ لگانے کا معاہدہ روس

میں ہوا۔ اس مذکورہ پروجیکٹ کی قیمت ۱۰۵ ملین روبل تھی۔ اور یہ قرض روس کے مہیا کرتا تھا۔ مگر یہ معاہدہ پورا نہ ہوسکا۔ روس محض وقت حاصل کرنے کیلئے افغان حکمرانوں کو الو بناتا رہا۔ اور ان معاہدوں کی آڑ میں اکھٹے کرتا رہا۔ مطلب یہ کہ کمزور لوگوں کو دام میں پھنسا کر اپنا ایجنٹ بنانے میں لگا رہا۔

داؤد نے اپنے اقتدار کی پہلی سالگرہ میں اس بات کا اعلان کیا کہ روس افغانستان کے سونے، تانبے اور دوسرے معدنی ذخائر کو نکال کر افغانستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرے گا لیکن نتیجہ اس کے بالکل برعکس نکلا۔ وہ افغانوں کو الو بناتا رہا اور اپنا الو سیدھا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان ہی کی دولت سے تیار شدہ ہتھیاروں سے انہی کو اپنے گھر سے نکالا۔ اور اپنے قدم مضبوط کر لئے۔

وہ لوگ جنہوں نے روس کا ساتھ دیا اور ان لوگوں کے خلاف استعمال کئے یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ انہیں آرام اور سکون دے گا بلکہ وہ ان ہی کو اپنے میدان کی سب سے بڑی دیوار خیال کرتا ہے، لحاظہ وہ سب سے پہلے انہی لوگوں کا قصہ پاک کرے گا۔ اور ان ہی کی لاشوں کا پل بنا کر کامیابی کے ساحل کی طرف قدم بڑھائے گا۔

دوسرے معاشی وسائل

قدرتی گیس اور دوسرے معدنی ذخائر کے علاوہ افغانستان دوسرے زرعی پیداوار سے بھی مالا مال ہے۔ افغانستان میں فروٹ اور دوسرے خشک میوہ جات کی بہت کثرت ہے، وہ ان میوہ جات اور دوسری زرعی اجناس کو روس، پاکستان اور ہندوستان میں اور دوسرے مغربی ممالک کو برآمد کرتا۔ اور روس کو خصوصی طور پر برائے نام قیمتوں پر یہ میوہ جات محفوظ ڈبوں کی صورت میں برآمد کرتا اور روس آگے ان کو بہت بھاری قیمتوں پر مغربی ممالک کو برآمد کرتا اور افغانستان کو اپنی ضرورت ختم کرنے کے لئے پاکستان سے پھل وغیرہ درآمد کرنے پڑتے۔

زراعت :- افغانستان میں کپاس، گندم اور اون بڑی مقدار میں پائی جاتی ہے اور دنیا میں بہترین اور اعلیٰ کوالٹی تصور کیا جاتا ہے۔ جسے روس کثیر مدت سے للچائی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ دوسری اجناس کے ساتھ ساتھ یہ اجناس بھی کافی مقدار میں روس کو برآمد کی جاتی تھیں۔

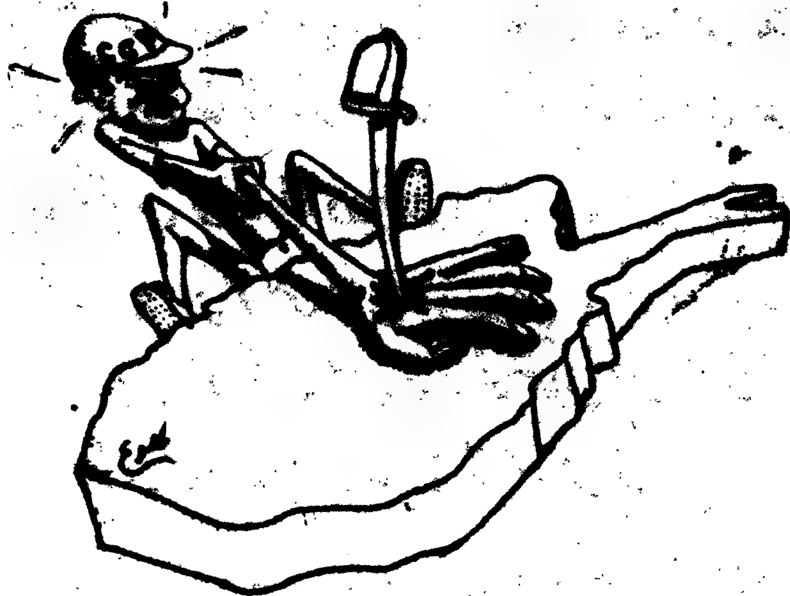
دریائے آمو (O X U S) کا پانی بجلی پیدا کرنے اور آب رسانی کے طور پہ استعمال کرنے کے لئے بہت قیمتی سرمایہ ہے۔ جو عرصہ دراز سے خوشحالی کے لئے افغان ذرائع اور وسائل کی تلاش اور ان کے حصول کے لئے کوشاں تھا۔ اب دریائے آمو اور افغانستان کے بے شمار آبی وسائل کو اپنے ترقیاتی مقاصد کیلئے استعمال میں لا رہا ہے۔

روس افغانستان کو ایک نوالہ بنا کر ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن شاید اسے یہ معلوم نہ تھا یہ ایک ہڈی بن کر اس کے گلے میں اٹک بھی تو سکتی ہے۔

۱۹۵۰ء اور ۱۹۶۰ء میں جب روسیوں نے افغان قدرتی وسائل کا جائزہ لیا تو اپنے خیال سے زیادہ پایا۔ پہلے پہل تو وہ ان ذخائر کو حاصل کرنے کے لئے رشوت اور دھمکیوں سے مدد لیتا رہا۔ جس میں وہ کسی حد تک کامیاب ہو گیا۔

کیا روس ان تمام ذخائر اور معدنیات کو اپنے ملک کی فلاح و بہبود پہ صرف کریں گے ؟ ایسے لوگوں کو بخارا اور بنگلہ دیش سے سبق لینا چاہیئے کہ بخارا مسلمانوں کا ملک نہیں اور اس نے اس کو کس طرح ہڑپ کیا ؟ بخارا پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو کتنی ترقی ملی۔ وہاں کے لوگ کس قدر خوشحال ہیں۔ بخارا کے مظلوم لوگوں میں روس نواز کیمونسٹوں کا ذکر نہ کیا جائے تو مجموعی طور پہ مسلمان کس کسمپرسی کی حالت میں گزر اوقات کر رہے ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھ کر مشرقی پاکستان کے سانحہ کو دیکھو زیادہ دیر نہیں ابھی (۱۳) تیرہ برس بھی نہیں بیتے کہ ابھی تک زخم تازہ ہے کہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش کیوں بنا دیا گیا ؟ محض اس لئے کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت نرم پڑ جائے اور وہ کیمونسٹوں کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں (RAW) جو کہ ہندوستان کا خفیہ ادارہ ہے۔ روسی ادارے (K G B) کے جی بی کی پالیسی

اختیار کئے ہوئے ہے (RAW) را۔ کے جی بی (K g B) کی ایسی ہی ایک خطرناک شاخ ہے۔ جو ہندوستان میں پاکستان کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ لیکن اس کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر یا کسی دوسرے گروہ سے لڑا کر ن کی طاقت کو کم کر رہا ہے۔ اور ان کی اس حالت سے ان کی معیشت کو تباہ و برباد رنا ہے۔



افغان جاسوسی تنظیم (خاد)

افغانستان میں روسی فوجی جارحیت اور وہاں نہتے اور بے گناہ عوام کے قتل عام کا ساتواں سال گزر رہا ہے۔ اب تک کم از کم بارہ لاکھ افراد نے نذرانۂ جان پیش کر چکے ہیں اور لاکھوں افراد مفلوج الاعضاء اور زندگی کی لذتوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ کیا حق و باطل کے اس معرکے میں خاموش اور غیر جانبدار رہنا چاہیئے یا کیا یہ چھوٹا سا ملک (افغانستان) روس کے لیے خطرہ تھا؟ اور کیا افغان عوام کو زندہ رہنے کا حق نہیں؟ اگر ہمیں زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ تو پھر خاموش رہنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟ اگر اس سوال کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ روس نے صدیوں سے کسی بھی شریف اور غیر جانبدار ملک کی پرواہ نہیں کی ہے۔ اُس نے ہمیشہ اپنے ہمسایوں پر تجاوز کیا ہے۔ مثال کے طور پر بخارا کی متعدد اسلامی ریاستوں کو جو روس کے ہمسایہ تھے اور جن کے ساتھ اُن کے دوستانہ تعلقات تھے پاؤں تلے روند ڈالا۔ ہزاروں مسجدوں کو ناچ گھروں اور شراب خانوں میں تبدیل کر دیا اور کتب خانوں اور مدرسوں کو نذر آتش کر دیا۔ اب جو کچھ افغانستان میں ہو رہا ہے وہ کل پاکستان میں بھی ہونے کو ہے کیونکہ یہاں بھی روسی لابی اور کے جی بی کے ایجنٹ اس نوزائیدہ ملک کے خلاف زیر زمین سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ حالانکہ ان کو پتہ نہیں کہ روس کی مثال ایک دیوانی ریچھ کی سی ہے جو بھی اس کے سامنے آجائے اُسے کاٹ دیتا ہے۔

کے جی بی کے دو بازو موساد اور خاد اب واضح طور پر نمایاں ہو چکے ہیں۔ موساد تو اپنے کارہائے نمایاں فلسطین اور لبنان میں دکھلا چکا ہے جس کا ذکر یہاں ضروری نہیں۔ یہاں صرف خاد کے مظالم اور اس کے اہم کارکنوں اور طریقہ واردات قارئین کو روشناس کرانا مقصود ہے۔ یہ کے جی بی ہی کی ایک شاخ ہے جس کا نام افغانستان میں وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو

چکمہ دینے کے لیے سب سے پہلے "اگسا" دکھا گیا ہے۔ جس کا مفہوم "تحفظ مفادات افغانستان" ہے۔ افغانستان کے سادہ لوح اور پکے مسلمان اپنی معاشی حالت زار کے پیش نظر اپنی کم علمی کی وجہ سے کے جی بی کے چنگل میں گرفتار ہو گئے۔ ان میں چند ایک چیدہ چیدہ جاہل سرداروں کو کے جی بی نے مالی امداد دے کر لوگوں کے سامنے نمونہ پیش کیا۔ اور ان سرداروں کو اپنے قبیلوں پر مسلط کر کے لوگوں کو سبز باغ دکھا کر کے جی بی کے چنگل میں پھنسا دیا۔ خاد چونکہ ایک خفیہ تنظیم کا نام ہے لہٰذا اس میں حصہ لینے والے افغان کارکن عرصہ دراز تک نظروں سے اوجھل رہے انہیں ماسکو میں لے جا کر ان کی خوب خاطر و مدارت کی گئی۔ اور ان کو ذہنی طور پر اسلام کے خلاف اور کیمونزم کا حامی بنا لیا گیا۔ یہی افغان وطن واپس آ کر کے جی بی کے افسروں کے زیر نگرانی لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے۔ ہم خیال بنانے اور اسلام کے شیدائیوں پر مظالم ڈھانے کا سبب بنے۔

افغانستان میں سرخ انقلاب آنے کے بعد ملک کے تمام امور پہ کے جی بی نے قبضہ کر لیا اور اہم مقامات پر اپنا کنٹرول حاصل کر لیا۔ خاد کے چند چیدہ چیدہ ایجنٹ جو براہ راست کے جی بی سے تعلق رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عبدالحمید محتاط:

۲۔ محمد خان جلالر۔ وزیر تجارت۔

۳۔ شاہ محمد دوست۔ وزیر خارجہ۔

۴۔ فقیر محمد یعقوبی۔ سابق لیکچرار پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ موجودہ وزیر تعلیم۔

۵۔ فاروق یعقوبی۔ سابق آمر جنائی۔ وزارت داخلہ مثلاً خاد کے سکول میں لیکچرار ہے۔

۶۔ صمداز ہر۔

۷۔ ظاہر افق ۔ وغیرہ ۔

حفیظ اللہ امین کے دورِ حکومت میں ''اگسا'' (AGSA) کا نام تبدیل کر کے (کام) (CAM) رکھا گیا جس کا مفہوم (لیبر انٹیلی جنس ایجنسی) ہے لیکن حفیظ اللہ امین کے بعد ببرک کارمل نے کام (CAM) کا نام تبدیل کر کے (خاد) رکھا۔ جس کا مفہوم (خدمت اطلاعات دولتی) ہے یہ مسلسل تبدیلی اس لئے کی گئی ہے تاکہ لوگوں کے نظریات تبدیل کر کے حکومت کے لئے رائے عامہ فراہم کر سکے۔ اور دوسری بات یہ کہ ترہ کی اور امین کے دورِ حکومت میں لوگوں پر جو وحشیانہ ظلم کیا گیا تھا۔ اور خصوصاً حفیظ اللہ امین نے جو ہزاروں لوگوں کو شہید کر دیئے گئے تھے۔ نور محمد ترہ کی کے دورِ حکومت میں خاد کا سربراہ اسد اللہ سروری تھا اور حفیظ اللہ امین کے دورِ حکومت میں عزیز اللہ تھا اور اب خاد کے سربراہ بدنام زمانہ ڈاکٹر نجیب ہے۔

خاد کا تنظیمی ڈھانچہ

(خاد) کے نو ۹ ادارے اور دو شعبے ہیں اور ہر شعبے میں کے جی بی کے بیس افراد سرپرست کار ہیں۔ اسی طرح ہر ادارے کا سرپرست بھی کے جی بی کا ایجنٹ ہوتا ہے۔ خاد کا تنظیمی ڈھانچہ ملاحظہ فرمایئے!

۱۔ سیاسی ادارہ۔

۲۔ پانچ نمبر ادارہ۔

۳۔ فوجی ادارہ۔

۴۔ خاد کا داخلی ادارہ۔

۵۔ ادارۂ تحقیق و تفتیش۔

۶۔ انٹرنیشنل ادارہ (فدا)۔

۷۔ ادارۂ امور اشخاص۔

سوچی تھی اور نہ ہی کسی غیر ممالک کے لیے روزگار کے سلسلے میں دربدر ہوتے جاتے۔
بھوک مصیبت مشکلات کو سہتے ہوئے بھی افغانوں نے اپنے ملک کو اولیت
دی اور عرب یا یورپ امریکہ وغیرہ کا رخ نہ کیا کہ روزگار کمانے کے لیے دوسروں کی
غلامی کریں۔ کمیونسٹ بغاوت سے پہلے تمام دنیا میں بمشکل ایک یا دو ہزار افغان
باشندوں سے زیادہ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مصروف تھے اور یا د رہے کہ
اس تعداد میں بھی بیشتر نوجوان طبقہ جو کہ ایران، ہندوستان، ترکی، بلغاریا، روس،
افغانستان اور جرمنی کے درمیان قانونی اور غیر قانونی تجارت کیا کرتے تھے۔ بڑی ناچیز
اور گنتی کے چند لوگ امریکہ، انگلینڈ، آسٹریلیا، وغیرہ میں بسے ہوتے تھے۔ جن کی
تعداد سو ڈیڑھ سو سے زائد نہ تھی۔ رہا عرب ملکوں میں تو کویت، سعودی عرب اور
دبئی میں ٹوٹل ایک سو افغانی کام کرتے تھے۔ اور وہ لوگ بھی تقریباً کئی سال پہلے سرخ
بغاوت اور داؤد کے دور سے قبل گئے تھے۔ رہا کچھ لوگ یا خاندان مختلف ادوارِ
تاریخ میں پاکستان، ہندوستان اور ایران مستقل مسکن گزیر ہوتے ہیں تو ان کے بارے
وضاحت یوں ہے کہ بعض تو انگریز سامراج کے ساتھ ملے ہوتے تھے اور اسی کے لیے
کام کرتے تھے اور بہ الفاظ روشن انگریز کے جاسوس یا بھگوڑے جن کو عبدالرحمن خان، امان اللہ
خان اور اس سے قبل کی حکومات نے ملک بدر کیا تھا یا یہ لوگ بھاگ نکلنے میں کامیاب
ہو گئے تھے اور اس طبقے کے لیے انگریز نے پنجاب سرحد بلوچستان، سندھ (پاکستان)
اور ہندوستان میں کشمیر، پنجاب، اترپردیش میں زمین اور گھر الاٹ کئے تھے اور بعض
لوگ مختلف بادشاہ گردشی کی زد میں آکر فرار ہونے پر مجبور ہوتے مثال کے طور پر امان اللہ
خان اور بچہ سقہ کے اقربا وغیرہ جو کہ پاکستان، ایران اور ہندوستان میں مختلف جگہوں پر مسکن
گزین ہوتے اور آج ان کی بُری حالت ہے اور بعض ان میں سے صاحب ثروت بھی ہیں
ایک طبقہ وہ بھی ہے جو کہ افغان حملہ آوروں کے لشکر میں شامل تھے اور خطے میں رہائش پذیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش گفتار

ہجرت کے سات سال کے اندھیرے ایام گذر جانے کے بعد بھی وطن کی محبت کی آگ سینے میں سلگ رہی ہے، سرخ سامراج سے انتقام لینے کی پیاس شدت پکڑتی جارہی ہے، شہادت کی آرزو میں تڑپ رہے ہیں نہ جانے ان طوفانی موجوں سے کب رہائی ملے گی۔ جو کچھ بھی ہے ہم نے تو ہمت نہیں ہاری اور اپنی جدوجہد کو اللہ بے نیاز کی راہ میں جاری رکھا ہوا ہے اور بغیر کسی لالچ اور غرض کے اسے آگے بڑھاتے جانا ہے تا اس وقت کہ آزادی کامل رب العزت ہمارے نصیب کرائے۔

یہ مختصر کتاب ان شہیدان پاک روح مجاہدان راہ حق اور مہاجرین تباہ حال کو بطور ہدیہ پیش ہے۔ اس ناچیز کتاب میں روسی مظالم، بین الاقوامی رد عمل اور اسلامی ممالک کی افغانستان کے مسئلہ پر چند باتیں درج کیں ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مردان مومن اور آہنی عزم و ہمت رکھنے والے افغان مجاہدین اور مہاجرین کی بیمثال کارکردگیاں بھی شامل ہیں۔

اس کتاب میں انتہائی کوشش کی گئی ہے کہ حقائق کو بصورت واضح بیان کیا جائے اور اُن مسلمان بھائیوں کے لئے درس عبرت بنے جو کہ بغیر سوچے سمجھے سرخ انقلاب کے پیچھے رواں دواں ہیں اور مستقبل کی تاریک اور گھناؤنی منزل کو پرکھے بغیر نزدیک سے نزدیک تر لانے کی کوشش میں لگے ہیں۔ ذرا سوچیں کہ کیونکر اپنے ہی قرآن اور آئین اسلامی کو اپنی راہ اور منزل نہیں بناتے کہ انسان کے بنائے ہوتے اصولوں کو اپنی راہ انتخاب کرتے ہیں، بھلا آج تک کسی بھی کیمونسٹ ملک میں

جو باتیں اُن کے منشور اور آئین میں کہی گئی ہیں عملی شکل دی گئی ہے اور یا خوابوں اور خیالوں کے جنت بنائے گئے ہیں؟ جواب صرف اور صرف نہیں میں ملے گا۔ دنیا کے ہر کونے میں تخریب کاری، رہزنی، ڈکیتی، لوٹ مار، توڑ پھوڑ، قتل، اغوا، لادینیت اور گمراہی، قانون شکنی وغیرہ کی تمام کاروائیاں کمیونسٹ عناصر اور ٹولے ہی تو انجام دیتے ہیں "روٹی، کپڑا اور مکان" کے نعرے لگا کر جن ملکوں میں اقتدار حاصل کیا ہے۔ کیا اُن لوگوں کے لئے یہ تینوں چیزیں دی گئیں ہیں یا اُن سے چھین گئیں ہیں۔ مختصراً کمیونزم ایک فریب کاری اور جھوٹے خیالوں اور دعوں کا ایک حسین سماں ہیں۔ اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنے دین و مذہب کا مطالعہ نہیں کیا اور صرف وقتی خوشی اور عیاشی اور عمل گرمی کی خاطر اس راہ پر رواں ہیں۔

اللہ پاک سے میری دعا ہے کہ تمام عالم اسلام کو اتحاد و اتفاق نصیب کراتے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

برک لودھی

اپریل ۱۹۸۷ء

لاہور

سُرخ سامراج

اور



مُصنّفین

ببرک لودھی، ولی خان جلالزئی

افغانستان جہاد الفرنس



کتاب کی چھپائی کے اخراجات امیر جمعیت اسلامی

افغانستان جناب پروفیسر برہان الدین ربانی

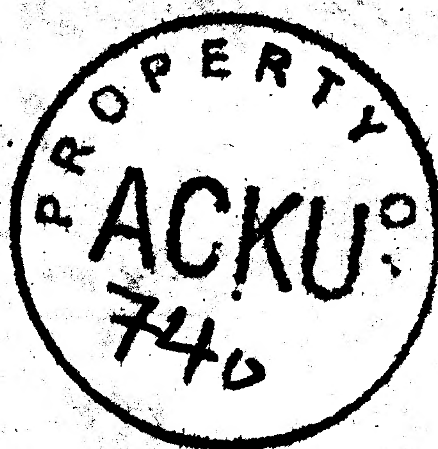
نے افغانستان جہاد ریفرنس کو دیئے

ہیں۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سُرخ سامراج

اور

افغانستان



مُصنّفین

ببرک لومی، موسیٰ خان جلالزیؒ

افغانستان جہاد ریفرنس

نام کتاب ---------- سرخ سامراج اور افغانستان

مصنفین ---------- ببرک لودھی اور موسیٰ خان جلالزئی

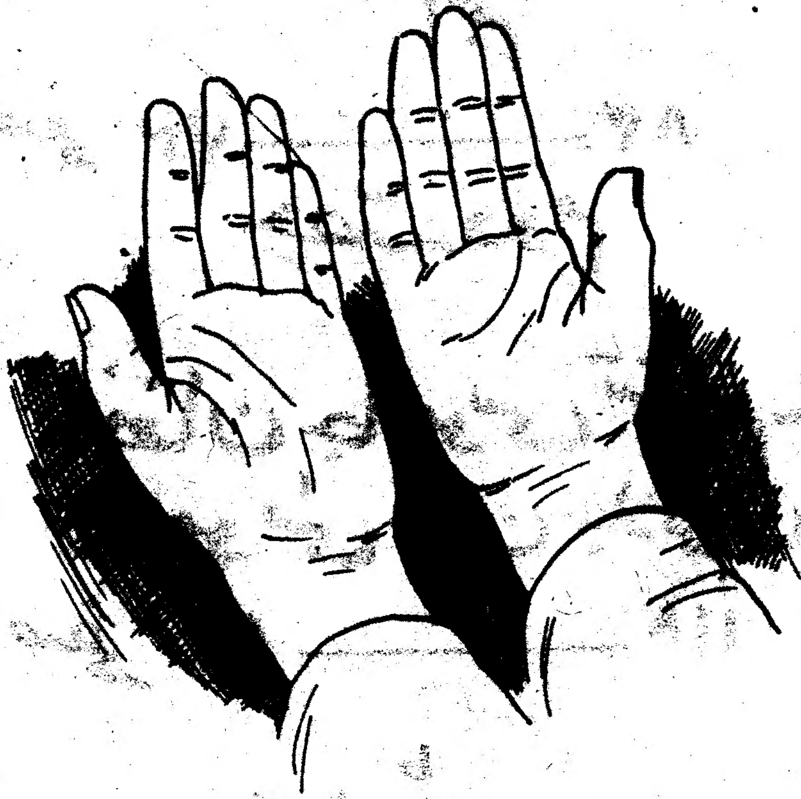
ناشر ---------- افغانستان جہاد کانفرنس۔

مسل نمبر ---------- ۳

سائز ---------- ۲۰×۳۰/۱۶

تعداد صفحہ ---------- ۱۲۴

قیمت ---------- آٹھ روپے



سلام اُن شہیدوں اور غازیوں کو جنہوں نے سرزمین افغانہ میں
اسلام اور انسان دشمن سُرخ سامراج کے خلاف قیام کیا۔